نگارستان

اردو گرائمر پر ایک مکمل کتاب

منصف خان سحاب

نگارستان

اردو گرائمر پر ایک مکمل کتاب

منصف خان سحاب

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
Cell: 0300-8834610/ Ph: 042-37232731
mjamal09@gmail.com

نام کتاب: .... نگارستان

مصنف : .... منصف خان سحاب

اہتمام : .... میاں غلام مرتضےٰ کھٹانہ

ناشر: .... مکتبہ جمال ٥ لاہور

مطبع: .... تایا سنز پرنٹرز ٥ لاہور

اشاعت : 2010ء

قیمت: .... 350 روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبہ جمال

تیسری منزل' حسن مارکیٹ' اردو بازار' لاہور

Cell: 0300-8834610/ Ph: 042-37232731

maktabajamal@yahoo.com.pk
mjamal09@gmail.com

انتساب

اپنے استادِ محترم

محمد اشرف صاحب

کے نام

جنھوں نے سب سے پہلے مجھے لکھنا سکھایا

اور

قوم کے ان نوجوانوں کے نام

جو

علم کے پیاسے ہیں

فہرست

مُقدّمہ

کسی بھی زبان کی بنیادی اکائی اس کے اصول وقواعد ہیں۔ زبان پہلے وضع ہوتی ہے اور قواعد بعد میں لیکن زبان سے پوری واقفیت حاصل کرنے کے لیے قواعد زبان سے آگاہی ضروری ہے۔ اہل زبان نے قواعد کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی اس لیے انہوں نے قواعد مرتب نہیں کیے۔ بیشتر کتابیں قواعد پر ان لوگوں کی ہیں جو اہل زبان نہیں ہیں۔ مولوی عبدالحق نے "قواعد اردو" لکھی لیکن وہ بھی اہل زبان ہونے کی بنا پر ان لوگوں کے مسائل نہ سمجھ سکے جو اہل زبان نہیں مگر اردو سیکھنے، لکھنے اور پڑھنے کے خواہش مند ہیں۔

سکولوں اور کالجوں کے لیے گرائمر کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں جو کاروباری مقاصد کو سامنے رکھ کر تیار کی گئیں۔ جن میں گرائمر برائے نام اور کمپوزیشن (انشاپردازی) کے لیے اِدھر اُدھر سے مسالہ اکٹھا کر کے ضخیم کتاب بنا دیا گیا۔ جن میں کسی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔ صَرف اور نحو کو باہم گڈمڈ کر دیا گیا۔ روزمرہ، محاورہ، ضرب المثل اور مقولہ میں تمیز کے بغیر انہیں شامل کتاب کر دیا گیا۔ یہ کتابیں طلباء کی امتحانی ضروریات کو مدنظر رکھ کر مرتب کی گئیں نہ کہ لسانی ضروریات کا خیال رکھا گیا۔ امتحانی نقطہ نظر سے تو ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اِن سے لسانی تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

آج کل جو مضامین اخبارات و رسائل میں شائع ہو رہے ہیں ان میں بہت زیادہ غلطیاں پائی جاتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ قواعد سے عدم واقفیت کی بنا پر ایسا ہو رہا ہے یا غلط سلط قواعد کو مد نظر رکھ کر لکھا جا رہا ہے۔ ان ہی ضروریات کے پیش نظر ہم نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اردو ایک زندہ زبان ہے اور زندہ زبان میں وسعت ہوتی رہتی ہے۔ نئے نئے الفاظ بنتے رہتے ہیں اور نئے محاورے سامنے آ رہے ہیں۔

کتاب کی ترتیب کے وقت میں نے کسی خاص درجہ کے طلباء کو مدنظر نہیں رکھا بلکہ عام قارئین،

طلبا، اساتذہ کے مسائل کو سامنے رکھا ہے۔ کتاب لسانیات کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس سے عام قارئین، طلباء، اساتذہ، صحافی اور نئے لکھنے والے یکساں طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب بنیادی طور پر دو حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول جو کہ چار ابواب پر مشتمل ہے، قواعد زبان (گرائمر) سے متعلق ہے۔ باب اول میں "علم صرف" سے بحث ہے۔ اس میں اسم، فعل اور حرف کی اقسام اور ساخت پر خامہ فرسائی کی گئی ہے جبکہ باب دوم "علم نحو" سے متعلق ہے جس میں فقرات کی اقسام اور نحوی ترکیب بیان کی گئی ہے۔ باب سوم میں "علم بیان" کے عنوان سے تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ پر بحث کی گئی ہے۔ باب چہارم میں "علم بدیع" کے عنوان سے صنائع معنوی اور صنائع لفظی کو بیان کیا گیا ہے۔

حصہ دوم: باب پنجم متعلقات گرائمر سے ہے جس میں سابقے لاحقے، روزمرہ، محاورہ، ضرب المثل، مقولہ سب کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ باب ششم میں متعلقات نگارش سے رسم الخط، خوش نویسی، املا، تلفظ اور علامات وقف کو بیان کیا گیا ہے۔

باب ہفتم میں "اردو ادب کی اصناف" پر بحث کی گئی ہے۔ نثری اصناف میں داستان، ناول، افسانہ، ڈراما، مضمون، مقالہ، سوانح عمری، آپ بیتی، سفرنامہ، انشائیہ، خاکہ اور طنز و مزاح سے بحث کی گئی ہے جب کہ شعری اصناف میں حمد، نعت، غزل، قصیدہ، مرثیہ، شہر آشوب، واسوخت، پیروڈی اور گیت کو موضوع بنایا گیا ہے اور ان کی مختلف ہیئتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ چند ادبی اصطلاحات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے دوران میں جن کتب سے استفادہ کیا ان کی فہرست کتابیات کے عنوان سے دی گئی ہے۔ قواعد زبان پر لکھی گئی کتابوں کے علاوہ پی ایچ ڈی کے مقالوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

ان تمام دوستوں اور کرم فرماؤں کا شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور کتابیں فراہم کیں۔ محمد احسن تہامی صاحب کا شکریہ تو مجھے ادا کرنا ہی ہے کہ ان ہی کی بدولت یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔

منصف خان سحاب

باب اول
علم صرف

لَفظ
کَلِمَہ
مُہمَل
اِسم
فِعل
حَرف
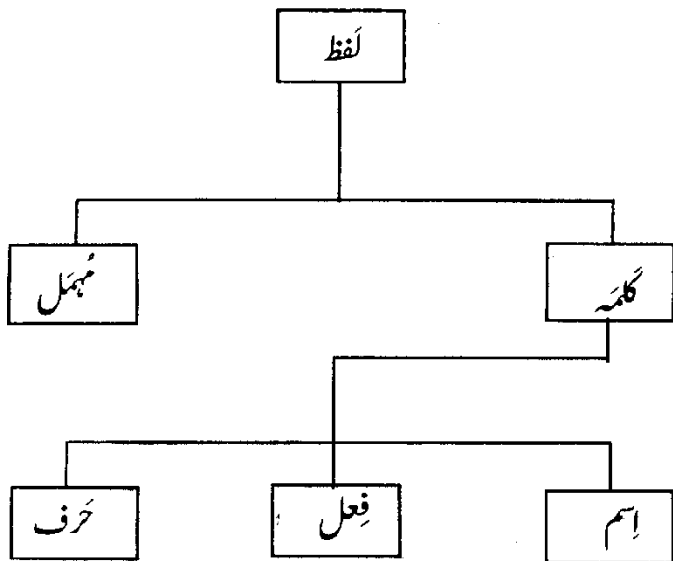
کلام

علم صَرف کلام کی بنیاد، علم نحواس کی دیواریں، علم بیان اس کا پلستر، علم بدیع آرائشی نقش ونگار اور رنگ وروغن ہیں۔

صرف

صَرف لُغت میں پھیر کو کہتے ہیں۔ لیکن قواعد کی رو سے یہ وہ علم ہے جس میں الفاظ کے تغیر وتبدل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس سے مختلف کلمات کی ساخت کا پتا چلتا ہے۔

لفظ اوراس کی اِقسام

لَفظ :- انسان کے منہ سے بولتے وقت جو کچھ نکلتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں۔ ایک سے زیادہ حروف کے مرکب کو لفظ کہتے ہیں۔ اس کی دوقسمیں ہیں۔

1- کَلِمہ ، 2- مُہمَل

کَلِمہ :- وہ لفظ جس کے سننے سے کچھ معنی سمجھ میں آئیں مثلاً: روٹی، پانی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ان الفاظ کا تعلق کھانے پینے کی اشیاء سے ہے۔

مُہمَل :- وہ لفظ جو بے معنی ہوں اور سننے میں ان کا کچھ مطلب سمجھ میں نہ آئے مثلاً: پانی وانی، روٹی ووٹی۔ یہاں پانی کے ساتھ وانی اور روٹی کے ساتھ ووٹی بے معنی لفظ ہیں۔ ان الفاظ کو مہمل کہتے ہیں۔ اس کا تعلق گرائمر سے نہیں ہے۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں ۔ 1- اسم 2- فعل 3- حرف

اِسم :۔ کسی کا نام ہو۔یا
وہ کلمہ جو کسی شخص، جگہ، چیز، مقام، تصور یا کیفیت کا نام ہو۔جس میں زمانہ اور کام بیک وقت دونوں موجود نہ ہوں۔اگر ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔

فِعل :۔ فعل کے معنی کام کے ہیں۔یا فعل جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا پایا جائے۔اس میں کام اور زمانہ دونوں موجود ہوتے ہیں۔

حَرف :۔ وہ کلمہ جو دوسرے کلموں کے ساتھ ملے بغیر پورے معنی نہ دے۔ یہ اسم اور فعل کو آپس میں ملاتا ہے۔اس کے بغیر اسم اور فعل دونوں بے کار ہیں۔اسلم نے بازار سے قلم خریدا، میں اسلم اسم ہے، خریدا فعل ہے، نے اور سے حروف ہیں۔

معنوں کے لحاظ سے اسم کی اقسام

معنوں کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔اسم معرفہ 2۔اسم نکرہ

اسم معرفہ:۔ وہ اسم جو کسی خاص شخص، خاص جگہ، خاص چیز، خاص مقام یا خاص کیفیت کو ظاہر کرے۔

اسم مَعرِفہ کی اقسام

اسم معرفہ کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔اسم علم 2۔اسم ضمیر 3۔اسم اشارہ 4۔اسم موصول 5۔اسم منادی

اِسم علم :۔ وہ اسم ہے جو کسی شخص کی پہچان کے لیے علامت کا کام دیتا ہے۔

اِسمِ عَلَم کی اقسام

اسم علم کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔عرف 2۔خطاب 3۔لقب 4۔کنیت 5۔تخلص

عُرف:۔ وہ نام جو پیار یا حقارت کی وجہ سے مشہور ہو جائے مثلاً: فضل الرحمن سے فضلو یا فرضی نام مثلاً: کاکا، گوگا وغیرہ۔

خطَاب:۔ وہ اعزازی نام جو کسی شخص کو غیر معمولی بہادری، علمی، ادبی یا قومی خدمت کے صلے میں قوم یا حکومت کی جانب سے دیا گیا ہو۔ خطاب یافتہ شخص اپنے نام کے ساتھ خطاب بھی لکھتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد جب اس کا نام لیا جاتا ہے تو خطاب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: سر عبد القادر، قائد اعظم محمد علی جناح، شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد، حکیم الامت علامہ اقبال، میجر عزیز بھٹی نشان حیدر وغیرہ۔ سر، قائد اعظم، شمس العلماء، حکیم الامت یہ سب خطاب ہیں۔ آج کل خطاب ستاروں کی صورت میں دیے جاتے ہیں۔ مثلاً: ستارۂ خدمت، ستارۂ امتیاز، نشان حیدر، تمغۂ امتیاز وغیرہ۔

لَقَب:۔ وہ نام ہے جو کسی خاص صفت کی وجہ سے مشہور ہو کر اصلی نام بن جائے مثلاً: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ، حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ، حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ وغیرہ۔

کُنیَت:۔ وہ نام جو باپ، ماں، بیٹے یا بیٹی کی نسبت سے رکھا جائے جیسے ابوالحسن باپ کی نسبت سے، ام کلثوم ماں کی نسبت سے، ابن علی، ابن مریم بیٹے کی نسبت سے، بنت محمد بیٹی کی نسبت سے۔ کنیت کے لیے خونی رشتے کا ہونا ضروری نہیں جیسا کہ ابو ہریرہ (بلیوں کا باپ)، ابو جہل (جہالت کا باپ)، ابو تراب (مٹی کا باپ) وغیرہ۔

تَخَلُّص:۔ وہ مختصر نام جو شعرا اپنے کلام میں لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں خواہ ان کا اصلی نام ہو یا بالکل مختلف نام ہو۔ مثلاً نام اسد اللہ خان اور تخلص غالب ہے۔ نام شیخ محمد ابراہیم اور تخلص ذوق ہے۔ بعض شعرا نے اپنے اصلی نام کو ہی بطور تخلص استعمال کیا جیسے اقبال۔

آج کے دور میں شعرا کی تعداد بڑھ گئی ہے اور تخلص آئینی حیثیت حاصل کر گیا ہے۔

اِسمِ ضمیر

وہ اسم ہے جو کلام میں کسی دوسرے اسم کی جگہ لایا جائے مثلاً رستم اچھا لڑکا ہے۔ وہ صبح سویرے اٹھتا ہے۔ اساتذہ بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔ یہاں ''وہ'' اور ''اس'' ضمیریں ہیں جو ''رستم'' کے بجائے استعمال ہوئی ہیں اور رستم ان کا مرجع ہے۔

اسم ضمیر کی اقسام

اسم ضمیر کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔
1۔ضمیر شخصی 2۔ضمیر موصولہ 3۔ضمیر استفہامیہ 4۔ضمیر اشارہ
5۔ضمیر تاکیدی 6۔ضمیر تنکیری 7۔ضمیر صفتی۔
ضمیر شخصی:۔ وہ ضمیر ہے جو کسی شخص کے لیے استعمال ہو مثلاً طاہر اچھا لڑکا ہے۔ وہ باقاعدہ ورزش کرتا ہے۔ اس جملے میں وہ ضمیر شخصی ہے۔ ضمیر شخصی کی تین حالتیں ہیں۔

ضمیر غائب	واحد غائب، وہ،	جمع غائب، وہ،
ضمیر حاضر	واحد حاضر، تو، تم،	جمع حاضر، تم، آپ،
ضمیر متکلم	واحد حاضر، میں،	جمع حاضر، ہم،

ضَمِیرِ مَوصُولہ

وہ ضمیر ہے جس کا مطلب پورے جملے کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا، جو کرے گا، وہ بھرے گا، اس

میں لفظ جو ضمیر موصولہ ہے۔ اس میں صلے کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ذیل کے الفاظ اس ضمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً

جس، جس کا، جن سے، جن کا، جن کو، جو، جو کوئی، جو کچھ وغیرہ۔

ضَمیرِ اِستفہامِیَہ

وہ ضمیر ہے جو استفہام یعنی پوچھنے کے موقع پر بولی جاتی ہے۔ ذیل کے الفاظ اس ضمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً کب، کتنا، کدھر، کس طرح، کون کون، کیا، کیسے، کیوں۔

اس ضمیر کی تین قسمیں ہیں۔ 1۔ استخباری 2۔ انکاری 3۔ اقراری۔

1۔ استخباری = اس میں خبر پائی جاتی ہے جیسے کمرے میں کون آیا۔

2۔ انکاری = جس میں انکار کے معنی پائے جائیں۔ جیسے

؎ صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

3۔ اقراری = جس میں بات کا اقرار پایا جائے جیسے: وہ ڈاکو نہیں تو اور کیا ہے۔

ضَمیرِ اِشارہ

وہ ضمیر ہے جس میں کسی چیز یا شخص کی طرف اشارہ کیا جائے۔ مثلاً علم بڑی دولت ہے یہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتی، اس میں ''یہ'' ضمیر اشارہ ہے۔ اسم اشارہ اور ضمیر اشارہ میں فرق ہے۔
اسم اشارہ میں مشار الیہ واضح ''مرجع'' ہوتا ہے جبکہ ضمیر اشارہ میں مشار الیہ مرجع نہیں ہوتا۔ ضمیر اشارہ کے الفاظ یہ ہیں۔ اس، وہ، یہ جمع کی صورت میں اس کو، اس کی، اس کے، ان کو، ان کی، ان کے وغیرہ۔ تاکید کے لیے ہی کا اضافہ کرتے ہیں۔ ان ہی، یہی وہی۔

ضمیرِ تاکیدی

جب ضمیر کے ساتھ خود اور اپنا کے الفاظ لگا دیتے ہیں تو ضمیر تاکیدی بن جاتی ہے مثلاً وہ خود چاہتا ہے، اُس کا اپنا فائدہ ہے۔

ضمیرِ تنکیری

وہ ضمیر جو غیر متعین اشیا یا اشخاص کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اسے ضمیر تنکیری کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی، کچھ۔

ضمیرِ صفتی

وہ ضمیر جو کسی صفت کے ساتھ واقع ہو۔ مثلاً مجھ، اس، مجھ ناچیز کو بھی یاد رکھیں، اس عقل مند آدمی کو کیا ہو گیا ہے۔ ''مجھ'' اور ''اس'' یہ الفاظ صفت کے ساتھ واقع ہیں۔ اس کے علاوہ ذیل کے الفاظ مثلاً کبھی کبھی، ایسا ویسا، اتنا جتنا، کتنا وغیرہ ضمائر صفتی ہیں۔

اِسمِ اِشارہ

وہ اسم ہے جو کسی شے، شخص یا جگہ کی نزدیکی یا دوری کو ظاہر کرے۔ جس کی طرف اشارہ ہو اسے مشارہ الیہ کہتے ہیں۔ قریب کی چیز کے لیے اشارہ قریب اور دور کی چیز کے لیے اشارہ بعید ہے۔
اشارہ قریب کے لیے اِس، اِدھر، یہ، یہی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جبکہ اشارہ بعید کے لیے اُس، اُدھر، وہ، وہی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

اِسمِ مَوصُول

وہ ناتمام اسم ہے جس کا مطلب پورے جملے کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا۔ مثلاً جو کرے گا سو بھرے گا۔ اس میں ''جو'' کا لفظ۔

اسم موصول وہ اسم ناقص ہے جو اپنے معنی خود نہیں دیتا بلکہ کسی جملے کے ساتھ مل کر معنی ظاہر کرتا ہے۔ چند اسمائے موصول یہ ہیں۔

جو، جونسا، جونسی، جونسے، جتنا، جتنے، جس نے، جس کو، جنھوں نے، جن کو، جو کچھ، جدھر، جہاں، جب، جیسے وغیرہ۔

اِسمِ مُنادیٰ

منادی کے معنی ہیں بلایا گیا۔ صدا دی گئی۔ اس کے لیے ندا استعمال ہوتے ہیں ''ارے تم کیا کر رہے ہو'' میں ارے حرف ندا ہے اور تم ضمیر ہے۔

''یا اللہ تو ہماری مدد کر'' میں یا حرف ندا اور اللہ اسم معرفہ ہے۔

اِسمِ نَکِرَہ کی اقسام

اسم نکرہ وہ ہے جس میں کوئی خصوصیت نہ ہو اور جو عام جگہ، چیز، شخص یا کیفیت کا نام ہو۔ اس کی کل دس قسمیں ہیں۔

1۔ اسم ذات　　2۔ اسم کنایہ　　3۔ اسم استفہام　　4۔ اسم صفت
5۔ اسم مصدر　　6۔ اسم حاصل مصدر　　7۔ اسم فاعل　　8۔ اسم مفعول

9۔اسم معاوضہ 10۔اسم حالیہ

اِسمِ ذات:۔ اسم ذات وہ اسم ہے جو ایک چیز کی اصلیت دوسری چیز کی اصلیت سے الگ ظاہر کرے۔اس کی سات قسمیں ہیں۔

1۔اسم جنس 2۔اسم آلہ 3۔اسم ظرف 4۔اسم صوت 5۔اسم مصغر 6۔اسم مکبر 7۔اسم جمع

اِسمِ جنس:۔ جس کے معنی جماعت یا نوع کے ہیں مثلاً گھوڑا، لڑکا۔ گھوڑا حیوان ہے لڑکا انسان ہے۔اسی طرح گھوڑا اور گھوڑی۔لڑکا اور لڑکی میں فرق جنس کا ہے۔

اِسمِ آلہ:۔ اسم آلہ وہ ہے جس میں اوزار کے معنی پائے جائیں۔یا کسی ایسی چیز کا نام ہو جس کے ذریعے سے کوئی کام کیا جائے۔مثلاً ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اِسمِ ظرف:۔ وہ اسم ہے جس میں جگہ یا وقت کے معنی لیے جائیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔ظرف مکاں اور ظرف زماں۔

اِسمِ ظرف مکاں:۔ وہ اسم ہے جس میں جگہ یا مقام کا ذکر ہو جیسے باغ، گھر، مدرسہ، مسجد وغیرہ۔

اِسمِ ظرف زماں:۔ وہ اسم ہے جس میں زمانے یا وقت کا ذکر ہو جیسے آج، کل، دن، رات، صبح، شام، پرسوں، ترسوں وغیرہ۔

اِسمِ صوت:۔ وہ اسم ہے جو کسی جاندار یا بے جان شے کی آواز کو ظاہر کرے جیسے کوے کی کائیں کائیں، بارش کی چھم چھم وغیرہ۔

مشہور اسمائے صَوت

اسم	صوت	اسم	صوت	اسم	صوت
انجن	چھک چھک	چکی	گھر گھر	کوئل	کوکو
بادل	گرج	چھینک	آچھی	گرنا	دھڑام
بادل	گڑگڑاہٹ	دل	دھک دھک	گھڑی	ٹک ٹک
بارش	رم جھم	رہٹ	روں روں	گھڑیال	ٹن ٹن
بجلی	کڑک	سانپ	سوں سوں	گولی	سنسناہٹ
بچے کا رونا	ریں ریں	سکہ	جھنکار	مرغا	ککڑوں کوں
بکری	میں میں	شیر	دھاڑ	مرغی	کٹ کٹ
بلی	میاؤں میاؤں	صراحی	قل قل	مکھی	بھن بھن
بوندیں	ٹپ ٹپ	طوطا	ٹیں ٹیں	مکھی	بھنبھناہٹ
پپیہا	پی کہاں	کبوتر	غٹرغوں غٹرغوں	مینہ	چھم چھم
توپ	دنادن	کتا	بھوں بھوں	ہاتھی	چنگھاڑ
جہاز	گھر گھر	کلیجہ	دھک دھک	ہنسی	کھی کھی ہاہاہا
چڑیا	چوں چوں	کوا	کائیں کائیں	ہوا	سائیں سائیں

اِسمِ مُصَغّر:۔ وہ اسما جو کسی اسم کی چھوٹائی کو ظاہر کریں۔ مثلاً صندوق سے صندوقچی وغیرہ۔ عموماً چی، چہ، بچہ، ڑا، ڑی، ی کے لاحقے لگا کر اسم مصغر بنا لیتے ہیں۔

مشہور اسمائے مُصَغّر

لفظ	مصغر	لفظ	مصغر	لفظ	مصغر
آم	امبیا	پنکھا	پنکھی، پنکھیا	صحن	صحنچہ
آنکھ	انکھڑی	پنڈلی	پنڈلیا	طاق	طاقچہ
آنگن	انگنائی	پوٹ	پوٹلی	طشت	طشتری
نٹی	انٹیا	پیالہ	پیالی	کمل	کملی، کملیا
نگی	انگیا	پیٹھ	پیٹھیا	کمر	کمریا
اپ	باپو	تانت	تانتڑی	کوٹھا	کوٹھڑی
الا	بالی	تونبا	تونبڑی	کونڈا	کونڈی
چہ	بچونگڑا	ٹانگ	ٹنگڑی	کھاٹ	کھٹولا
رج	برجی	جورو	جوروا	گھر	گھروندا
وری	بوریا	جھجھر	جھجھریا	لونڈی	لونڈیا
جوت	بھوتنا	جھونپڑا	جھونپڑی	مرد	مردوا
ٹی	بٹیا	چادر	چدریا	مشک	مشکیزہ
اگل	پگلا	چمڑا	چمڑی	نالہ	نالی
ترا	پتری	چوٹی	چٹیا	ناند	نندولا
بارا	پٹاری	دم	دمچی	نگر	نگریا
ٹر	پٹڑی	ڈبہ	ڈبیا	نے	نیچہ
پگڑ	پگڑی	ڈھول	ڈھولک	نیند	نندیا
پگڑی	پگیا	روپیہ	روپلی	ہانڈی	ہنڈیا
ڑا	پڑیا	ساجن	سجنیا		

اسمِ مکبر:۔ وہ اسم ہے جس میں اصلی حالت کی نسبت بڑائی کے معنی پائے جائیں، مثلاً بات سے بتنگڑ۔ چھتری سے چھتر۔

بنانے کے قاعدے

1۔ بعض اوقات الفاظ میں ردوبدل کر کے اسم مکبر بنا لیتے ہیں۔ مثلاً گھڑی سے گھڑیال

2۔ مونث اسما کی علامت ''ی'' گرا کر مثلاً ٹوپی سے ٹوپ، پگڑی سے پگڑ

3۔ ہندی الفاظ کے شروع میں ''مہا'' لگا کر مہاراجہ، مہادیو

4۔ فارسی الفاظ میں شا یا شہ کا سابقہ لگا کر مثلاً شہ سوار، شہ رگ

مشہور اسمائے مکبّر

الفاظ	مکبر	الفاظ	مکبر	الفاظ	مکبر
آس	خراس	دیو	مہادیو	گھڑی	گھڑیال
بات	بتنگڑ	راجہ	مہاراجہ	لاٹھی	لاٹھ
باز	شہباز	راہ	شاہراہ	مگس	خرمگس
بن	مہابن	سبھا	مہاسبھا	منتری	مہامنتری
پر	شہپر	سوار	شہسوار	مہرہ	خرمہرہ
توت	شہتوت	کاج	مہاکاج	ناک	ناکڑا
ٹوپی	ٹوپ	کار	شاہکار	ہولی	ہولا
ٹولی	ٹولہ	لنگوٹی	لنگوٹ		
درہ	شاہدرہ	گھڑی	گھڑا		

اسم جمع:۔ وہ اسم جو جمع چیزوں کو ظاہر کرے۔ مثلاً پھولوں کا گلدستہ، شادی کی بارات، اونٹوں کی قطار۔

اِسمِ کِنایہ

اسم کنایہ وہ ہے جو کسی شخص، جگہ، تعداد، مطلب، چیز یا کیفیت کا چھپا ہوا اظہار کرے۔ لیکن اس میں اشارہ موجود ہو۔ مثلاً "کیا تم وہاں گئے تھے" میں "وہاں" جس سے کوئی جگہ مراد ہے اسم اشارہ ہے۔

جب تک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے
سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے، اے ذوق
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے ایسے

اسم کنایہ کا استعمال مندرجہ ذیل موقعوں پر ہوتا ہے۔

1۔ تحقیر کے لیے مثلاً ایسا، ویسا، تیسا
2۔ نام نظر انداز کرنے کے لیے مثلاً وہ شخص، فلاں، وہ صاحب
3۔ تنکیر کے لیے مثلاً کسی شخص نے کسی کے دروازے پر دستک دی
4۔ تعداد کی کمی بیشی کے لیے مثلاً اتنا، اتنے
5۔ اختصار مطلب کے لیے مثلاً اقبال کا شعر

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اِسمِ اِستفہام

وہ اسم ہیں جو پوچھنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ استفہام استخباری 2۔ استفہام اقراری 3۔ استفہام انکاری

1۔ استفہام استخباری:۔ وہ اسم جو کوئی بات دریافت کرنے کے معنی دے مثلاً "تم کہاں تھے؟" "کمرے میں کون کون تھے؟"

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

2۔ استفہام اقراری:۔ وہ اسم ہے جس سے کسی شے، جگہ، چیز، حالت یا کیفیت کا اقرار سوالیہ انداز میں کیا جائے۔ مثلاً "کیا وہ لنگڑا نہیں ہے" مطلب وہ لنگڑا ہے

رات دن چکر میں ہیں سات آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

3۔ استفہام انکاری:۔ وہ اسم ہے جس سے کسی چیز، مطلب یا فعل یا کیفیت کا انکار سوالیہ انداز میں کیا جائے۔ مثلاً "زید نے یوں کب کہا تھا"۔

تم جو کہتے ہو مجھے تو نے بہت رسوا کیا
کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میں نے کیا کیا
کیا کہا کس سے کہا کس نے سنا، کس گھڑی
کس جگہ کس وقت کس دم آپ کا چرچا کیا
واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھ بات بھی
راز وہ کم بخت کیا تھا میں نے جو افشا کیا
کیا جانے ہم زمانے کو حادث ہے یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم

چند اسمائے استفہام یہ ہیں۔ کیا، کہاں، کب، کیوں، کدھر، کون، کون سا، کون سی، کون سے، کیسے وغیرہ۔

اسم صفت

اسم صفت:۔ وہ اسم ہے جس میں کسی چیز کی خصوصیت معلوم ہو۔ جیسے لمبا آدمی، بھاری پتھر، سرخ پھول، بھینی بھینی خوشبو وغیرہ۔ جس کی صفت بیان ہو وہ موصوف ہے۔

پتھر، سرخ پھول، بھینی بھینی خوشبو وغیرہ۔ جس کی صفت بیان ہو وہ موصوف ہے۔

اسم صفت کی اقسام

1۔ صفت ذاتی یا صفت مشبہ 2۔ صفت نسبتی 3۔ صفت عددی 4۔ صفت مقداری

صفت ذاتی یا صفت مشبہ:۔ اس اسم کو کہتے ہیں جس سے ذاتی وصف ظاہر ہو مثلاً ''ظہور ذہین لڑکا ہے'' ذہین اس کا وصف ہے۔ اسی طرح میٹھا، ٹھوس، نرم، گرم وغیرہ۔

بنانے کے قاعدے

1۔ اسم کے آخر میں الف یا واؤ بڑھانے سے مثلاً بھوک سے بھوکا، پیاس سے پیاسا

2۔ اسم مصدر سے مثلاً جھگڑنا سے جھگڑالو، کھیلنا سے کھلاڑی، لڑنا سے لڑاکا، ہنسنا سے ہنسوڑ۔ جیسے۔

رات وہ بولے مجھ سے ہنس کر چاہ میاں کچھ کھیل نہیں
میں ہوں ہنسوڑ اور تو ہے مقطع میرا تیرا میل نہیں

3۔ حاصل مصدر پر حرف نفی لگا کر مثلاً نڈر

4۔ فارسی صفات بھی اردو میں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً بد، بلند، پست، ترش، تلخ، سیاہ، سفید، شریں، نیک

5۔ ہندی صفات مثلاً اپاہج، اکھڑ، پھوہڑ، دکھیا، لڑاکا وغیرہ

6۔ ہندی زبان کے دو کلموں کو ملانے سے جیسے من چلا، منہ پھٹ، ہنس مکھ

7۔ عربی صفات بھی اردو میں آتی ہیں جو فَعِیل کے وزن پر ہیں مثلاً بخیل، جمیل، حسین، ذہین، کریم، وغیرہ۔

8۔ الفاظ کے شروع میں مندرجہ ذیل سابقے لگانے سے۔

1۔ اَ۔ اٹل، اچھوت، امٹ، امر
ان۔ انپڑھ، ان جان، انمول
بن۔ بن بیاہا، بن دیکھا
بے۔ بے بس، بے جوڑ، بے خوف، بے حیا، بے شرم
غیر۔ غیر ارادی، غیر حاضر، غیر ضروری
ک۔ کڈھب، کراہ
کم۔ کم خرچ، کم ظرف، کم عقل
لا۔ لاحاصل، لازوال، لاوارث
ن۔ نڈر، ندیدہ، نکما، نکھٹو
نا۔ نالائق، ناپاک، ناچیز
9۔ مندرجہ ذیل لاحقے لگا کر
الہ۔ کوڑیالہ
ک۔ پرچارک، ویدک
وان۔ بھگوان، بلوان
10۔ اسم فاعل مثلاً دانا، بینا، توانا، گویا
11۔ اسم فاعل ترکیبی مثلاً بیمار، ہوشیار
12۔ اسم مفعول مثلاً سنجیدہ، فہمیدہ

صفت ذاتی کے درجے

صفت ذاتی کے تین درجے ہیں۔

1۔ تفضیل نفسی　　2۔ تفضیل بعض　　3۔ تفضیل کل

تفضیل نفسی:۔ اس میں کسی چیز یا شخص کی صفت بلا مقابلہ غیرے ہوتی ہے۔ مثلاً لائق۔ احمد ذہین لڑکا ہے۔

تفضیل بعض:۔ وہ درجۂ صفت ہے جس میں ایک چیز یا شخص کو دوسرے پر ترجیح دی جائے

مثلاً ''احمد انور سے ذہین ہے۔''

تفضیل کل:۔ وہ درجۂ صفت ہے جس میں کسی شخص یا چیز کو سب پر ترجیح دی جائے۔

مثلاً احمد سب سے ذہین ہے۔

صفت ذاتی کی چند مثالیں

الفاظ	صفت ذاتی	الفاظ	صفت ذاتی	الفاظ	صفت ذاتی
انصاف	بے انصاف منصف	جوہر	جوہردار	دل	دلاور، بے دل
ایمان	ایماندار بے ایمان مومن	چوب	چوبی	رحم	رحم دل، بے رحم، رحیم
برکت	بابرکت	حاجت	حاجت مند	شرارت	شریر
بزم	ہم بزم	حیا	بے حیا، باحیا	شرافت	شریف
بلور	بلوریں	خشم	خشمناک	شرم	شرمسار، بے شرم
تاج	بے تاج تاج ور	دانش	دانشور دانش مند	صورت	بدصورت خوبصورت
فکر	بے فکر فکرمند، مفکر	گل	گلفام گل گوں	نیاز	بے نیاز، نیازمند
کام	ناکام، کامیاب	لالہ	لالہ رخ، لالہ گوں	ہنر	ہنرمند، بے ہنر
کرم	کریم	ماہ	ماہ رو، ماہ وش	ہوش	باہوش بے ہوش

صفتی نسبتی

صفت نسبتی وہ صفت ہے جو کسی شخص یا چیز کا دوسرے شخص یا چیز سے تعلق یا نسبت ظاہر کرے مثلاً جگر مراد آبادی، غالب دہلوی، مجید لاہوری۔

بنانے کا طریقہ

1۔ اسم کے آخر میں یائے معروف لگانے سے مثلاً پاکستان سے پاکستانی، عرب سے عربی، ہندوستان سے ہندوستانی۔

2۔ اگر آخر میں ''ہ'' مختفی ہو تو حذف کر کے یا بلا حذف ''ی'' لگانے سے مثلاً کوفہ سے کوفی۔

3۔ کبھی ''ہ'' کو ''ئی'' میں تبدیل کرنے سے مثلاً سرمہ سے سرمئی، نقرہ سے نقرئی۔

4۔ اسم کے آخر میں ''انی'' لگانے سے مثلاً رب سے ربانی، حق سے حقانی، روح سے روحانی۔

5۔ کبھی یائے نسبتی سے پہلے واؤ زیادہ کرنے سے مثلاً بریلی سے بریلوی، دنیا سے دنیاوی۔

6۔ کھڑی زبر کو الف سے بدل کر مثلاً مصطفٰے سے مصطفوی یا مصطفائی، مرتضٰے سے مرتضائی۔

7۔ آخری حرف ''ہ'' گرا کر ''ی'' لگانے سے مثلاً مدینہ سے مدنی، مکہ سے مکی۔

8۔ اسم کے آخر میں انہ لگ کر مثلاً دوست سے دوستانہ، شاہ سے شاہانہ، عالم سے عالمانہ۔

9۔ بعض ملکوں کے نام سے ستان حذف کر کے ''ی'' لگانے سے مثلاً افغانستان سے افغانی۔

10۔ اسم کے آخر میں مندرجہ ذیل علامات لگا کر

لا۔ اکیلا، سانولا

سا۔ تنہا سا، دور سا، غمگین سا

کا۔ غضب کا، قیامت کا

والا۔ لاہور والا، کراچی والا

یا۔ دکھیا، سکھیا

یلا۔ پتھریلا، چمکیلا، رنگیلا، سجیلا، شرمیلا

11۔ بعض خلاف قیاس اور بے قاعدہ بھی بنتی ہیں مثلاً رے سے رازی، بلند سے برنی، ہرات سے ہروی، یمن سے یمانی وغیرہ۔

صفت نسبتی کی مثالیں

لفظ	صفت نسبتی	لفظ	صفت نسبتی	لفظ	صفت نسبتی
آب	آبی	دل	دلی	صوبہ	صوبائی
آتش	آتشی	دنیا	دنیاوی	صفرا	صفراوی
آگے	اگلا	دہلی	دہلوی	طلا	طلائی
آہن	آہنی	رب	ربانی	عاقل	عاقلانہ
امریکہ	امریکی	روح	روحانی	علی	علوی
انسان	انسانی	رنگ	رنگین	عیسیٰ	عیسوی
بادیہ	بدوی	روز	روزانہ	کربلا	کربلائی
بربر	بربری	رے	رازی	کوفہ	کوفی
برق	برقی	زمرد	زمردی	گاؤں	گنوار
برما	برمی	زمین	زمینی	لاہور	لاہوری
بریلی	بریلوی	زر	زرّین	لفظ	لفظی
بلوچستان	بلوچ	زن	زنانہ	مادہ	مادی
ثانی	ثانوی	سال	سالانہ	معدن	معدنی
جاہل	جاہلانہ	سرحد	سرحدی	مکہ	مکی
جرمن	جرمنی	سرمہ	سرمئی	موسیٰ	موسوی
جسم	جسمانی	سونا	سنہری	نبی	نبوی
حق	حقانی	سما	سماوی	نمک	نمکین
حیوان	حیوانی	سنت	سنی	نور	نورانی
حنیفہ	حنفی	شراب	شرابی	ہندوستان	ہندی
خدا	خدائی	شرم	شرمیلا	یورپ	یورپی

صفت عددی

جس میں کسی شے کی تعداد کا مفہوم پایا جائے۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

1 عدد معین 2۔عدد غیر معین

معین:۔ جو کسی شے کی پوری تعداد ظاہر کرے۔

عدد مُعَیَّن کی اقسام

1۔اسم عدد 2۔عدد ترتیبی 3۔عدد ضعفی 4۔عدد کسری 5۔عدد استغراقی

1۔اعداد ذاتی: جس میں کسی شے کی گنتی معلوم ہو مثلاً پانچ، چھے، سات، آٹھ

2۔اعداد ترتیبی: جس سے ترتیب یا درجہ کا تعین ہو مثلاً پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں......سواں، ہزارواں......

3۔اعداد ضعفی: جس میں زیادہ یا گنا کے معنی پائے جائیں مثلاً دو گنا، سہ گنا، چار گنا، ہزار گنا۔

4۔اعداد کسری: وہ ہے جس میں کسر کے معنی پائے جائیں مثلاً ڈیڑھ، تہائی، سوا، اڑھائی، پونا، وغیرہ۔

5۔اعداد استغراقی: جو کل تعداد ظاہر کرے۔مثلاً کل پچاس لڑکے تھے، پچاس کے پچاس غیر حاضر تھے۔

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

غیر معین اعداد: وہ اعداد جن کی تعداد معلوم نہ ہو مثلاً سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں۔

صفتِ مقداری

صفت مقداری وہ ہے جس سے کسی شے یا چیز کی مقدار یا جسامت ظاہر ہو۔ اگر صحیح مقدار معلوم ہو تو اسے مقدار معین کہیں گے، مثلاً دو کلو آٹا، دو لیٹر تیل۔ اگر مقدار معلوم نہ ہو تو اسے مقدار غیر معین کہیں گے، مثلاً اتنا نہ کھاؤ کہ بدہضمی ہو جائے۔ اتنا، جتنا، کتنا، کس قدر، بہت کم، تھوڑا، زیادہ، بھاری بھرکم، کم کم، ذرا سا، تھوڑا سا، ہلکا سا۔ یہ تمام الفاظ غیر معین کو ظاہر کرتے ہیں۔

صفتِ مُبالغہ

یہ وہ اسم صفت ہے جو اپنے موصوف کے وصف میں زیادتی ظاہر کرے۔
مثلاً پرلے درجے کا بدمعاش، بلا کا ذہین، بے حد مہربان، بے حساب رزق، بے شمار ستارے، بے انتہا گرمی، ان گنت ستارے وغیرہ۔ اسی طرح اول درجے کا، بدرجہا، ہزار درجے، اعلیٰ درجے کا وغیرہ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔

مصدر

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صادر ہونے کی جگہ۔ یہ خود تو کسی سے نہیں نکلتا لیکن اس سے دوسرے کلمات بنائے جاتے ہیں۔ مصدر فعل کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔ مگر زمانہ نہیں ہوتا۔ اس کے آخر میں ''نا'' آتا ہے مثلاً لکھنا، پڑھنا۔

مصدر کی اقسام

مصدر کی مختلف اقسام ہیں۔

1۔ معنی کے لحاظ سے 2۔ بناوٹ کے لحاظ سے۔

معنوں کے لحاظ سے مصدر کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ لازم 2۔ متعدی

لازم مصدر: جس سے ایسا فعل حاصل ہو جو صرف فاعل کی ذات سے وابستہ ہو جیسے آنا، اٹھنا، بیٹھنا، جانا وغیرہ۔

متعدی مصدر: جس سے ایسا فعل حاصل ہو جو فاعل کے علاوہ مفعول کو بھی چاہے۔ جیسے پڑھنا، لکھنا وغیرہ۔

بعض اوقات لازم مصدر اور متعدی مصدر دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔

مثلاً شرمانا۔

واعظو! ہے ان کو شرمانا گناہ
جو گناہ سے اپنے شرماتے ہیں آپ
ذکر بچپن کا جو فرماتے ہیں آپ
اپنے احسانوں سے شرماتے ہیں آپ

بعض مصدر لازم ہیں لیکن اس کے ساتھ مفعول بھی آ جاتا ہے۔ مثلاً

ہم رونے پہ آ جائیں تو دریا ہی بہا دیں
شبنم کی طرح ہمیں رونا نہیں آتا

متعدی مصادر کی اقسام

متعدی مصادر کی اقسام دو طرح کی ہیں۔

1۔ بلحاظ مفعول 2۔ بلحاظ بناوٹ

مفعول کے لحاظ سے متعدی مصدروں کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ متعدی بہ یک مفعول 2۔ متعدی بہ دو مفعول 3۔ متعدی بہ سہ مفعول

متعدی بہ یک مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال ایک مفعول چاہتے ہیں۔ مثلاً ناصر نے کتاب خریدی۔

متعدی بہ دو مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال دو مفعول چاہتے ہیں۔ مثلاً انور نے اکرم کو کتاب دی۔

متعدی بہ سہ مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال تین مفعول چاہتے ہیں۔ مثلاً زید نے انور سے اشرف کو خط لکھوایا۔

1۔ متعدی الاصل 2۔ متعدی بالواسطہ 3 متعدی المتعدی

متعدی الاصل: ایسے مصادر جو اصل میں متعدی ہی سے وضع کیے گئے ہوں۔ جیسے لکھنا، پڑھنا، کھانا، پینا۔

متعدی بالواسطہ: ایسے مصادر جو لازم سے متعدی بنا لیے جائیں مثلاً جلنا سے جلانا، کھانا سے کھلانا

متعدی المتعدی: ایسے مصادر جو متعدی سے پھر متعدی بنا لیے جائیں جیسے دینا سے دلانا، لکھنا سے لکھوانا۔

لازم مصدر سے متعدی بنانا

متعدی لازم سے متعدی مصدر بنانے کا کوئی باقاعدہ کلیہ نہیں ہے تاہم اہل زبان نے چند ایک قاعدے مقرر کیے ہیں۔

1۔علامت مصدر سے پہلے ''الف'' زیادہ کرنے سے مثلاً بسنا، سے بسانا، چلنا سے چلانا۔

2۔دوسرے حرف کے بعد الف زیادہ کیا جاتا ہے۔مثلاً اچھلنا سے اچھالنا، اکھڑنا سے اکھاڑنا۔

3۔کبھی مصدر کے پہلے حرف کے بعد اس کی حرکات کے مطابق حروف علت، الف واؤ، یا میں سے کوئی ایک زیادہ کرنا، مثلاً رکنا سے روکنا، کھلنا سے کھولنا، مرنا سے مارنا، لپٹنا سے لپیٹنا وغیرہ۔

4۔بعض اوقات ایک ہی لازم مصدر کو دو طرح متعدی بنانا جیسے دبنا سے دابنا، دبانا مثلاً غالب کہتے ہیں۔

اسد خوشی سے میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے
کہا جو اس نے ذرا میرے پانوں داب تو دے

5۔کبھی علامت مصدر سے پہلے واؤ مجہول زیادہ کرنے سے مثلاً چبھنا سے چبھونا۔

6۔کبھی مصدر کے دوسرے حرف کو واؤ مجہول سے بدل دینے سے جیسے دھلنا سے دھونا۔

7۔اگر چار حرفی مصدر کا دوسرا یا پانچ حرفی مصدر کا تیسرا حرف علت ہو تو اسے گرا کر اس کی جگہ ا بڑھاتے ہیں مثلاً سونا سے سلانا، نہانا سے نہلانا۔

8۔اگر پانچ حرفی مصدر کا دوسرا حرف علت ہو تو اس کو گرا کر مصدر سے پہلے ''ا'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً جاگنا سے جگانا۔

9۔بعض لازم مصدر اور متعدی مصدر اور ہیں مثلاً پھٹنا سے پھاڑنا، پڑنا سے ڈالنا، رہنا سے رکھنا۔

10۔بعض متعدی خلاف قیاس آتے ہیں مثلاً بھیگنا سے بھگونا۔

متعدی مصدر سے متعدی المتعدی بنانا

1۔ متعدی مصادر کی علامت سے پہلے واؤ اور الف زائد کرتے ہیں مثلاً پینا سے پلانا، کھانا سے کھلانا۔

2۔ متعدی مصادر کا دوسرا حرف اگر حرف علت میں سے کوئی ہو تو گرا کر اس کی جگہ لا زیادہ کرتے ہیں مثلاً پینا سے پلانا، کھانا سے کھلانا۔

3۔ پانچ حرفی متعدی مصادر میں سے اگر دوسرا یا تیسرا حرف علت ہو تو گر جاتا ہے جیسے بھیجنا سے بھجوانا، روکنا سے رکوانا۔

4۔ متعدی مصادر میں ''ا'' سے پہلے واؤ بڑھانا، جیسے کرنا سے کروانا۔

5۔ بسا اوقات ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیتے ہیں مثلاً بیچنا سے بکوانا یہاں چ کو ک سے بدل دیا گیا ہے۔

محدود مصادر

محدود مصادر جو دو طرح کے ہیں۔

1۔ لازمی محدود مصادر　　2۔ متعدی محدود مصادر

1۔ لازم مصدر محدود: بعض ایسے مصادر ہوتے ہیں جو لازم متعدی نہیں بن سکتے ایسے مصادر کو لازم محدود کہا جاتا ہے۔ مثلاً آنا، گھبرانا، کانپنا، بلبلانا۔

2۔ متعدی مصدر محدود: بعض متعدی مصادر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے متعدی المتعدی نہیں بن سکتے۔ مثلاً پلانا، بنانا۔ ایسے مصادر کو متعدی محدود مصادر کہا جاتا ہے۔

اسم حاصل مصدر

جو لفظ کسی ایسی کیفیت کو ظاہر کرے جو کسی چیز کا اثر و نتیجہ ہو اس کو حاصل مصدر کہتے ہیں۔
اس کو کیفیت بھی کہتے ہیں۔ ذیل کا شعر ملاحظہ ہو۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

یہاں لفظ دین دینا سے حاصل مصدر ہے۔
یہ ضروری نہیں کہ حاصل مصدر، مصدر سے ہی حاصل ہو بعض اوقات اسم سے بھی حاصل ہوتا ہے مثلاً آدم سے آدمیت، انسان سے انسانیت، شہر سے شہریت وغیرہ

بنانے کے قاعدے

حاصل مصدر بنانے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے کچھ قاعدے اخذ کیے گئے ہیں۔
1۔ علامت مصدر ''نا'' دور کر کے مثلاً مارنا سے مار، کھیلنا سے کھیل
2۔ کبھی علامت مصدر ''نا'' دور کر کے

ا:	پوجنا سے پوجا، رگڑنا سے رگڑا، جھگڑنا سے جھگڑا
وا:	بہلانا سے بہلاوا، دکھانا سے دکھاوا
ت:	بچنا سے بچت، کھپنا سے کھپت
وٹ:	بنانا سے بناوٹ، سجانا سے سجاوٹ
ہٹ:	گھبرانا سے گھبراہٹ، مسکرانا سے مسکراہٹ
ی:	ہنسنا سے ہنسی، ٹھگنا سے ٹھگی
ئی:	دھلانا سے دھلائی، سلانا سے سلائی

ائی:　　پڑھنا سے پڑھائی، لکھنا سے لکھائی

3۔ بعض اوقات مصدر کے آخر سے "ا" ہٹانے سے حاصل مصدر ہوتا ہے۔ مثلاً جلنا سے جلن، چلنا سے چلن۔

4۔ بعض اوقات دو امر مل کر حاصل مصدر کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً جان پہچان، روک ٹوک، کھیل کود، لین دین، مار پیٹ

5۔ بعض فارسی حاصل مصدر اردو میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً آرائش، آزمائش، آسائش، بینائی، جستجو، دانائی، رفتار، کردار، گفتار، گفتگو اور بعض مرکب الفاظ، مثلاً آمد ورفت، خرید وفروخت۔

6۔ عربی مصدر جن کے آخر میں "ت" ہو اردو میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً خدمت، شرافت، فطرت، قدرت وغیرہ۔

7۔ اسموں کے آخر میں ذیل کی علامت لگانے سے۔

ہٹ:　　چکناہٹ، کڑواہٹ، نیلاہٹ

یت:　　آدمی سے آدمیت، انسانیت، حیوانیت، شہریت، علمیت

پن:　　پاگل پن، دیوانہ پن

ی:　　دوستی، غریبی، فقیری

اسم فاعل

وہ اسم ہے جو کسی کام کرنے والے کو ظاہر کرے۔ یہ جامد ہوتا ہے اور کسی کام کے کرنے والے کا نام ہوتا ہے۔ فعل کی نسبت سے یہ نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً لکھنا سے لکھنے والا۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

فاعل اور اسم فاعل میں فرق ہے۔ فاعل کسی کام کرنے والے کا واضح نام ہے مثلاً زید نے خط لکھا۔ اس میں زید واضح ہے۔ اسم فاعل میں نام واضح نہیں ہوتا'' لکھنے والے نے خط لکھا''

اسم فاعل کی دو قسمیں ہیں

ا۔ اسم فاعل قیاسی　　ب۔ اسم فاعل سماعی

جو اسم کسی خاص قاعدے کے مطابق بنا ہو وہ اسم فاعل قیاسی ہے۔

جو اسم کسی خاص قاعدے کے مطابق نہ بنا ہو بلکہ اہل زبان سے اسی طرح سنا گیا ہو وہ اسم فاعل سماعی ہے۔

بنانے کے قاعدے

1۔ اسم فاعل قیاسی بنانے کے لیے مصدر کے آخری حرف ''ا'' کو ''یے'' سے بدل کر والا، والی یا والے لگاتے ہیں مثلاً لکھنے والا، لکھنے والی، لکھنے والے

2۔ بعض اوقات اسم کے بعد والا یا والی لگا کر اسم فاعل بنا لیتے ہیں مثلاً دودھ والا

3۔ بعض اوقات معمولی تبدیلی سے اسم فاعل بنا لیتے ہیں اور ذیل کے الفاظ استعمال میں لاتے ہیں۔

یارا: بھٹیارا، دکھیارا، اکھیارا، گھسیارا

یرا: ٹھٹیرا، سپیرا، کسیرا، لٹیرا

یا: ڈاکیا، کباڑیا، گوڑیا، گویا، نیاریا

ہارا: پنہارا، لکڑ ہارا

اری: بھکاری، پجاری، جواری

4۔ اسما کے آخر میں مندرجہ ذیل لاحقے لگا کر اسم فاعل بنا لیتے ہیں۔

دار: تاج دار، تحصیل دار، سرمایہ دار، مال دار

گار: پروردگار، خدمت گار، طلب گار

گر: جادوگر، بازی گر، زرگر، ستم گر، کارگر

گیر: جہان گیر، دامن گیر، راہ گیر، عالم گیر

باز: جواباز، دغاباز، دھوکہ باز، کبوتر باز

ساز: جلد ساز، زین ساز، کارساز، گھڑی ساز

بان: باغبان، پاسبان، ساربان، شتربان، نگہبان، مہربان

ور: تاج ور، دیدہ ور، سخن ور، طاقت ور

چی: باورچی، توپچی، خزانچی، نقارچی

ندہ: باشندہ، پرندہ، درندہ، درخشندہ

5۔ اردو میں فارسی کے لاحقوں سے بننے والے الفاظ مثلاً دوراندیش، شیرافگن، تیرانداز، چڑی مار وغیرہ۔

6۔ عربی زبان کے ذیل کے اوزان پر آنے والے فاعل مثلاً:

فاعل: حافظ، شاعر، ظالم، عابد، عالم، کاتب

مُفعِل: محسن، مشرک، مفسد، منصف، منکر، موجد، مومن

مُفعّل: مبلغ، محقق، مدبر، مرتب

مُتَفَعِّل: متحرک، متحمل، متفکر، متکبر، متکلم، متوکل

مُفَاعِل: مجاہد، محافظ، مسافر، معالج، مناظر، مقابل

فَعَّال: جبار، ستار، سفاک، نقال

اِسمِ مَفعُولہ

وہ اسم ہے جو اس شخص یا چیز کو ظاہر کرے جس پر کوئی کام واقع ہوا ہے اسم مفعول کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1۔ مفعول قیاسی　　2۔ معفول سماعی

1۔ اسم مفعول قیاسی: جو کسی مصدر سے حاصل کیا جائے اور کسی اصول یا قاعدے کے مطابق بنایا جائے۔ مثلاً زید نے کھانا کھایا۔ کھانا مفعول قیاسی ہے۔

2۔ اسم مفعول سماعی: وہ اسم ہے جو کسی خاص قاعدے یا اصول کے مطابق نہیں بنایا گیا بلکہ اہل زبان سے اسی طرح سنا گیا۔ اسے اسم مفعول سماعی کہتے ہیں۔

بنانے کے قاعدے

1۔ اسم مفعول قیاسی بنانے کے لیے ماضی مطلق کے آخر میں ''ہوا'' لگا دیتے ہیں مثلاً کھایا ہوا، لکھا ہوا

2۔ فارسی کے ماضی مطلق کے آخر میں ''ہ'' کا اضافہ کرنے سے مثلاً آموختہ، اندوختہ، پوشیدہ، مردہ وغیرہ۔

3۔ فارسی کے ترکیبی الفاظ بطور مفعول اردو میں آتے ہیں۔ مثلاً خداداد، دل گرفتہ، زہر آلود، اور غم زدہ وغیرہ۔

4۔ عربی زبان میں مفعول کے وزن پر آنے والے الفاظ مثلاً مجبور، مظلوم، معبود۔

مَفعُول اور اِسمِ مَفعُول میں فرق

مفعول اور اسم مفعول میں فرق ہے۔ مفعول جامد ہوتا ہے اور کسی شخص کا نام ہوتا ہے جب کہ اسم مفعول وہ نام ہے جو فعل نے دیا ہے۔ مثلاً ''پڑھا ہوا''

اِسمِ مُعَاوَضہ

وہ اسم ہے جو کسی خدمت یا محنت کے معاوضہ کا نام ہو جیسے دھلائی، رنگائی، سلائی وغیرہ۔

حجامت بنانے کو آیا تھا نائی
حجامت بناتے ہی مانگی رضائی
مثل مجھ کو اس وقت یہ یاد آئی
کہ دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی

بنانے کا قاعدہ

متعدی المتعدی سے علامت مصدر نا دور کر کے آئی بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً دھونا سے دھلائی، پینا سے پیائی۔

اِسمِ حَالِیَہ

اسم حالیہ وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی حالت کو ظاہر کرے جیسے ندی کے بہاؤ کے متعلق علامہ اقبال کہتے ہیں۔

آتی ہے ندی کوہ فراز سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی
آئینہ سا شاہد قدرت کو دکھلاتی ہوئی
سنگ رہ سے گاہ بچتی گاہ ٹکراتی ہوئی

اس شعر میں گاتی ہوئی، شرماتی ہوئی، دکھلاتی ہوئی، بچتی ہوئی، ٹکراتی ہوئی وہ کلمات ہیں جو ندی کی فاعلی حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔

بنانے کے قاعدے

مصدر کا ''نا'' دور کر کے تا ہوا، تی ہوئی، یا تے ہوئے لگاتے ہیں اس سے اسم حالیہ بن جاتا ہے۔

لازم	حاصل مصدر	متعدی	متعدی المتعدی
ابلنا	ابال	ابالنا	ابلوانا
ابھرنا	ابھار	ابھارنا	ابھروانا
اترنا	اتار	اتارنا	اتروانا
اٹکنا	اٹکاؤ	اٹکانا	اٹکوانا
اٹھنا	اٹھاؤ	اٹھانا	اٹھوانا
اچھلنا	اچھال	اچھالنا	اچھلوانا
اڑنا	اڑان	اڑانا	اڑوانا
الجھنا	الجھن	الجھانا	الجھلوانا
باندھنا	بند	بندھانا	بندھوانا
بچنا	بچت	بچانا	بچوانا
بچھنا	بچھائی	بچھانا	بچھوانا
بدلنا	بدل	بدلنا	بدلوانا
بکنا	بکری	بکنا	بکوانا
بگڑنا	بگاڑ	بگاڑنا	بگڑوانا
بننا	بناوٹ	بنانا	بنوانا
بندھنا	بندھن، بندہائی	باندھنا	بندھوانا
بولنا	بول	بلانا	بلوانا
بھڑکنا	بھڑک	بھڑکانا	بھڑکوانا
بھولنا۔ بھلانا	بھول	بھلانا	بھلوانا
پڑھنا	پڑھائی	پڑھانا	پڑھوانا

پکڑنا	پکڑ	پکڑانا	پکڑوانا
پوجنا	پوجا	پوجنا	پجوانا
پہنچنا	پہنچ	پہنچانا	پہنچوانا
پہننا	پہناوا	پہنانا	پہنوانا
پھنسنا	پھانس	پھنسانا	پھنسوانا
پسنا	پسائی	پسانا	پسوائی
تڑپنا	تڑپ	تڑپانا	تڑپوانا
توڑنا	توڑ	توڑنا	تڑوانا
تولنا	تول	تلانا	تلوانا
تھمنا	تھماؤ	تھمانا	تھموانا
ٹپکنا	ٹپک	ٹپکانا	ٹپکوانا
ٹکرنا	ٹکراؤ	ٹکرانا	ٹکروانا
ٹھہرنا	ٹھہراؤ	ٹھہرانا	ٹھہروانا
ٹھگنا	ٹھگی	ٹھگانا	ٹھگوانا
جلنا	جلن	جلانا	جلوانا
جوڑنا	جوڑ	جڑانا	جڑوانا
جھگڑنا	جھگڑا	جھگڑانا	جھگڑوانا
جیتنا	جیت	جتانا	جتوانا
جھکنا	جھکاؤ	جھکانا	جھکوانا
چاٹنا	چاٹ	چٹانا	چٹوانا
چھپنا	چھپائی	چھپانا	چھپوانا

چھڑکنا	چھڑکاؤ	چھڑکانا	چھڑکوانا
چھیدنا	چھید	چھیدانا	چھدوانا
چھیلنا	چھیلن	چھلانا	چھیلوانا
دبنا	دباؤ	دبانا	دبوانا
دیکھنا	دکھاوَ	دکھانا	دکھلانا
دھونا	دھلائی	دھلانا	دھلوانا
دینا	دین	دلانا	دلوانا
ڈھالنا	ڈھلائی	ڈھلانا	ڈھلوانا
رٹنا	رٹ	رٹانا	رٹوانا
رکنا	رکاوٹ	رکانا	رکوانا
رکھنا	رکھ رکھاؤ	رکھانا	رکھوانا
سجنا	سجاوٹ	سجانا	سجوانا
سلجھنا	سلجھاہٹ	سلجھانا	سلجھوانا
سینا	سلائی	سلانا	سلوانا
کاٹنا	کاٹ	کٹانا	کٹوانا
کاڑھنا	کڑھائی	کڑھانا	کڑھوانا
کہنا	کہاوت	کہلانا	کہلوانا
کھپنا	کھپت	کھپانا	کھپوانا
کھچنا	کھچاؤ	کھنچانا	کھنچوانا
کھودنا	کھدائی	کھدانا	کھدوانا
گرنا	گراوٹ	گرانا	گروانا

گزرنا	گزر	گزارنا	گزروانا
گھٹنا	گھاٹا	گھٹانا	گھٹوانا
گھلنا	گھلاوٹ	گھلانا	گھلوانا
لپیٹنا	لپیٹ	لپٹانا	لپٹوانا
لڑنا	لڑائی	لڑانا	لڑوانا
لکھنا	لکھائی	لکھانا	لکھوانا
لوٹنا	لوٹ	لوٹانا	لٹوانا
ملانا	ملاوٹ	ملانا	ملوانا
ملنا	ملاپ	ملانا	ملوانا
ناچنا	ناچ	نچانا	نچوانا
نتھرنا	نتھرن	نتھارنا	نتھروانا
نچڑنا	نچوڑ	نچوڑنا	نچڑوانا
ہارنا	ہار	ہرانا	ہروانا

اِسمائے کیفیت

اسم	حاصل مصدر کیفیت	اسم	حاصل مصدر کیفیت	اسم	حاصل مصدر کیفیت
آدمی	آدمیت	پارسا	پارسائی	سفید	سفیدی
اچھا	اچھائی	ٹھنڈا	ٹھنڈک	شریف	شرافت
اونچا	اونچائی	جاہل	جہالت	شوخ	شوخی
امیر	امارت	چور	چوری	عدو	عداوت
انسان	انسانیت	چوڑا	چوڑی	عظیم	عظمت
اہم	اہمیت	چھوٹا	چھٹپن	کڑوا	کڑواہٹ
بچہ	بچپن	دشمن	دشمنی	کھٹا	کھٹاس
برا	برائی	دوست	دوستی	گہرا	گہرائی
بڑا	بڑائی	دیوانہ	دیوانگی	لمبا	لمبائی
بندہ	بندگی	دیوانہ	دیوانہ پن	ماں	مامتا
بزرگ	بزرگی	رفیق	رفاقت	موٹا	موٹاپا
بوڑھا	بڑھاپا	روشن	روشنی	میٹھا	مٹھائی
بھلا	بھلائی	زندہ	زندگی	نرم	نرمی
بھولا	بھولپن	سبز	سبزی	نیلا	نیلاہٹ
بےکار	بےکاری	سچا	سچائی	یگانہ	یگانگت
بےہودہ	بےہودگی	سرخ	سرخی		

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی قسمیں

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں۔

1۔جامد 2۔مشتق 3۔مصدر

اسم جامد: جامد کے معنی ہیں جما ہوا۔یعنی جو حرکت نہ کر سکے۔مثلاً پہاڑ، چاقو، سیب،میز وغیرہ۔

اصطلاح میں اسم جامد وہ کلمہ ہے جو نہ تو خود کسی دوسرے کلمے سے بنے اور نہ اس سے کوئی اور کلمہ بنایا جا سکے۔

مصدر: مصدر وہ اسم ہے جو خود تو کسی سے نہ نکلا ہو لیکن اور الفاظ اس سے نکلیں۔ جیسے کھانا، پینا،سونا، جاگنا وغیرہ۔جو کلمہ کسی کام یا حرکت کا بیان ہو اور اس میں زمانہ نہ پایا جائے یعنی کام کا وقت معین نہ ہو، مصدر کہلاتا ہے۔مصدر کی علامت یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہمیشہ ''نا'' پایا جاتا ہے۔جیسے کہنا،سننا، چلنا، پھرنا۔

بعض اسما جن کے آخر میں ''نا'' آتا ہے وہ مصدر نہیں ہوتے۔ان میں کام کا کرنا نہیں پایا جاتا۔مثلاً پرانا،سونا، نانا، چونا وغیرہ۔

بناوٹ کے لحاظ سے مصدر کی دو قسمیں ہیں۔

1۔اصلی 2۔جعلی

اصلی مصدر: اصلی مصدر وہ ہے جو خاص مصدری معنوں کے لیے وضع کیا گیا ہو۔جیسے دیکھنا، لینا، دینا وغیرہ۔

جعلی مصدر: جعلی مصدر وہ ہے جو غیر زبانوں کے الفاظ پر علامت مصدر ''نا'' زیادہ کر کے مصدر بنا دیا ہو جیسے برق سے برقانا، لالچ سے للچانا، پتھر سے پتھرانا

پتھرا دیا جلوے نے تیرے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزے نے تیرے طوف حرم کو

مشتق

اسم مشتق وہ ہے جو خود تو مصدر سے بنے لیکن اس سے کوئی اور لفظ نہ بن سکے۔ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم حاصل مصدر، اسم حالیہ، اسم معاوضہ، اسم ظرف اور اسم آلہ اگرچہ اسم نکرہ کی قسمیں ہیں یہ مشتق ہیں۔ اس لیے ان کو اسم مشتق بھی کہا جاتا ہے۔

جنس کے لحاظ سے اسم کی اقسام

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں

1۔ مذکر 2۔ مؤنث

مذکر: وہ اسم ہے جو نر کے معنوں میں لیا جائے۔ جیسے لڑکا، مرد

مونث: وہ اسم جو مادہ کے معنوں میں بولا جائے۔ مثلاً لڑکی، عورت

تذکیر و تانیث حقیقی

جان دار اسما کی تذکیر و تانیث حقیقی ہوتی ہے کیونکہ قدرتی طور پر ان میں نر اور مادہ کے جوڑے موجود ہیں۔ مثلاً لڑکا، لڑکی، مرد، عورت

تذکیر و تانیث غیر حقیقی

بے جان اسما میں نر اور مادہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ محض فرضی تعلق کی بنا پر مذکر یا مونث قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے غیر حقیقی تذکیر و تانیث کہتے ہیں۔

انسانی تذکیر و تانیث

1۔ مذکر مونث کے لیے الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
ابا	اماں	خسر	خوش دامن	صاحب	میم/بیگم
ابو	امی	خصم	جورو	غلام	لونڈی
باپ	ماں	خواجہ	خاتون	غلام	کنیز
بادشاہ	ملکہ	داماد	بہو	گبھرو	مٹیار
بھائی	بہن	دوست	سہیلی	مرد	عورت
بھائی	بھاوج	رنڈوا	بیوہ	میاں	بی بی
بہنوئی	بہن	سسر	ساس	میاں	بیوی
خاوند	بیوی	شوہر	جورو	نواب	بیگم

2۔ اگر مذکر کے آخر میں "ا" یا "ی" ہو تو مونث بناتے وقت اسے یائے معروف "ی" سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
اندھا	اندھی	بگلا	بگلی	سالا	سالی
بچہ	بچی	پوتا	پوتی	شہزادہ	شہزادی
بندہ	بندی، باندی	پھوپھا	پھوپھی	کانا	کانی
بیٹا	بیٹی	ترکھان	ترکھانی	کمہار	کمہاری
بھتیجا	بھتیجی	جولاہا	جولاہی	گنجا	گنجی
بڈھا	بڑھیا	چچا	چچی	لوہار	لوہاری
برہمن	برہمنی	چمار	چماری	لڑکا	لڑکی
بوڑھا	بڑھیا	دادا	دادی	نانا	نانی
بے چارہ	بے چاری	دکھیارا	دکھیاری	نواسہ	نواسی
پٹھان	پٹھانی	دوہتا	دوہتی	ہمسایہ	ہمسائی

3۔ مذکر کے آخر میں ''ا'' یا ''ی'' ہو تو مونث بناتے وقت نون بڑھا دیتے ہیں۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
بڑھئی	بڑھائن	چوہدری	چوہدرائن	کسیرا	کسیرن
بنجارہ	بنجارن	حاجی	حاجن	کنجڑا	کنجڑن
بنگالی	بنگالن	حلوائی	حلوائن	گوالا	گوالن
بنیا	بنیائن	درزی	درزن	گویا	گائن
بھکاری	بھکارن	دولہا	دولہن	مالی	مالن
بھنگی	بھنگن	دھوبی	دھوبن	مولوی	مولون
پارسی	پارسن	رنگریز	رنگریزن	نائی	نائن
پڑوسی	پڑوسن	سمدھی	سمدھن	نیاریا	نیارن
ٹھٹھیرا	ٹھٹھیرن	سنار	سنارن	یہودی	یہودن

4۔مذکر کے آخری حرف کو حذف کر کے یا بلا حذف ''نی'' یا ''انی'' لگانے سے مونث بن جاتی ہے۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
استاد	استانی	راجہ	رانی	ماموں	ممانی
پنڈت	پنڈتانی	سادھو	سادھنی	مسلمان	مسلمانی
جمعدار	جمعدارنی	سیٹھ	سیٹھانی	مغل	مغلانی
جیٹھ	جیٹھانی	سید	سیدانی	ملا	ملانی
درویش	درویشنی	شیخ	شیخانی	مہتر	مہترانی
دیوانہ	دیوانی	قلعی گر	قلعی گرنی	نٹ	نٹنی
دیور	دیورانی	فقیر	فقیرنی	نوکر	نوکرانی
ڈوم	ڈومنی	کھتری	کھترانی	ہندو	ہندوانی

5۔عربی اسما میں تانیث کی علامت ''ہ'' ہے یہ فارسی الفاظ کے آخر میں بھی آتی ہے۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
اداکار	اداکارہ	سلطان	سلطانہ	محترم	محترمہ
حسین	حسینہ	عزیز	عزیزہ	مریض	مریضہ
خالو	خالہ	قیصر	قیصرہ	معلم	معلّمہ
رفیق	رفیقہ	گلوکار	گلوکارہ	ملک	ملکہ
زوج	زوجہ	ضعیف	ضعیفہ	والد	والدہ

6۔ عربی زبان کے فاعل کے وزن پر آنے والے اسماجن میں فعالیت پائی جاتی ہے ان کے مونث اسما فاعلہ کے وزن پر آتے ہیں

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
بالغ	بالغہ	شاعر	شاعرہ	فاضل	فاضلہ
حاکم	حاکمہ	طالب	طالبہ	ناصر	ناصرہ
خادم	خادمہ	ظالم	ظالمہ	وارث	وارثہ
زاہد	زاہدہ	عالم	عالمہ		

7۔ انگریزی کے بعض مذکر مونث اردو میں استعمال ہوتے ہیں جیسے ایکٹر سے ایکٹرس، ڈاکٹر سے لیڈی ڈاکٹر، لیکچرر سے لیڈی لیکچرر، ہیڈ ماسٹر سے ہیڈ مسٹریس، ہیرو سے ہیروئن۔

8۔ ترکی زبان کے الفاظ میں مذکر کے آخر میں ''م'' لگا کر مونث بناتے ہیں جیسے بیگ سے بیگم، خان سے خانم۔

9۔ بعض مذکر اسم مونث اسموں سے بنائے جاتے ہیں جیسے بہن سے بہنوئی، پھوپھی سے پھوپھا، خالہ سے خالو، دیوی سے دیوتا، رانڈ سے رنڈوا، نند سے نندوئی۔

10۔ ذیل کے اسما مذکر بولے جاتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں کوئی مونث لفظ استعمال نہیں ہوتا جیسے بابا، باوا، بھاٹ، بھڑوا، پہلوان، درویش، دیو، شہ بالا، فرشتہ، متبنیٰ، مہاجن، نبی، ہم زلف، ہیجڑا۔

11۔ ذیل کے اسما مونث بولے جاتے ہیں ان کے مقابلے میں کوئی مذکر لفظ نہیں بولا جاتا جیسے آیا، انا، باجی، پری، دایہ، حور، طوائف، سوت، سوکن، سہاگن، سہیلی، طائفہ اور کسبی۔

12۔ مندرجہ ذیل اسما مذکر اور مونث دونوں طرح بولے جاتے ہیں جیسے بچہ، پرنسپل، پروفیسر، داروغہ، دوست، رکن، سیکرٹری، غریب، صدر، فرزند، کھلاڑی، مسافر، ممبر، مہمان، میزبان، وزیر، یتیم۔

13۔ بعض اوقات مذکر اسم خاص سے بھی ''ن'' لگا کر مونث بنا لیتے ہیں۔

امیر	امیرن	محمد	محمدی، محمدن
امامی	امامن	مراد	مرادن
رحیم	رحیمن	نصیب	نصیبن
کریم	کریمن	نور	نورن

14۔ بعض اوقات اسمائے خاص سے ''ہ'' لگا کر مونث بنا لیتے ہیں۔ مثلاً جمیل سے جمیلہ، خالد سے خالدہ، ساجد سے ساجدہ۔

15۔ بعض اوقات اسمائے خاص میں واوٗ مجہول اور معروف کے استعمال سے مونث مذکر کی تمیز ہوتی ہے۔

بدلُو	بدلَو	فھلُو	فھلَو
رامُو	رامَو	کلُو	کلَو
فجُو	فجَو	مجُو	مجَو

حیوانات کی تذکیر و تانیث

1۔ مذکر، مونث کے لیے الگ الگ الفاظ موجود ہیں جیسے

اونٹ سے سانڈنی، بیل سے گائے، مینڈھا سے بھیڑ

2۔ مذکر اسم کے آخر میں ''ا'' کو یائے معروف (ی) سے بدل کر مونث بنا لیتے ہیں مثلاً بکرا سے بکری، بلا سے بلی، گھوڑا سے گھوڑی، مرغا سے مرغی، مکڑا سے مکڑی۔

3۔ مذکر اسم کے آخر میں یائے معروف ''ی'' کے اضافے سے۔

جیسے بھوت سے بھوتنی، تیتر سے تیتری، کبوتر سے کبوتری، مرغ سے مرغی، ہرن سے ہرنی۔

4۔ مذکر اسم کے آخر میں 'یا' بڑھا دینے سے مونث بن جاتا ہے۔ مثلاً

بندر	بندریا	کتا	کتیا
چڑا	چڑیا	گدھا	گدھیا
چوہا	چوہیا		

5۔ مذکر اسم کے آخر میں 'نی' یا 'انی' لگا کر جیسے

اونٹ	اونٹنی	شیر	شیرنی
ٹٹو	ٹٹوانی	مور	مورنی
سور	سورنی	ہاتھی	ہتھنی

6۔ بعض جانوروں کے اسم مذکر بولے جاتے ہیں مثلاً اژدھا، الو، باز، بچھو، بگلا، بھیڑیا، پتنگا، پروانہ، پپیہا، جگنو، جھینگر، چکور، چیتا، خرگوش، سارس، سرخاب، شاہین، طوطا، عقاب، کوا، کچھوا، کھٹمل، کینچوا، گدھ، گرگٹ، گینڈا، مچھر، مگرمچھ، ممولا، نیل، نیولا، ہدہد۔

7۔ بعض جانوروں کے اسم مونث بولے جاتے ہیں جیسے۔ ابابیل، بٹیر، بطخ، بھڑ، تتلی، جوں، چڑیل، چکور، چمگاڈر، چھپکلی، چھچھوندر، چیل، دیمک، ڈائن، فاختہ، کونج، کوئل، قمری، گلہری، مچھلی، مرغابی، مکھی، مینا۔

8۔ بعض فارسی اسما میں نر اور مادہ کے لفظ کے اضافے سے مونث مذکر بناتے ہیں مثلاً نر خر سے مادہ خر، نر گاؤ سے مادہ گاؤ۔

9۔ بعض جانوروں کے اسما دونوں طرح مستعمل ہیں۔ جیسے بلبل، بچہ، پرندہ، پلا، جرثومہ، چوزہ، ہما۔

بلبل دونوں طرح اہل زبان کے ہاں استعمال ہوا ہے۔

مذکر ؎

دم تحریر گل ریزی ہے یا سطریں اس کاغذ پر
صریر کلک ہے باغ میں بلبل چہکتا ہے

(انیس)

مونث ؎

گلشن میں آگ لگ رہی تھی رنگ گل سے میر
بلبل پکاری دیکھ کے صاحب پرے پرے

(میر)

ہما ایک تصوراتی پرندہ ہے مذکر، مونث دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔

مذکر ؎

اڑ کے آیا جو سمند شہ والا رن میں
سب یہ سمجھے کہ ہما جوڑ کے شہ پر آیا

مونث ؎

منڈلا رہی ہے کیوں یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہانِ سگ سے مرا استخوان گرا

بے جان اسما کی تذکیروتانیث

بے جان اسما میں نر اور مادہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ایک فرضی تعلق کی بنا پر اسے مونث یا مذکر قرار دیا جاتا ہے۔ ذیل میں چند بنیادی اصول درج کیے جاتے ہیں۔

1۔ بعض اسما جو ہندی یا فارسی کے الفاظ ہیں جن کے آخر میں ''ہ'' آتا ہو مذکر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً ہمیشہ، تیشہ، حقہ، چولہا، ڈبہ۔

2۔ ہندی فارسی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں ''ی'' یائے معروف آتی ہو، مونث بولے جاتے ہیں جیسے تالی، روٹی، سبزی، کرسی، کشتی، کنجی البتہ پانی، دہی، گھی، موتی مذکر ہیں۔

3۔ بعض اسما جسامت میں بڑا ہونے کی بنا پر مذکر بولے جاتے ہیں۔ جیسے پیالہ، پہاڑ، تختہ، تھیلا، ٹوکرا تو اسم مکبر سے اسم مصغر بنانے کے لیے یائے معروف ''ی'' لگانے سے مونث بن جاتے ہیں جیسے پیالی، پہاڑی، تختی، تھیلی، ٹوکری وغیرہ۔

4۔ بعض الفاظ مذکر بولے جاتے ہیں جیسے آبشار، اخبار، ارتقا، انتظار، انجیر، پرہیز، تار، ٹکٹ، جھاگ، خلعت، درد، روگ، سیر، عیش، قبض، کلام، کھوج، گھٹ، گوند، لالچ، ماضی، مرض، مزاج، مرہم، میل وغیرہ۔

5۔ بعض الفاظ مونث بولے جاتے ہیں جیسے آواز، اشتہار، برق، بسم اللہ، بکواس، بہشت، پتنگ، پیاز، تب، ترازو، جھاڑو، جھنکار، چھاچھ، چھت، دسترس، راہ، سائیکل، سرسوں، شراب، کیچڑ، گھاس، گیند، محراب، معراج، میز، نرگس۔

6۔ ذیل کے الفاظ اہل زبان مذکر مونث دونوں طرح بولتے ہیں۔ جیسے املا، جھونک، درد، زنار، سانس، سبحہ، سیل، شکرقند، طرز، غور، فکر، قامت، قلم، کٹار، کلک، کیف، گیند، مالا، متاع، مرقد، نشاط، نقاب، ہن۔

7۔ تمام عربی کے سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے۔ مونث ہیں۔ جیسے ادا، حیا، خطا، رضا، قضا۔

8۔ مندرجہ ذیل لاحقوں والے الفاظ مذکر ہیں۔

اب، بان، بند، راز، سار، ستان، وان

9۔ فارسی کے الفاظ جن کے آخر میں گا کا لاحقہ ہوتا ہے مونث ہیں۔

آرام گاہ، بندرگاہ، درس گاہ، عیدگاہ، قیام گاہ۔

10۔ عربی کے وہ اسما جن کے آخر میں ''ت'' ہوتی ہے۔ مونث ہیں

جیسے۔ رفعت، شفقت، شوکت، عنایت، محبت

11۔ سنسکرت کے وہ اسما جن میں لاحقہ ''آ'' ہے، مونث ہیں، جیسے پوجا، چتا، سبھا، ستیلا، کتھا

12۔ ہندی مصدر مذکر استعمال ہوتے ہیں جیسے اٹھنا، بیٹھنا، جینا، مرنا

13۔ ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں واؤ مجہول ہو، مونث ہوتے ہیں جیسے بھوں، جوکھوں، چھاؤں، سرسوں، کھڑاؤں۔

14۔ ہندی حاصل مصدر اور اسما کیفیت مونث بولے جاتے ہیں۔ جیسے ابھار، اتار، پکار، پھٹکار، پھنکار، جھنکار، بچھاڑ۔

15۔ ہندی الفاظ جن کے آخر میں نون آتا ہے، مونث ہیں مثلاً اترن، پھسلن، چبھن، دھڑکن، کھرچن، لگن البتہ چلن مذکر ہے۔

(ب) جن کے آخر میں ''ٹ'' آتا ہے بناوٹ، کھچاوٹ، گھبراہٹ، نیلاہٹ

(ج) جن کے آخر میں ''ک'' آتا ہے۔ بھڑک، چمک، چوک، روک، مہک

(د) جن کے آخر میں ''وٹ'' آتا ہے جیسے چوٹ، کھسوٹ، لوٹ

(ہ) جن کے آخر میں ''اس'' آتا ہے جیسے پیاس، کٹھاس، مٹھاس

(و) جن کے آخر میں ''ان'' آتا ہے جیسے اٹھان، اڑان، پہچان، تھکان، ڈھلان

(ی) ہندی میں برتاؤ اور بچاؤ کے وزن پر جو حاصل مصدر آتے ہیں وہ سب مذکر ہوتے ہیں جیسے بناؤ، تاؤ، لگاؤ وغیرہ اسمائے کیفیت بھی جو اس وزن پر آتے ہیں مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً الاؤ، بھاؤ، سبھاؤ

16۔ وہ اسمائے کیفیت جن کے ساتھ پن کا لاحقہ ہے مذکر ہیں مثلاً بچپن، لڑکپن

17۔ حروف تہجی ب، بھ، پ، پھ، ت، ٹ، ٹھ، ج، چ، چھ، ح، خ، د، ذ، ڈ، ر، ز، ژ، ط، ظ، ف، ہ، و، ی مونث ہیں باقی سب حروف تہجی مذکر ہیں جیم اور میم دونوں طرح بولے جاتے ہیں۔

18۔ تمام فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں "ش" ہے مونث ہیں جیسے بخشش، خواہش، دانش، وغیرہ مگر جوش، خروش، نوش، ہوش مذکر ہیں۔

19۔ فارسی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں لاحقہ "گاہ" لگتا ہے۔ مونث ہیں آرام گاہ، بندرگاہ، درس گاہ، عیدگاہ، قیام گاہ۔

20۔ تمام عربی فارسی کے الفاظ جن کے آخر میں "ہ" آتا ہے مذکر۔ ہیں۔ جیسے آئینہ، پیمانہ، روزہ، روضہ، زرہ، شیشہ، صفحہ، طرہ، نسخہ، وغیرہ لیکن دفعہ اور توبہ مونث ہیں۔

21۔ ذیل کے عربی اوزان پر آنے والے الفاظ مذکر ہوتے ہیں۔

ا۔ اَفعَال: احسان، اکرام، انعام جب کہ افراط، الحاج، امداد، انشاء ایذا مونث ہیں۔

ب۔ اِفتِعال: اختیار، اضطراب، اعتدال، اقتدار، جبکہ ابتداء احتیاج، احتیاط، اشتہار، اصطلاح، اطلاع، التجاء، انتہا مستثنیٰ ہیں۔

ج۔ اِنفِعَال: انحراف، انقلاب، انکسار

د۔ تَفَعُّل: تبدل، تعصب، تغیر، تکلف، توکل لیکن تمنا، توقع اور تہجد مونث ہیں۔

ہ۔ تَفَاعُل: تغافل، تنازع، تلاطم جب کہ تواضع مونث ہے۔

و۔ تفعِلَہ: تجربہ، تخلیہ، تذکرہ، تصفیہ

ز۔ اِستِفعَال: استقلال، استغنا جب کہ استعداد، استدعا، استمداد، استغفار مونث ہیں۔

ح۔ مُفَاعِلہ: مجادلہ، مشاعرہ، معاملہ، مناظرہ

ط۔ مفعلَہ: منطقہ

22۔ ذیل کے عربی اوزان پر آنے والے الفاظ مونث ہیں۔

ا۔ مُفَاعِلَت: مشارکت، مصاحبت، معاملت

ب۔ تَفعِلَت: تربیت، تقویت

ج۔ تَفعِیل: تحریر، تقریر، لیکن تعویذ مذکر ہے۔

د۔ مِفعَال: مقراض، میزان وغیرہ جب کہ معیار، مقیاس مذکر ہیں۔

ہ۔ مُفْعل: مصقل، منبر جبکہ مشکل مذکر ہے۔

و۔ فُعلیٰ: عقبیٰ۔

23۔ مرکب الفاظ جو دو لفظوں سے مل کر بنے ہیں خواہ بلا حرف عطف یا مع حرف عطف ہوں ان کی تذکیر و تانیث میں اختلاف ہے۔

ا۔ اگر دو افعال ایک اسم اور ایک فعل سے مل کر بنیں تو مونث ہوتے ہیں جیسے آمد و رفت، بود و باش، تراش خراش، تگ و دو، خرید و فروخت، شکست و ریخت، نشست و برخاست۔ لیکن بندوبست، ساز باز اور سوز و گداز مذکر ہیں۔

ب۔ اگر مونث مذکر دونوں الفاظ کے اشتراک سے کوئی لفظ بنے تو آخری لفظ کے لحاظ سے ترکیب ہوگی۔ آب و غذا، آب و ہوا، آب و گل، تاخت و تاراج، خلوت خانہ، سالار منزل، عنایت نامہ، قلم دوات جب کہ پیچ و تاب مستثنیٰ ہے۔

ج۔ دونوں اجزا مذکر ہوں تو ترکیب بھی مذکر ہوگی جیسے آب و رنگ، آب و دانہ البتہ شیر برنج مستثنیٰ ہے۔ دونوں اجزا مذکر ہونے کے باوجود ترکیب مونث ہے۔

د۔ دونوں اجزا مونث ہوں گے تو ترکیب مونث ہوگی جیسے آب و تاب، جستجو، گفتگو۔

24۔ تمام نمازوں کے نام مونث ہیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔

25۔ تمام آوازیں مونث ہیں۔

26۔ تمام کتابوں کے نام مونث ہیں جیسے انجیل، حکایت سوداگر، رامائن، گلستان، ''صدرا'' نامی کتاب آخر میں الف ہونے کی وجہ سے مذکر ہے لیکن کتاب شفا عربی لفظ سہ حرفی ہونے کی وجہ سے مونث ہے۔ قرآن مذکر ہے۔

27۔ پہاڑوں کے نام مذکر ہیں۔

28۔ تمام شہروں کے نام مذکر ہیں، ''دلی'' مونث ہے جب کہ دہلی مذکر ہے۔

29۔ تمام دریاؤں کے نام مذکر ہیں لیکن گنگا، جمنا مونث ہیں۔

30۔ تمام سیاروں کے نام مذکر ہیں لیکن زمین مونث ہے۔

31۔ تمام پتھروں کے نام مذکر ہیں۔

32۔ دنوں اور مہینوں کے نام مذکر ہیں لیکن جمعرات مونث ہے۔

33۔ تمام دھاتوں کے نام مذکر ہیں لیکن چاندی قلعی اور کانسی مونث ہیں۔

34۔ تمام زبانوں کے نام مونث ہیں اردو، انگریزی، پشتو، چینی، عربی، فارسی، ہندی۔

35۔ وہ الفاظ جو مذکر مونث دونوں طرح بولے جاتے ہیں۔

الفاظ	مذکر معنی	مونث معنی	الفاظ	مذکر معنی	مونث معنی
آب	پانی	چمک	تکرار	لفظ مکرر	جھگڑا
اردو	لشکر	زبان	چاہ	کنواں	محبت
بار	پھل	دفعہ	چین	ملک کا نام	بل
بیت	گھر	شعر	در	دروازہ	نرخ
شام	ملک کا نام	وقت	دوپہر	مقدار وقت	بارہ بجے دن
ضمیر	دل	ہم ضمیر	صرف	خرچ	گرائمر
فصل	فاصلہ	موسم	عرض	چوڑائی	التماس

گنتی کے لحاظ سے اسم کی اقسام

شمار اور گنتی کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

واحد: وہ اسم جو صرف ایک چیز کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً کتاب، میز

جمع: وہ اسم جو ایک سے زیادہ چیزوں کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً کتابیں، میزیں، کرسیاں وغیرہ۔

واحد سے جمع بنانے کے قاعدے

1۔ جس مذکر اسم کے آخر میں "ا" یا "ہ" ہو تو اسے "ے" سے بدل دیتے ہیں مثلاً لڑکا سے لڑکے، قاعدہ سے قاعدے۔

2۔ جس مونث اسم کے آخر میں "ی" ہو اس کے آخر میں "اں" کا اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً لڑکی سے لڑکیاں، بلی سے بلیاں۔

3۔ جس مونث اسم کے آخر میں یا ہو تو "ں" بڑھاتے ہیں مثلاً چڑیا سے چڑیاں

4۔ مونث اسم کا آخری حرف "ا" یا "و" ہو تو جمع بناتے وقت "ئیں" لگاتے ہیں۔ مثلاً دعا سے دعائیں، خوشبو سے خوشبوئیں۔

5۔ اگر مونث اسم کے آخر میں "یا" اور "ے" نہ ہو تو جمع بناتے وقت "یں" بڑھاتے ہیں مثلاً کتاب سے کتابیں۔

6۔ ندا کی صورت میں "و" بڑھا دیتے ہیں مثلاً بچہ سے بچو، لڑکا سے لڑکو۔

7۔ مفعولی حالت میں اسم کے آخر میں "وں" لگاتے ہیں مثلاً بچہ سے بچوں۔

8۔ مذکر اسموں کے آخر میں ''ا'' اور (ں) نون غنہ ہو تو ان کی جمع میں ''ا'' کو یائے مجہول ''ے'' سے بدل دیتے ہیں مثلاً دھواں سے دھوئیں کنواں سے کنویں۔

9۔ اگر مذکر اسما کے آخر میں ''ا'' یا ''ں'' ہو تو جمع بناتے وقت نون غنہ سے پہلے ہمزہ اور یائے مجہول بڑھا دیتے ہیں مثلاً ماں سے مائیں، جوں سے جوئیں۔

10۔ اگر مونث اسما کے آخر میں ''ن'' ہو تو جمع بناتے وقت ''یں'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً تیلن، سے تیلنیں۔

11۔ اگر مذکر اسما کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' نہ ہو تو جمع بناتے وقت ''وں'' کے علاوہ کوئی تبدیلی نہیں ہو گی مثلاً بھائی، پتھر، جانور، شیر، فقیر، کمبل، مرد۔

12۔ فارسی جاندار اسما کی صورت میں واحد کے آخر میں ''ں'' زیادہ کرتے ہیں مثلاً زن سے زناں۔

13۔ فارسی بے جان اسما کی صورت میں واحد کے آخر میں ''ہا'' زیادہ کرتے ہیں مثلاً برگ سے برگ ہا۔ شجر سے شجر ہا۔

14۔ جس فارسی اسم کے آخر میں ''ہ'' ہو وہ جمع بناتے وقت ''گ'' سے بدل جاتی ہے مثلاً بندہ سے بندگان، مردہ سے مردگان۔

15۔ جس اسم کے آخر میں ''ا'' یا ''و'' ہو تو جمع بناتے وقت اس کے آخر میں ''یاں'' زیادہ کرتے ہیں۔ مثلاً دانا سے دانایاں۔

16۔ کبھی خلاف قاعدہ بھی جمع بنائی جاتی ہے مثلاً درخت سے درختان۔

17۔ انگریزی اسما کی جمع انگریزی قواعد کے مطابق ہوگی، مثلاً بک سے بکس۔

18۔ عربی اسما کی جمع عربی قواعد کے مطابق ہوگی۔

چند بنیادی اصول

1۔ مندرجہ ذیل الفاظ ہمیشہ بطور واحد استعمال ہوتے ہیں مثلاً
باجرہ، پیاز، تانبا، جست، جوار، چاندی، سرسوں، سونا، قلعی، مکئی، لوہا

2۔ مندرجہ ذیل واحد الفاظ بطور جمع بولے جاتے ہیں۔
اوسان، بھاگ، تل، جو، حضرت، دام، دانش، درشن، دستخط، کرتوت، کرم، گیہوں، لچھن، مٹر، مزاج، نصیب۔

3۔ مندرجہ ذیل الفاظ جمع ہوتے ہوئے بھی واحد بولے جاتے ہیں۔
درجن، سال، صدی، عشرہ، ماہ۔

4۔ بعض الفاظ جو عربی میں جمع ہیں مگر اردو میں واحد استعمال ہوتے ہیں۔
اخبار، اخلاق، اشراف، اصول، افلاک، افواہ، املاک، تحقیقات، حوالات، حور، کائنات، کرامات، معلومات، موجودات۔

5۔ بعض اوقات جمع کی پھر جمع بنائی جاتی ہے اسے جمع الجمع کہتے ہیں۔ خبر کی جمع اخبار ہے اور اخبار کی جمع اخبارات۔

عربی جمع کی صورتیں

عربی میں جمع کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں۔

جمع سالم: کسی عربی لفظ کو واحد سے جمع بناتے وقت اگر واحد کی اصل صورت قائم رہے تو اسے جمع سالم کہا جاتا ہے باغ سے باغات، حیوان سے حیوانات۔

جمع مکسر: کسی عربی لفظ کو واحد سے جمع بناتے وقت اگر واحد کی اصلی صورت قائم نہ رہے تو اسے جمع غیر سالم یا جمع مکسر کہا جاتا ہے جیسے کتاب سے کتب، شجر سے اشجار۔

جمع سالم کے قاعدے

1۔ جاندار مذکر اسم کی جمع بنانے کے لیے اس کے آخر میں "ین" یا "ون" کا اضافہ کرتے ہیں۔
مثلاً مسلم کی جمع مسلمین بھی ہے اور مسلمون بھی۔
اس میں واحد اپنی اصلی حالت میں برقرار رہتا ہے۔
اس کی چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
تارک	تارکین	عاقل	عاقلین	غافل	غافلین
تائب	تائبین	عامل	عاملین	مصلح	مصلحین
حاضر	حاضرین	فاتح	فاتحین	مظاہر	مظاہرین
ذاکر	ذاکرین	قابض	قابضین	معلم	معلمین
سالک	سالکین	کاذب	کاذبین	مفسد	مفسدین
سائل	سائلین	کامل	کاملین	مفسر	مفسرین
صالح	صالحین	مترجم	مترجمین	ملازم	ملازمین
عارف	عارفین	مجاہد	مجاہدین	ناظر	ناظرین
عازم	عازمین	مسلم	مسلمین	ناظم	ناظمین
عاشق	عاشقین	مشرک	مشرکین	نائب	نائبین

2۔ بے جان اسم کی جمع بنانے کے لیے واحد کے آخر میں ''ین'' بڑھاتے ہیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
جانب	جانبین	فریق	فریقین	مغرب	مغربین
ضد	ضدین	قطب	قطبین	نعل	نعلین
طرف	طرفین	مشرق	مشرقین	ید	یدین

3۔ واحد اسم بے جان یا مونث کے آخر میں ات بڑھانے سے جمع بن جاتی ہے

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
احسان	احسانات	تشریح	تشریحات	فساد	فسادات
اطلاع	اطلاعات	تصور	تصورات	قیاس	قیاسات
اعلان	اعلانات	تعزیر	تعزیرات	کاغذ	کاغذات
امکان	امکانات	تفکر	تفکرات	کمال	کمالات
انعام	انعامات	جماد	جمادات	مقام	مقامات
باغ	باغات	حاجت	حاجات	مکان	مکانات
بیان	بیانات	حیوان	حیوانات	نبات	نباتات

4۔ واحد کے آخر میں ''ت'' یا ''ہ'' ہو اور یہ حرف مادے کے نہ ہوں تو گر جاتے ہیں باقی ماندہ حروف کے آخر میں ''ت'' بڑھانے سے جمع بن جاتی ہے۔

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اشارہ	اشارات	ذرہ	ذرات	قطرہ	قطرات
آفت	آفات	رعایت	رعایات	لذت	لذات
برکت	برکات	رقعہ	رقعات	لغت	لغات
حکایت	حکایات	شبہ	شبہات	لمحہ	لمحات
حضرت	حضرات	طبقہ	طبقات	محلّہ	محلّات
حالت	حالات	ظلمت	ظلمات	مراسلہ	مراسلات
حاجت	حاجات	عمارت	عمارات	معاملہ	معاملات
حضرت	حضرات	عادت	عادات	معجزہ	معجزات
خدمت	خدمات	عبادت	عبادات	معلّمہ	معلّمات
درجہ	درجات	عطیہ	عطیات	واقعہ	واقعات
دفعہ	دفعات	قطعہ	قطعات		

جمع مُکَسَّر کے اوزان

عربی میں جمع مکسر کے اوزان دو طرح کے ہیں۔

1۔قلت کے لیے **2**۔کثرت کے لیے

1۔قلت کے لیے: مندرجہ ذیل اوزان ہیں۔افعل، افعال، افعلہ، فعلہ، جو کہ دس سے کم کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

2۔کثرت کے لیے: مندرجہ ذیل اوزان ہیں۔

(فعل، فعل، فعل، فعلہ، فعال، فعول، فعلان، فعلان، فعلاء، افعلا، فعالی)

3۔عربی میں منتہی الجموع کے مندرجہ ذیل اوزان ہیں۔منتہی الجموع وہ صیغہ ہے جس سے دوبارہ جمع مکسر نہ بن سکے۔

مفاعل، فعاعل، فعائل، فعالی، مفاعیل

1۔ اَفعَال

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اب	آباء	حال	احوال	سفر	اسفار
ابد	آباد	حر	احرار	سقم	اسقام
ازل	آزال	حکم	احکام	شجر	اشجار
اخی	اخوان	حزب	احزاب	شخص	اشخاص
ادب	آداب	حزن	احزان	شریر	اشرار
اسم	اسما	خبر	اخبار	شریف	اشراف
افق	آفاق	خلف	اخلاف	شعر	اشعار
امجد	اماجد	خلق	اخلاق	شغل	اشغال
امل	آمال	خلط	اخلاط	شکل	اشکال
باب	ابواب	خبر	اخبار	شے	اشیا
بدن	ابدان	دور	ادوار	صاحب	اصحاب
بر	ابرار	دین	ادیان	صنف	اصناف
بصر	ابصار	ذہن	اذہان	صنم	اصنام
بطل	ابطال	رب	ارباب	صوت	اصوات
بیت	بیوت	رحم	ارحام	ضد	اضداد
ترک	اتراک	رزق	ارزاق	ضلع	اضلاع
ثقل	اثقال	رکن	ارکان	ضمیر	اضمار
ثمر	اثمار	روح	ارواح	طاہر	اطہار
جد	اجداد	رائے	آراء	طرف	اطراف
جرم	اجرام	زوج	ازواج	طفل	اطفال
جز	اجزا	سبب	اسباب	طور	اطوار
جسم	اجسام	سبق	اسباق	عدد	اعداد

عصب	اعصاب	قول	اقوال	نوع	انواع
علم	اعلام	لحن	الحان	نہر	انہار
عمل	اعمال	لحد	الحاد	ورد	اوراد
عون	اعوان	لطف	الطاف	ورق	اوراق
عین	اعیان	لفظ	الفاظ	وزن	اوزان
غرض	اغراض	لقب	القاب	وصف	اوصاف
غلط	اغلاط	لوح	الواح	وضع	اوضاع
غیر	اغیار	لون	الوان	وطن	اوطان
فرد	افراد	مال	اموال	وقت	اوقات
فضل	افضال	مثل	امثال	وقف	اوقاف
فعل	افعال	مرض	امراض	ولد	اولاد
فکر	افکار	ملک	املاک	وہم	اوہام
فلک	افلاک	موت	اموات	ہول	اہوال
فوج	افواج	موج	امواج	ہوا (بمعنی ہوس)	اہواء
قدم	اقدام	نسب	انساب	یوم	ایام
قسط	اقساط	نفس	انفاس	یتیم	ایتام
قسم	اقسام	نور	انوار		

2۔ اَفْعِلَاء

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
تقی	اتقیا	سخی	اسخیا	غنی	اغنیا
حبیب	احباء	شقی	اشقیا	قریب	اقربا
ذکی	اذکیا	صفی	اصفیا	قوی	اقویا
		طبیب	اطباء	ولی	اولیا

فِعَال

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
بلدہ	بلاد	روضہ	ریاض	ظل	ظلال
بنت	بنات	ریح	ریاح	ظلمت	ظلام
ثقیل	ثقال	شفیق	شفاق	کبیر	کبار
جبل	جبال	صحیح	صحاح	کریم	کرام
جہت	جہات	صغیر	صغار	مہم	مہام
خصلت	خصال	صفت	صفات	نقطہ	نقاط
خیمہ	خیام	صغیر	صغار	نکتہ	نکات
رجل	رجال	صوم	صیام		

افاعل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آخر	اواخر	تحفہ	تحائف	خزینہ	خزائن
ارذل	اراذل	ثابت	ثوابت	خصیصہ	خصائص
اقرب	اقارب	جدول	جداول	خلقت	خلائق
اعظم	اعاظم	جرم	جرائم	دائرہ	دوائر
اکبر	اکابر	جریدہ	جرائد	درم	دراہم
امر	اوامر	جزیرہ	جزائر	دقیقہ	دقائق
اول	اوائل	جنازہ	جنائز	دلیل	دلائل
بدیع	بدائع	جوہر	جواہر	دفتر	دفاتر
بصیرت	بصارت	حاجت	حوائج	دفینہ	دفائن
بہیمہ	بہائم	حادثہ	حوادث	ذخیرہ	ذخائر
تابع	توابع	حدیقہ	حدائق	ذریعہ	ذرائع
تجربہ	تجارب	حقیقت	حقائق	ذمیمہ	ذمائم

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
رابطہ	روابط	ظاہر	ظواہر	قرینہ	قرائن
رسالہ	رسائل	ظریف	ظرائف	کوکب	کواکب
زاید	زوائد	عارضہ	عوارض	کیفیت	کوائف
زلزلہ	زلازل	عجیب	عجائب	لاحق	لواحق
سابق	سوابق	عروس	عرائس	لازم	لوازم
ساحل	سواحل	عزیمت	عزائم	لذت/لذیذ	لذائذ
سانحہ	سوانح	عسکر	عساکر	لطیفہ	لطائف
سفینہ	سفائن	عقرب	عقارب	نادر	نوادر
سلسلہ	سلاسل	عقیدہ	عقائد	نتیجہ	نتائج
شرط	شرائط	علاقہ	علائق	نصیحت	نصائح
شریان	شرائن	عنصر	عناصر	نقص	نقائص
شمیمہ	شمائم	غریب	غرائب	وثیقہ	وثائق
صحیفہ	صحائف	فاحشہ	فواحش	وسوسہ	وساوس
صغیرہ	صغائر	فائدہ	فوائد	وسیلہ	وسائل
صنعت	صنائع	فریضہ	فرائض	وظیفہ	وظائف
ضابطہ	ضوابط	فضیلت	فضائل	ہیکل	ہیاکل
ضمیر	ضمائر	قاعدہ	قواعد		
طائفہ	طوائف	قباحت	قبائح		
طبیعت	طبائع	قبیلہ	قبائل		

افعلہ

امام	آئمہ	سلاح	اسلحہ	عزیز	اعزہ
بنا	ابنیہ	شعاع	اشعہ	لباس	البسہ
دعا	ادعیہ	طعام	اطعمہ	لسان	السنہ
دوا	ادویہ			مثال	امثلہ

مُفاعِل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ماخذ	مآخذ	مسجد	مساجد	معنی	معانی
مانع	موانع	مکرمت	مکارم	مفسدہ	مفاسد
مجلس	مجالس	مسکن	مساکن	مقبرہ	مقابر
محفل	محافل	مسئلہ	مسائل	مقصد	مقاصد
مخرج	مخارج	مسند	مساند	مکتب	مکاتب
مخزن	مخازن	مشرق	مشارق	مملکت	ممالک
محصول	محاصل	مشغلہ	مشاغل	منبع	منابع
مدخل	مداخل	مصدر	مصادر	منبر	منابر
مدینہ	مدائن	مصیبت	مصائب	مندر	منادر
مدرسہ	مدارس	مصلحت	مصالح	منزل	منازل
مذہب	مذاہب	مطبع	مطابع	منقبت	مناقب
مرتبہ	مراتب	مطلب	مطالب	منفعت	منافع
مرحلہ	مراحل	مطلع	مطالع	منقبت	مناقب
مرحمت	مراحم	مظہر	مظاہر	منظر	مناظر
مرکب	کراکب	معبد	معابد	موضع	مواضع
مرہم	مراہم	معرفت	معارف	موعظت	مواعظ
		مغرب	مغارب	موقع	مواقع

فعول

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اصل	اصول	شاہد	شہود	فن	فنون
امر	امور	شر	شرور	فیض	فیوض
بحر	بحور	شک	شکوک	قبر	قبور
برج	بروج	شیخ	شیوخ	قدم	قدوم
بطن	بطون	صبح	صبوح	قرن	قرون
بیت	بیوت	صف	صفوف	قلب	قلوب
حب	حبوب	صید	صیود	قصر	قصور
حد	حدود	طائر	طیور	قید	قیود
حرب	حروب	ظرف	ظروف	کاسہ	کیوس
حرف	حروف	ظن	ظنون	کسر	کسور
حق	حقوق	عرش	عروش	کنز	کنوز
خط	خطوط	عرق	عروق	ملک	ملوک
دہر	دہور	عقد	عقود	فضل	فضول
ذنب	ذنوب	عقل	عقول	نفس	نفوس
رسم	رسوم	علم	علوم	نقش	نقوش
رقم	رقوم	عیب	عیوب	نقل	نقول
رمز	رموز	عین	عیون	وجہ	وجوہ
سجدہ	سجود	غم	غموم	وحش	وحوش
سطح	سطوح	فتح	فتوح	وعدہ	وعود
سم	سموم	فرع	فروع	ہندو	ہنود
سیف	سیوف	فرش	فروش	یہودی	یہود

فعالیل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
انجیل	اناجیل	خنزیر	خنازیر	فرمان	فرامین
اسلوب	اسالیب	درہم	دراہیم	قانون	قوانین
اقلیم	اقالیم	دستور	دساتیر	مسکین	مساکین
برہان	براہین	دہقان	دہاقین	مصباح	مصابیح
جاسوس	جواسیس	دیوان	دواوین	مضمون	مضامین
جمہور	جماہیر	ریحان	ریاحین	مقدار	مقادیر
حدیث	احادیث	شیطان	شیاطین	مکتوب	مکاتیب
خان	خوانین	صندوق	صنادیق	میراث	مواریث
خاتون	خواتین	صندید	صنادید	میزان	موازین
				یاقوت	یواقیت

فعالی

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اعلیٰ	اعالی	دعویٰ	دعاوی	مبدا	مبادی
ادنیٰ	ادانی	سعی	مساعی	معنی	معانی
ارض	اراضی	عالی	عوالی	مرثیہ	مراثی
اہل	اہالی	قافیہ	قوافی	مولیٰ	موالی
حاشیہ	حواشی	لولو	لالی	ناحیہ	نواحی
داعیہ	دواعی	لیل	لیالی	نہی	نواہی

تفاعیل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
تاریخ	تواریخ	تفریق	تفاریق	تقریر	تقاریر
تدبیر	تدابیر	تفصیل	تفاصیل	تقریظ	تقاریظ
ترکیب	تراکیب	تقصیر	تقاصیر	تقویم	تقاویم
تصنیف	تصانیف	تکلیف	تکالیف	تمثیل	تماثیل
تصویر	تصاویر	تقدیر	تقادیر		

فعلان

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اخ	اخوان	غلام	غلمان	نار	نیران
باغی	باغیان	صبی	صبیان		

افاعلہ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
استاد	اساتید	تلمیذ	تلامذہ	مردود	مرادوہ
استاذ	اساتذہ	فرعون	فراعنہ	ملعون	ملاعنہ
افغان	افاغنہ	فیلسوف	فلاسفہ	نمرود	نمارده

فعال

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حامی	حماۃ	ساقی	سقاۃ	قاری	قراۃ
راشی	رشاۃ	شاکی	شکاۃ	قاضی	قضاۃ
راوی	رواۃ	غازی	غزاۃ	ہادی	ہداۃ

فعال

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
تاجر	تجار	حاکم	حکام	عاشق	عشاق
جاہل	جہال	خادم	خدام	عامل	عمال
حاجی	حجاج	زاہد	زہاد	فاجر	فجار
حاجب	حجاب	زائر	زوار	فاسق	فساق
حاسد	حساد	ساکن	سکان	قاطع	قطاع
حاضر	حضار	طالب	طلاب	کافر	کفار

فعلاء

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ادیب	ادباء	سفیر	سفراء	فقیر	فقراء
احمق	حمقاء	شاعر	شعراء	فقیہ	فقہاء
امیر	امراء	شریف	شرفاء	قدیم	قدماء
بخیل	بخلاء	صالح	صلحاء	مریض	مرضاء
بلیغ	بلغاء	طالب	طلباء	ناصح	نصحاء
جاہل	جہلا	ظریف	ظرفاء	ندیم	ندما
حکیم	حکماء	عاقل	عقلا	نقیب	نقبا
خطیب	خطباء	عالم	علماء	وارث	ورثاء
خلیفہ	خلفاء	غریب	غرباء	وزیر	وزرا
رفیق	رفقاء	ضعیف	ضعفاء	وکیل	وکلاء
رقیب	رقباء	فاضل	فضلاء		
رئیس	روساء	فصیح	فصحاء		

فِعَل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حشمت	حشم	سیرت	سیر	قصہ	قصص
حصہ	حصص	علت	علل	ملت	ملل
حکمت	حکم	فتنہ	فتن	نعمت	نعم
حیلہ	حیل	فرقہ	فرق	ہمت	ہمم

فعَل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حجاب	حجب	طریقہ	طرق	کتاب	کتب
رسول	رسل	صحیفہ	صحف	نسخہ	نسخ

فُعَل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آخر	اواخر	در	دُرَر	صورت	صور
اُمت	اُمم	دولت	دُوَل	عقدہ	عقد
حجت	حجج	سنت	سنن	نقطہ	نقط

فعالیٰ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اسیر	اساری	عطا	عطایا	وصیت	وصایا
بقیہ	بقایا	صحرا	صحاری	ہدیہ	ہدایا
خطا	خطایا	فتویٰ	فتاویٰ	یتیم	یتامیٰ
رعیت	رعایا	قضیہ	قضایا		

متفرق

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ام	امہات	ذات	ذوات	عبد	عبید
حس	حواس	راہب	رہبان	قریہ	قریٰ
حورا	حور	عام	عوام	قوت	قویٰ

چند خاص اسمائے واحد جو اردو میں استعمال ہوتے ہیں۔

جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد
آفاق	افق	جواہر	جوہر	رعایا	رعیت
ارواح	روح	حدود	حد	ریاح	ریح
اسباب	سبب	حوالات	حوالہ	شاملات	شامل
اسرار	سر	خرابات	خرابہ	صلوات	صلوۃ
اشراف	شریف	خلائق	خلق	طلسمات	طلسم
القاب	لقب	خنازیر	خنزیر	طوائف	طائفہ
اوقات	وقت	خواص	خاصہ	قسم	قسمت
تسلیمات	تسلیم	دیار	دار	کرامات	کرامت
تعنیات	تعین	رسوم	رسم	مواد	مادہ

چند اسمائے جمع جو اردو میں بطور واحد استعمال ہوتے ہیں۔

انجمن	بامقصد کام کرنے والوں کی	ٹال	لکڑیوں کا	گٹھ	لکڑیوں کا
اکٹھ	لوگوں کا	جتھہ	رضاکاروں کا	گٹھڑ	کپڑوں کا
انبار	محلے کا	جماعت	لڑکوں کی	گچھا	چابیوں، انگوروں کا
باڑھ	بندوقوں کی	جھنڈ	پرندوں کا درختوں کا	گروہ	قذاقوں کا
بالی	باجرے کی	دستہ	فوجیوں کا	گلدستہ	پھولوں کا
بزم	شعراء کی	دل	ٹڈی کا	گلہ	مویشیوں کا
بستہ	کتابوں کا	ڈار	پرندوں کا	مجمع	لوگوں کا
بنڈل	کاغذوں کا	ڈھیر	غلے کا	محفل	بزرگوں کی
بوچھاڑ	گولیوں کی	رسالہ	سواروں کا	منڈلی	گویوں کی
بھیڑ	لوگوں کی	ریوڑ	بکریوں کا	منڈی	سبزی کی
بیڑا	جہازوں کا	فوج	سپاہیوں کی	ہجوم	لوگوں کا
پیکٹ	لفافوں کا	قبیلہ	عربوں پٹھانوں کا		
ترکش	تیروں کا	قطار	اونٹوں کی	یونین	مزدوروں کی

بعض الفاظ واحد سے جمع بنانے کے بعد ان کی پھر جمع بنا دی جاتی ہے ان کو جمع الجمع کہتے ہیں۔

واحد	جمع	جمع الجمع	واحد	جمع	جمع الجمع
اسم	اسما	اسامی	عارضہ	عوارض	عارضات
امر	امور	امورات	فتح	فتوح	فتوحات
جوہر	جواہر	جواہرات	فیض	فیوض	فیوضات
حادثہ	حوادث	حادثات	لازم	لوازم	لوازمات
خبر	اخبار	اخبارات	لقب	القاب	القابات
دوا	ادویہ	ادویات	مکان	امکنہ	مکانات
رسم	رسوم	رسومات	وجہ	وجوہ	وجوہات

فعل

فعل وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا "کرنا، ہونا یا سہنا" زمانے کے تعلق کے ساتھ پایا جائے۔

فعل کی مختلف صورتیں ہیں۔

فعل کی اقسام بلحاظ معنی

فعل کی اقسام بلحاظ اثبات ونفی

فعل کی اقسام بلحاظ فاعل

فعل کی اقسام بلحاظ زمانہ

فعل کی اقسام بلحاظ بناوٹ

فِعل کی اقسام بلحاظ معنی

معنی کے لحاظ سے فعل کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

1۔ فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل کو چاہیے۔ مثلاً ناصر آیا۔

2۔ فعل متعدی: وہ فعل ہے جو فاعل اور مفعول دونوں کو چاہیے۔ مثلاً زید نے کھانا کھایا۔ کھایا فعل ہے زید فاعل اور کھانا مفعول ہے۔

فِعل کی اقسام بلحاظ اثبات ونفی

اثبات ونفی کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔

مثبت فعل: وہ فعل ہے جس میں کام کے ہونے کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ جیسے وہ کھانا کھاتا ہے میں نے کتاب پڑھی تھی۔

منفی فعل: وہ فعل ہے جس میں کام کے نہ کرنے کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

فِعل کی اقسام بلحاظ فاعل

فاعل کے لحاظ سے فعل کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

فعل معروف: وہ فعل ہے جس کا فاعل مذکور معلوم ہو جیسے ''اشرف نے خط لکھا'' سلیم نے کتاب پڑھی۔ یا ۔

اک یہاں جینے سے بیزار ہمیں ہیں یارب
یا اسی طرح سے سب عمر بسر کرتے ہیں

فعل مجہول: وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے خط لکھا گیا۔ کتاب پڑھی گئی یا ۔

کاش اک جام بھی سالک کو پلایا جاتا
اک چراغ اور سرراہ جلایا جاتا

فعل مجہول کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ فعل مجہول لفظی 2۔ فعل مجہول معنوی

1۔ فعل مجہول لفظی: وہ فعل مجہول ہے جس میں مفعول الفاظ میں موجود ہے مثلاً خط پڑھا گیا۔

2۔ فعل مجہول معنوی: وہ فعل مجہول ہے جس میں مفعول کا ذکر نہیں ہے۔ مثلاً

ع نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا

اس میں فعل موجود ہے مفعول موجود نہیں۔ مفعول قائم فاعل محذوف ہے۔

فعل کی اقسام بلحاظ زمانہ

زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں جو اس مصرع میں جمع ہیں۔

ع وہ کرتے ہیں، جو نہ کیا تھا، نہ کریں گے

1۔ فعل ماضی 2۔ فعل حال 3۔ فعل مستقبل

1۔ فعل ماضی: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں پایا جائے مثلاً اسلم خط لکھتا ہے:۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

فعل حال: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا موجودہ زمانہ میں پایا جائے۔

مثلاً وہ آتا ہے۔ یا ۔

تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھ کو غصہ پر پیار آتا ہے

فعل مستقبل: وہ فعل ہے جس میں فعل کا واقع ہونا آئندہ زمانے میں پایا جائے۔ مثلاً وہ آئے گا۔ یا ۔

زندگی میری آہنگ بقا ہو جائے گی
یوں جیوں گا مجھ سے قانون فنا شرمائے گا

فعل کی اقسام بلحاظ بناوٹ

بناوٹ کے لحاظ سے فعل کی چھ قسمیں ہیں۔

1۔ فعل ماضی 2۔ فعل حال 3۔ فعل مضارع 4۔ فعل امر
5۔ فعل نہی 6۔ فعل مستقبل

فعل ماضی: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا سہنا گزرے ہوئے زمانہ میں ظاہر ہو۔

فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی مطلق: وہ فعل ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ تو پایا جائے لیکن زمانے کی نزدیکی یا دوری کا ذکر نہ ہو مثلاً وہ گیا ۔

نہ ہوا ہو پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

بنانے کا قاعدہ

مصدر کی علامت ''نا'' گرا کر الف بڑھا دیتے ہیں جیسے لکھنا سے لکھا۔ اگر ''نا'' گرانے سے باقی واؤ رہ جائے تو ''یا'' بڑھا دیتے ہیں یعنی رونا سے رویا۔ چھونا سے چھوا۔ ؎

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

خاطر غزنوی

فعل ماضی قریب: وہ فعل ہے جس سے قریب کا گزرا ہوا زمانہ ظاہر ہو۔ مثلاً وہ آیا۔ زید نے خط لکھا۔ ؎

پھونکا ہے فصل گل نے صور آ کے پھر چمن میں
اک حشر سا ہے برپا مرغان نغمہ زن میں

ماضی مطلق کے آخر میں ''ہے'' اضافہ کرنے سے مثلاً ''وہ گیا'' سے وہ گیا ہے۔

فعل ماضی بعید: وہ فعل ہے جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے مثلاً ''وہ گیا تھا''۔ ؎

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی ہے اب تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

قاعدہ

ماضی مطلق کے آخر میں ''تھا'' کا اضافہ کر کے ماضی بعید بنا لیتے ہیں۔

فعل ماضی استمراری: وہ فعل ہے جس کا کام گزرے ہوئے زمانے میں جاری رہنا پایا جائے مثلاً ''وہ لکھتا تھا'' ''وہ لکھ رہا تھا'' ''وہ لکھا کرتا تھا''۔ ؎

جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

قاعدہ

مصدر کا ''نا'' دور کر کے تا ہے، تی ہے، تے ہیں لگانے سے فعل حال مطلق بنتا ہے۔ مثلاً وہ جاتا ہے، تم لکھتے ہو، وہ پڑھتی ہے۔

فعل حال جاری: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا ہونا، سہنا موجودہ زمانے میں تواتر کے ساتھ ظاہر ہو۔ جیسے وہ لکھ رہا ہے، تم پڑھ رہے ہو۔

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں
ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

قاعدہ

مصدر کا ''نا'' دور کر کے رہا ہے، رہا ہوں، رہی ہے، رہے ہیں لگانے سے فعل حال جاری حاصل ہوتا ہے۔

فعل مضارع: فعل مضارع وہ فعل ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جائیں۔ مثلاً وہ آئے، وہ دیکھے، وہ آرہا ہوگا۔

دیار مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو اب زر کم عیار ہوگا

مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے ''ے'' بڑھا دیتے ہیں اگر ''نا'' دور کرنے سے آخر حرف ''واؤ'' رہ جائے تو ''ئے'' لگا دیتے ہیں رونا سے روئے، آنا سے آئے۔

میری داستان حسرت وہ سنا سنا کے روئے
مرے آزمانے والے مجھے آزما کے روئے

فعل امر: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم، نصیحت یا مشورہ ہو۔ اس کی دو

قسمیں ہیں۔

1۔فعل امر مطلق 2۔فعل امر دوامی

فعل امر مطلق: وہ فعل ہے جس میں کسی حکم، مشورہ یا التجا کا ذکر حال کے ساتھ پایا جائے۔ مثلاً نماز پڑھو، محنت کرو، بری صحبت سے بچو۔

اٹھو! ورنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا

قاعدہ:

مصدر کا ''نا'' دور کر کے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھ، روزہ رکھ، ''واؤ'' کا اضافہ کر کے تاکید کی جاتی ہے مثلاً نماز پڑھو، روزہ رکھو۔

فعل امر دوامی: وہ فعل ہے جس میں کسی حکم، مشورہ یا التجا کے ساتھ ہمیشگی یا دوام کا مفہوم پایا جائے۔ مثلاً نماز پڑھتے رہو، دعا کرتے رہو۔

فعل نہی: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے سے روکا جائے۔ مثلاً جھوٹ مت بولو۔

بڑھاؤ نہ آپس میں ملت زیادہ
مبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ

(حالی)

فعل مستقبل

فعل مستقبل وہ فعل ہے جس سے کسی کام کا کرنا، ہونا، یا سہنا آنے والے زمانہ میں ظاہر ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

1۔مستقبل مطلق 2۔مستقبل دوامی

مستقبل مطلق: وہ فعل ہے جس میں بغیر کسی تخصیص یا قید کے مستقبل کا زمانہ ظاہر ہو مثلاً وہ روئے گا۔ ؎

محبت کرنے والے کم نہ ہوں گے
تری محفل میں لیکن ہم نہ ہوں گے

قاعدہ:

فعل مضارع کے بعد گا، گے، گی لگانے سے بنتا ہے۔
مصدر کے آخر میں ''نا'' دور کر کے والا ہوں /والی ہوں/والے ہیں وغیرہ لگانے سے مثلاً'' میں لاہور جانے والا ہوں''

مستقبل مدامی: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا سہنا آنے والے زمانہ میں ہمیشگی کے ساتھ پایا جائے۔ مثلاً وہ روتا رہے گا، وہ رویا کرے گا۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں بول کر اڑ جائیں گے

قاعدہ:

فعل ماضی مطلق کے آگے کرے گا، کرے گی، کریں گے یا رہے گا، رہوں گا، رہیں گے وغیرہ لگانے سے۔ ؎

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

فِعل مَعطُوف

وہ فعل ہے جو دو افعال کا مجموعہ ہو۔ مثلاً نذیر کھانا کھا کر مدرسے گیا'' دو جملے ہیں جن کو لفظ ''کر'' ملا رہا ہے۔ ذیل کے فقروں میں بھی فعل معطوف ہے۔ مثلاً سوچ کر بولو، دیکھ کر لکھو۔
بعض اوقات لفظ ''ہوا'' فعل معطوف کا کام دیتا ہے مثلاً وہ کانپتا ہوا آیا۔

فِعل نَاقِص

افعال ناقصہ سے مراد وہ افعال ہیں جو اپنے معنی نہیں دیتے بلکہ دوسروں کے ساتھ مل کر معانی پیدا کرتے ہیں مثلاً ''اسلم کمزور ہے'' اس میں ''ہے'' فعل ناقص ہے۔ باقی افعال ناقصہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ہیں، ہوں، تھا، تھی، تھے، ہونا، ہو جانا، پڑنا، لگنا وغیرہ۔

اَفعَال مُعَاوِن

افعال معاون یا امدادی افعال سے مراد ایسے افعال ہیں جو دوسرے افعال کے ساتھ مل کر مرکب فعل بناتے ہیں۔ جیسے پکار اٹھنا، رو پڑنا وغیرہ۔ چند افعال معاون ذیل میں دیے جاتے ہیں۔

آنا: یہاں کسی کام کو انجام دینے کے بارے میں استعمال ہوا۔

اس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے تھے واں تیری تقدیر کو رو آئے

کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے ۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

بیٹھنا: ارادے یا نیت کے معنوں میں مثلاً ۔

بھنویں تنتی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تن کے بیٹھے ہیں
کس سے آج بگڑی ہے کہ وہ یوں بن کے بیٹھے ہیں

اس کے علاوہ کہہ بیٹھنا، رو بیٹھنا، مار بیٹھنا، پانا، سمجھ لینا امدادی افعال ہیں۔

کل تم جو بزم غیر میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے

پڑنا	مثلاً	برس پڑنا، پھرتے پڑنا، پیچھے پڑنا، ٹوٹ پڑنا، لڑ پڑنا، مار پڑنا
جانا	مثلاً	چلا جانا، بگڑ جانا، نکل جانا، مر جانا
چاہنا	مثلاً	اچھا چاہنا، برا چاہنا
دینا	مثلاً	آنے دینا، بتا دینا، مروا دینا، نکال دینا، ہٹا دینا
ڈالنا	مثلاً	پڑھ ڈالنا، کر ڈالنا، لکھ ڈالنا، مار ڈالنا
رکھنا	مثلاً	اٹھا رکھنا، باندھ رکھنا، بٹھا رکھنا، سنبھال رکھنا، سن رکھا
رہنا	مثلاً	انتظار کرتے رہنا، بیٹھا رہنا، کھیلتے رہنا، لکھتے رہنا
سکنا	مثلاً	آ سکنا، جا سکنا، لکھ سکنا
کرنا	مثلاً	آیا کرنا، جایا کرنا، لکھا کرنا
لینا	مثلاً	لے آنا، لے اڑنا، لے مرنا وغیرہ ۔

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے

نکلنا	مثلاً	آ نکلنا، جا نکلنا
ہونا	مثلاً	تمنا کے مفہوم کے لیے ۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

احتمال کے معنوں میں ۔

ہو گا کسی دیوار کے سائے تلے وہ میر
کیا کام محنت سے اس آرام طلب کو

فِعل اور فاعِل کی مُطابَقت

1 ۔ جملے میں فعل لازم ہمیشہ اپنے فاعل کے مطابق مذکر ومونث استعمال ہوتا ہے مثلاً شکیل میرے پاس آیا۔ جمیلہ میرے گھر آئی۔

2 ۔ جملے میں فعل لازم ہمیشہ اپنے فاعل کے مطابق واحد یا جمع آتا ہے۔ مثلاً گھوڑا دوڑتا ہے، گھوڑے دوڑتے ہیں، لڑکا لکھتا ہے، لڑکے لکھتے ہیں۔

3 ۔ جملے میں فعل متعدی فاعل کے واحد اور جمع، مذکر اور مونث ہونے کی صورت میں یکساں نظر آتا ہے مثلاً بشیر نے نذیر کو پیٹا، انور نے گھوڑا خریدا۔

4۔ اگر فاعل حروف عطف کے ذریعے سے ملے ہوں اور دونوں انسان ہوں تو اس صورت میں فعل جمع آتا ہے۔ مثلاً نذیر اور بشیر سکول چلے گئے۔

5۔ اگر فاعل حروف عطف کے ذریعے ملے ہوں اور دونوں غیر انسانی ہوں تو اس صورت میں فعل واحد آتا ہے۔ مثلاً کبوتر اور باز اڑ گیا۔

6۔ اگر دو یا دو سے زیادہ فاعل ہوں اور ان کے آخر میں سب آئے تو فعل جنس اور تعداد میں آخری اسم کے مطابق آتا ہے۔ مثلاً اس کا گھر بار سب جل گیا۔ اس کے سب یار دوست اسے چھوڑ گئے۔

7۔ جب کسی فعل کا فاعل جملہ ہوتا ہے تو وہ فعل ہمیشہ واحد ہوتا ہے۔ مثلاً ''غرور کا سر نیچا ہوتا ہے''۔

8۔ جب فاعل ضمیر ہو اور مذکر ومونث دونوں کی طرف راجع ہو تو فعل مذکر آتا ہے۔ مثلاً شکیلہ نے ابو سے کہا کہ ہم آئندہ ماہ مری جائیں گے۔

9۔ جب فاعل دو یا دو سے زیادہ ہوں اور سب کے سب واحد اور ایک ہی جنس سے ہوں تو فعل ان فاعلوں کی جنس کے تابع ہوتا ہے۔ مثلاً باقاعدہ ورزش سے صحت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔

10۔ جب دو یا دو سے زیادہ فاعل ہوں تو ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ جمع ہوں تو فعل جمع کی صورت میں آتا ہے۔ مثلاً میز اور کرسیاں فرش پر گری پڑی تھیں۔

11۔ جب فاعل دو یا دو سے زیادہ ضمیروں پر مشتمل ہوں، جن کی نوعیت الگ الگ ہو یعنی کوئی متکلم، کوئی حاضر اور کوئی غائب تو اس صورت میں فعل جمع آتا ہے۔

12۔ اگر فاعل صیغہ غائب میں ہوگا تو فعل کا صیغہ غائب میں ہوگا۔ مثلاً وہ آیا ہے۔ وہ آئے ہیں، تو آیا ہے، تم آئے ہو۔ میں آیا ہوں، ہم آئے ہیں۔

13۔ جب فاعل کی عزت اور تعظیم مطلوب ہو تو فعل کو جمع کی صورت میں لاتے ہیں۔ مثلاً استاد صاحب سبق پڑھا رہے ہیں۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔

علامت فاعل "نے" کا استعمال

1۔ علامت فاعل "نے" صرف متعدی فعلوں کے ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید اور ماضی شکیہ کے ساتھ آتا ہے۔

ماضی مطلق:	حمید نے خط لکھا
ماضی قریب:	جمیل نے سلیم کو مارا
ماضی بعید:	آپ نے خط لکھا تھا
ماضی شکیہ:	اس نے کار چرائی ہوگی

بولنا، بخشنا، بھولنا، شرمانا اور لے جانا اس سے مستثنیٰ ہیں۔

2۔ بعض متعدی افعال کے ساتھ "کا" استعمال ہوتا ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ جب وہ بطور لازم استعمال ہوتے ہیں "نے" ساتھ نہیں آتا۔ جب متعدی ہوں تو "نے" آتا ہے مثلاً بھرنا، پڑھنا، پکارنا، جیتنا، سمجھنا، سیکھنا، کھیلنا وغیرہ۔

3۔ موتنا، تھوکنا اور ہگنا فعل لازم ہیں مگر ان کے ساتھ ''نے'' آتا ہے۔
تم نے تھوکا، بچے نے موتا، کھی نے ہگا۔

4۔ چاہنا مصدر سے نکلے ہوئے تمام افعال کے ساتھ ''نے'' آتا ہے مگر جب یہ جی اور دل کے ساتھ مستعمل ہوں تو ''نے'' نہیں آتا۔ مثلاً جی چاہا تو پڑھوں گا۔ جہاں دل چاہا بیٹھ گئے۔

5۔ جب فعل لازم کے ساتھ متعدی فعل بطور امدادی فعل کے ہو تو پھر ''نے'' نہیں آتا۔ مثلاً آج تم کافی کھیلے۔ مگر آلینا اس سے مستثنیٰ ہے۔

6۔ اگر امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم متعدی ہو جائے تو اس صورت میں ''نے'' آئے گا۔ مثلاً حمید نے مجھے سونے نہ دیا۔

7۔ جب فعل امر یا نہی کے معنی دے تو علامت فاعل ''نے'' نہیں آتی۔ مثلاً تم نہ آنا، تم نہ جانا۔ وغیرہ۔

8۔ ''نے'' علامت فاعل، مفعول کے ساتھ نہیں آتی مگر جب مجھ اور تجھ کی ضمیریں آئیں تو اس کے ساتھ صفت ہو تو ''نے'' آتا ہے۔ مثلاً مجھ بدبخت نے ایسا کیوں کیا۔ تجھ سے ایسا کیوں ہوا۔

9۔ جب کوئی مصدر لفظ ''تھا'' کے ساتھ مل کر ماضی ناتمام کے معنی دے تو اس کا فاعل مفعول کی صورت میں آئے گا اور اس صورت میں ''نے'' علامت فاعل اس کے ساتھ آئے گی مثلاً تم نے آج لاہور جانا تھا۔

10۔ مجھ اور تجھ کے ساتھ جب کوئی صفت آتی ہے تو اس وقت ''نے'' استعمال ہوتا ہے مثلاً مجھ بدنصیب نے جو کچھ کیا وہ بے فائدہ تھا۔

11۔ کبھی شعر میں ''نے'' محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً ؎

تشنگی اور بھی بڑھتی گئی
جوں جوں میں اپنے آنسو پیا کیا

پیا کیا اب متروک ہے۔

مَفعُول اور فَاعِل کی مُطابَقت

1۔ اگر کسی جملے میں مفعول واحد ہو تو فعل بھی واحد آتا ہے مثلاً حنیف نے قلم خریدا۔ نوید نے ٹوپی خریدی۔

2۔ اگر کسی فقرے میں مفعول جمع ہو تو فعل بھی جمع آتا ہے مثلاً حمید نے خطوط لکھے، جمال نے قلم خریدے۔

3۔ اگر کسی جملے میں مفعول مذکر ہو تو فعل مذکر آئے گا مثلاً حنیف نے خط لکھا۔

4۔ اگر کسی جملے میں مفعول مونث ہو تو فعل بھی مونث آئے گا مثلاً حنیف نے کتاب خریدی۔

5۔ اگر کسی جملے میں دو مفعول مذکر ہوں تو فعل مذکر آئے مثلاً میں نے میز پر کاغذ اور قلم رکھا اگر دوسرا مفعول مونث ہو تو فعل مونث آتا ہے۔ مثلاً میں نے قلم اور دوات میز پر رکھی۔

6۔ فعل مجہول میں فاعل نامعلوم ہوتا ہے فاعل کے بجائے جو مفعول آتا ہے اسے قائم مقام مفعول کہتے ہیں۔ جملے میں فعل متعدی مجہول ہمیشہ اپنے مفعول کے مطابق واحد یا جمع، مذکر یا مونث بولا جاتا ہے۔ مثلاً گھوڑا دیکھا گیا۔ گھوڑی دیکھی گئی۔ گھوڑے دیکھے گئے۔ گھوڑیاں دیکھی گئیں۔

علامت مَفعُول ''کو'' کا استعمال

اردو میں ''کو'' ہمیشہ علامت مفعول کے طور پر آتا ہے۔

1۔ جب فعل میں ایک ہی مفعول ہو اور وہ بھی جاندار ہو تو اس مفعول کے ساتھ ''کو'' آتا ہے جیسے محمود نے ایاز کو دیکھا۔

2۔ جب کسی آدمی کا نام دیا ہو یا اشارہ ہو یا اضافت تو یہاں بھی ''کو'' ضرور آئے گا مثلاً اسلم نے اس آدمی کو دیکھا، ہم نے شاہد کو دیکھا۔

3۔ اگر مفعول بے جان ہو تو ''کو'' نہیں آتا۔ مثلاً اظہر سبق پڑھتا ہے۔

4۔ اگر جملے میں لفظ آدمی بطور مفعول آئے تو ''کو'' نہیں آتا جیسے ''میں نے ایک نیک آدمی دیکھا''۔

5۔ جب کسی فعل کے دو مفعول آئیں تو عموماً ان میں سے ایک شخص اور دوسرا کوئی شے معلوم ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر ''کو'' مفعول شخص کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً اسلم نے حنیف کو کتاب دی۔

6۔ جب کسی جملے میں دو مفعول آئیں تو مفعول قریب کے ساتھ ''کو'' نہیں آئے گا بلکہ مفعول بعید کے ساتھ ''کو'' استعمال ہوگا۔ جیسے منیر نے تمہاری کتاب بشیر کو دے دی۔

7۔ فعل مجہول میں بھی ''کو'' مفعول کے ساتھ ہی آتا ہے۔ جیسے طلبا کو مٹھائی کھلا دی گئی۔

8۔ کسی غرض، مطلب یا معاوضہ کے ظاہر کے لیے ''کو'' لاتے ہیں۔ مثلاً وہ حساب سیکھنے کو آتا ہے مجید ہاکی کھیلنے کو آتا ہے۔

9۔ مصدر چاہنا کے ساتھ ''کو'' نہیں آتا۔ مثلاً ہمیں چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ نیکی کریں۔

10۔ کبھی ''کو'' لازم کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ جیسے محنت مزدوری کرنے والے کو مزدور کہتے ہیں۔

11۔ کسی محاورے میں جب مفعول مصدر کے ساتھ آئے تو اس وقت ''کو'' نہیں آئے گا۔ جیسے منہ چڑانا۔

صِفت اور مُوصُوف کی مُطابَقت

1۔ جن اسما کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' ہو۔ اس میں موصوف کی وحدت اور جمع اور تذکیر و تانیث کے مطابق ''ا'' یا ''ہ'' (ی) معروف یا (ے) مجہول میں مل جاتی ہے۔ مثلاً کالا گھوڑا، کالی گھوڑی، کالے گھوڑے۔

2۔ جن اسما کی صفت کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' نہ ہو ان میں موصوف کی تذکیر و تانیث اور واحد جمع سے فرق نہیں پڑتا۔

ذہین لڑکا، ذہین لڑکی، ذہین لڑکے، ذہین لڑکیاں

3۔ اگر کسی صفت کے موصوف دو یا دو سے زیادہ ہوں اور حرف عطف ''اور'' انہیں ملاتا ہو تو اسم قریب ترین موصوف کے مطابق لایا جائے گا۔ مثلاً

گورا مرد اور عورت، گوری عورت اور مرد، گورے مرد اور عورتیں، گوری عورتیں اور مرد۔

4۔ کسی جملے میں کوئی اسم جس کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' آتا ہو اگر خبر کے معنی دیتا ہو اور مفعول کے بعد ''کو'' موجود ہو تو اس میں واحد جمع یا تذکیر و تانیث کے لحاظ سے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ مثلاً ہم نے لڑکے/لڑکی/لڑکوں کو جھوٹا پایا۔

5۔ کسی جملے میں کوئی اسم موجود ہو ''ا'' یا ''ہ'' نہ آتا ہو جو خبر کے معنی دیتا ہو اور مفعول کے بعد ''کو'' موجود نہ ہو تو اس میں واحد جمع کی صورت وہی ہوگی جو پہلے قاعدے (۱) میں بیان ہو چکی ہے۔ ہم نے کالے لڑکے دیکھے، ہم نے کالی لڑکیاں دیکھیں۔

حَرف

حروف وہ کلمات ہیں جو نہ تو کسی کا نام ہوں اور نہ کسی مصدر سے بنے ہوں بلکہ دوسرے کلمات سے مل کر معنی دیں۔ حروف کے بغیر اسم اور فعل دونوں بے کار رہ جاتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ربط حروف پیدا کرتے ہیں۔

حروف کی اقسام

حروف اختصار: وہ کلمات جو سابق کلام کو مختصر کرنے کے لیے بولے جاتے ہیں۔
مثلاً الغرض، القصہ، المختصر، قصہ کوتاہ، قصہ مختصر۔

الغرض۔ ہمایوں شیر شاہ کے مقابلے سے بھاگا۔
القصہ۔ دشمن کی فوج نے شکست کھائی۔
المختصر۔ اس کے تمام راز فاش ہو گئے۔
قصہ کوتاہ۔ وہ گھر بار کو خیر باد کہہ کر چلا گیا۔
قصہ مختصر۔ میں آپ سے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔

حروفِ استثناء: وہ کلمات جو ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کریں۔ مثلاً الا، بجز، پر، پھر، جز، سوا، لیکن، ماسوا، مگر۔

اِلا۔ مثلاً......لا اِلٰہ آسان ہے سائنس میں......فلسفہ میں مشکل اِلا اللہ ہے۔
بجز۔ بجز خدا کے ہمارا کون ہے۔
پر۔ وہ آیا پر مجھے نہیں ملا۔
پھر۔ کل ہم دونوں سیر کے لیے جائیں گے پھر نہ کہیں کہ مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔
جز۔ جز اللہ کے ہمارا کوئی نہیں۔
سوا۔ انجم کے سوا سب حاضر تھے۔
لیکن۔ سب نے اپنا کام ختم کر لیا لیکن انور دیکھتا ہی رہا۔
ماسوا۔ ماسوا اللہ کے کوئی حاجت پوری کرنے والا نہیں۔
مگر۔ میں نے اسے لاکھ سمجھایا مگر وہ مانتا ہی نہیں۔

حروفِ استدراک: وہ کلمات جو کلام سابق کے شبہ کو دور کریں۔ مثلاً اگرچہ، الّا، البتہ، بلکہ، پر، سو، گو، لیک، مگر، وَلے، ولیک، ہاں۔

اگرچہ۔ حاتم اگرچہ مر گیا لیکن اس کا نام باقی ہے۔
الا۔ ہم نے ہر چند اسے سمجھایا اِلّا وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

البتہ۔ وہ بدچلن نہیں البتہ فضول خرچ ضرور ہے۔

پر۔ ہمیں بھی سیر کرنے کا شوق ہے پر وقت نہیں ملتا۔

سو۔ جو ہوا سو ہوا۔

گو۔ اس کا دل صدمے سے دوچار ہے گو وہ ظاہر نہیں کرتا۔

لیک۔

ہیں یار رفیق پر مصیبت میں نہیں
ساتھی ہیں عزیز لیک ذلت میں نہیں

مگر۔ باتیں بنانا آسان ہے مگر کام کرنا مشکل۔

ولے۔

شکست وفتح تو قسمت سے ہے ولے اے امیر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ہے

ولیک۔

اٹھائے ہاتھ جہاں سے ولیک کیا امکان
کہ بافراغ کروں کنج عافیت میں نشست

ہاں۔ میں نے دیکھا نہیں ہاں نام ضرور سنا ہے۔

حروفِ اِستفہام: وہ کلمات جو پوچھنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً کب، کدھر، کس طرح، کس طرف، کس لیے، کس واسطے، کون، کیوں، کیوں کر، کیسے، کہاں، کے، کے لیے۔

کب۔ تم کب واپس آرہے ہیں؟

کدھر۔ کدھر سے آنا ہوا؟

کس طرح۔ کس طرح سے آنا ہوا؟

کس طرف۔ کس طرف جارہے ہو؟

کس لیے۔ کس لیے آئے تھے؟

کس لیے جار ہے ہو؟

کس واسطے۔	آپ یہاں کس واسطے آئے ہیں؟
کون۔	آپ کون ہیں؟
کیوں۔	کیوں نہ آپ کو ان سے ملوادوں؟
	آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟
کیوں کر۔	ان کے متعلق کیوں کر پوچھ رہے ہیں؟
کیسے۔	یہ حادثہ کیسے ہوا؟
کہاں۔	کہاں سے آرہے ہو؟
کے۔	کے وقت سکول لگتا ہے؟
کے لیے۔	آپ اتنا تکلف کس کے لیے کر رہے ہیں؟

حروفِ اضافت: وہ کلمات جو دو اسموں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً را، ری، رے، کا، کی، کے، نا، نی، نے۔

را: حاضر اور متکلم کے صیغوں کے ساتھ آتا ہے تیرا، تیری، تیرے، تمہارا، تمہاری، تمہارا، میرا، میری، میرے، ہمارا، ہماری، ہمارے۔

کا: یہ اسم یا ضمیر کے بعد آتا ہے اور متعلقہ صیغوں کے مطابق کا، کی، کے، کا استعمال ہوتا ہے۔ اسلم کا چاقو، انور کی چادر، اس کی، اس کے، ان کا، ان کی، ان کے۔

نا: یہ حرف "آپ" کے بعد آتا ہے۔ اپنا اپنا، اپنی اپنی، اپنے لوگ۔

حروفِ اضراب: ان کلمات میں کسی چیز کو گھٹا کر یا بڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔

وہ انسان نہیں بلکہ حیوان ہے۔

یہ چشمہ نہیں بلکہ دریا ہے۔

چھوٹی سی بات کو رائی کا پہاڑ بنا دیا۔
فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

حروفِ تاکید: وہ کلمات جو کلام پر زور دینے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ جیسے اصلاً، بالکل، بالضرور، بے شک، زنہار، سراسر، صرف، ضرور، قطعاً، کبھی، مطلق، ہرگز۔

اصلاً۔	اصلاً خدا پر ہی بھروسہ کرو۔
بالکل۔	بالکل ٹھیک بارہ بجے گاڑی لاہور سے روانہ ہوگی۔
بالضرور۔	آپ بالضرور وہاں جائیں۔
بے شک۔	بے شک تم اپنا کام کرو۔
زنہار۔	

لیکن تمہاری گود میں جو لطف تھا مجھے
زنہار وہ مزا نہ ارم میں ملا مجھے

سراسر۔	اس میں سراسر ہمارا نقصان ہے۔
صرف۔	کمرے میں صرف سعید موجود تھا۔
ضرور۔	آج میرے ہاں ضرور تشریف لائیں۔
قطعاً۔	اسے قطعاً کسی کی پروا نہیں۔
کبھی۔	کبھی دشمن کی بات پر یقین نہ کرو۔
مطلق۔	میں نے وہاں مطلق کچھ نہیں کہا۔
ہرگز۔	ع دنیا سے دل نہ لگانا ہرگز۔

حروفِ تحسین و آفرین: وہ کلمات جو تعریف کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔
مثلاً آفرین، بارک اللہ، بہت خوب، جزاک اللہ، حبذا، چشم بددور، شاباش، ماشاء اللہ،

مرحبا، نام خدا، واہ واہ۔

آفرین۔	تمہاری ہمت مردانہ پر آفرین!
بارک اللہ۔	بارک اللہ! کیا خوب شعر ہے۔
بہت خوب۔	بہت خوب! تم نے کمال کر دیا۔
جزاک اللہ۔	جزاک اللہ! آپ نے بڑی نیکی کی۔

حبذا۔

پڑھ کوئی غزل کہ اعدا بھی
حبذا حبذا کہیں سن کر

چشم بددور۔

کی ترقی چشم بددور ایسی اپنے رنگ میں
اکبر اب مسندنشین بزم رنداں ہو گیا

زندہ باد۔	زندہ باد! آپ نے کمال کر دیا۔
شاباش۔	شاباش! آپ نے جان پر کھیل کر ڈوبتے شخص کی جان بچائی۔
ماشاءاللہ۔	ماشاءاللہ! خوب صحت پائی ہے۔
مرحبا۔	مرحبا! تمہاری خوش بیانی مرحبا!
نام خدا۔	نام خدا! ابھی تو کمسن ہو۔
واہ واہ۔	واہ واہ کیا خوب شعر ہے۔

حروفِ تردید: وہ کلمات جو دو چیزوں یا دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر بولے جائیں مثلاً خواہ، چاہے، کہ، یا۔

خواہ۔ خواہ وہ آئے یا نہ آئے میں وہاں ضرور جاؤں گا۔

چاہے۔ چاہے امیر ہو یا غریب اسلام میں سب برابر ہیں۔

یا۔ یا آپ خود آئیں یا اپنے بھائی کو بھیج دیں۔

حروفِ تزئین: وہ کلمات جو صرف کلام کی زینت بڑھائیں ان کو معنوں سے کوئی غرض نہ ہو مثلاً آخر، اچھا تو، بارے، بھلا، تو سہی۔

آخر۔	آخر اس کا کیا حشر ہوا۔
اچھا تو۔	اچھا تو سن لیا تم نے سارا ماجرا۔
بارے۔	بارے تم بھی کچھ بولو۔
بھلا۔	بھلا اسے اس معاملے میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔
تو سہی۔	دیکھو تو سہی کون آیا ہے۔

حروف تسلسل کلام: وہ کلمات جو کلام میں ربط پیدا کرنے کے لیے بولے جاتے ہیں مثلاً سو۔

اس نے کہا سو میں چلا۔

حروفِ انبساط: وہ کلمات جو فرط محبت کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً اخاہ، ہاہا، اوہو، سبحان اللہ، ماشاءاللہ، واہ واہ۔

اخاہ!	کدھر سے چاند نکلا۔
اہاہا!	کیسا پرفضا مقام ہے۔
اوہو!	کیا ہرا بھرا چمن ہے۔
سبحان اللہ!	کیا خوب شعر ہے۔
ماشاءاللہ!	آپ تو بڑے ذہین ہیں۔
واہ واہ!	کیا فرحت بخش ہوا چل رہی ہے۔

حروفِ اِیجاب: وہ کلمات جو کلام کے جواب میں یا تصدیق کے لیے بولے جاتے ہیں۔ مثلاً اصلاً، بالکل، بالضرور، بے شک، زنہار، سراسر، سربسر، قطعاً، کبھی، مطلقاً۔

اصلاً۔	اصلاً خدا پر ہی بھروسہ کرو۔
بالکل۔	آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔
بالضرور۔	وہاں آپ بالضرور جائیں۔
بے شک۔	بے شک تم اپنا کام کرو۔
زنہار۔	زنہار تم اس کا نام نہ لو۔
سراسر۔	اس میں سراسر نقصان ہے۔
سربسر۔	وہ سربسر ظلم کرتا ہے۔
قطعاً۔	میں آپ کی بات قطعاً نہیں سمجھتا۔
کبھی۔	دشمن کی بات پر کبھی یقین نہ کرو۔
مطلقاً۔	مجھے اس بات کا مطلقاً اعتبار نہیں۔
ہرگز۔	میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔

حروفِ بَیان: وہ کلمات جو دو جملوں کے درمیان میں آئیں اور دونوں کو اس طرح ملا دیں کہ پہلے کی وضاحت ہو جائے۔ مثلاً ''کہ''

عقل مندوں کا قول ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔

حروفِ تَشبیہ: وہ کلمات جو ایک کلمہ دوسرے کے ساتھ مانند کرنے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً ایسا، بعینہٖ، جوں، جیسا، طرح، گویا، مانند، مثل، ہو بہو۔

ایسا۔	اس کا رنگ ایسا ہے جیسا گلاب کا پھول۔

بعینہٖ۔	تمہاری شکل وصورت بعینہٖ ماجد سے ملتی جلتی ہے۔
جوں۔ ؎	
	ستاروں کا مہتاب میں حال یوں کہ قطرے ہوں چونے کے پانی میں جوں
جیسا۔	اے خدا تجھ جیسا رحیم وکریم کوئی نہیں۔
طرح۔	سوچو تو سہی کبھی ہم نے تمہاری طرح بات بات پر برا منایا ہے۔
گویا۔	جب وہ بولتا ہے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔
مانند۔	وہ شیر کی مانند نڈر ہے۔
مثل۔	زندگی مثل حباب ہے پھر اتنا کیوں غرور وتکبر کرتے ہو۔
ہوبہو۔	اس کی آواز ہوبہو آپ کی آواز سے ملتی جلتی ہے۔

حروفِ تعجب: وہ کلمات جو تعجب کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً آہا، اوہو، اللہ اکبر، اللہ اللہ، افوہ، سبحان اللہ، کیا، واہ رے۔

آہا۔	آہا! کیا سہانا منظر ہے۔
اوہو۔	اوہو! بہت دیر ہوگئی ہے۔
اللہ اکبر۔	اللہ اکبر! یہ تو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں۔
اللہ اللہ۔	رخِ روشن ترا، قرآن ہے اللہ اللہ۔
افوہ۔	افوہ! سیلاب نے کھڑی فصلیں تباہ کردیں۔
سبحان اللہ	سبحان اللہ! کیا خوبصورت آواز ہے۔
کیا۔	کیا ہی خوبصورت پھول ہیں۔
واہ رے۔	واہ رے پہلوان! تیری پھرتی کا کیا کہنا۔

حروفِ تفریح: وہ کلمات جو کسی حاصل شدہ مطلب یا کلام کے نتیجے کے لیے آتے ہیں۔

مثلاً پس، تو

پس اس گفتگو کا مدعا یہ ہے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ بات درست ہے۔

حروفِ تنبیہ: وہ کلمات جو خبردار اور آگاہ کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔

خبردار۔	خبردار! پھر ایسا نہ کہنا۔
خیر۔	خیر! بعد میں دیکھا جائے گا۔
خیر۔	خیر! کبھی تم بھی میرے پاس آؤ گے۔
دیکھنا۔	دیکھنا! میرے کہنے پر عمل کرنا۔
دیکھو۔	دیکھو! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔
دیکھو تو سہی۔	دیکھو تو سہی! میں کیا کروں گا۔
سنو سنو۔	سنو سنو! اس پر اعتماد نہ کرو۔
کیا۔	کیا! تم مجھے جانتے نہیں۔
ہائیں۔	ہائیں! تم کیا کر رہے ہو۔
ہوں۔	ہوں! کیا کرتے ہو۔
ہیں۔	ہیں! تم نے یہ کیا کیا۔
ہیں ہیں۔	ہیں ہیں! ایسا مت کرو۔

حروفِ تمنّا: وہ کلمات جو آرزو کے موقع پر بولے جائیں۔ مثلاً کاش

کاش! میں امیر ہوتا۔

کاش! تم وہاں نہ جاتے۔

حروفِ تہنیت: وہ کلمات جو مبارک باد کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً

سلامت، مبارک۔

سلامت۔	خدا آپ کو سلامت رکھے۔
مبارک۔	آپ کو عید مبارک ہو۔

حروفِ جار: وہ کلمات جو ایک لفظ کے معنی کو دوسرے لفظ کے ساتھ ملا کر پیدا کریں جار یا ربط کہلاتے ہیں۔ جار ''جر'' کی جمع ہے وہ حروف یہ ہیں۔ آگے، اندر، اوپر، باہر، بعد، بیچ، پاس، پر، پہ، پیچھے، تک، تلک، درمیان، ساتھ، سامنے، سمیت، سے، طرف، قبل، لیے، میں، نزدیک، نے، نیچے، واسطے۔

آگے۔	اللہ کے آگے اس کی کیا حقیقت ہے۔
اندر۔	وہ اندر سے کھوکھلا ہے۔
اوپر۔	اس کا فیصلہ تمہارے اوپر ہے۔
باہر۔	بعض لوگ اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ اور ہوتے ہیں۔
بعد۔	میرے بعد آپ کا نمبر ہے۔
بیچ۔	کیا فرماتے ہیں علمائے کرام بیچ اس مسئلے کے (اب متروک ہے)

پاس۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حسب ذیل موقع پر

1۔انحصار کے لیے۔ اس کا سہارا مجھ پر ہے۔

2۔بلندی کے لیے۔ درخت پر چڑیاں چہچہا رہی ہیں۔

3۔خاطر وہ پیسوں کی خاطر جان دیتا ہے۔

4۔طرف کے لیے۔ اس سوال پر آپ نے غور نہیں کیا۔

5۔قرب کے لیے۔ پشاور درۂ خیبر پر واقع ہے۔

پہ۔

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

(غالب)

پیچھے۔	اس کے پیچھے ایک لمبی داستان ہے۔
تک۔	انتہا کے لیے مثلاً میں آج تک تمہارا انتظار کرتا رہا۔ وہ کل تک واپس آ جائے گا۔
تلک۔ ع	آسمان ڈوبے ہوئے ستاروں کا ماتم کب تلک
ساتھ۔	خدا ہمارے ساتھ ہے۔
سامنے۔	انسان کی حیثیت خدا کے سامنے کیا ہے؟
سمیت۔	آپ بچوں سمیت ہمارے ہاں آئیں۔
سے۔	مختلف معنوں میں

ابتدا (مکان کے لیے)	وہ لاہور سے آیا ہے۔
ابتدا (زماں)	میں آپ کا کل سے انتظار کر رہا ہوں۔
امداد کے لیے	استاد نے چھڑی سے سزا دی۔
انتخاب کے لیے۔	اس سے اچھا کون ہے؟
سبب کے لیے	لالچ سے آدمی خوار ہوتا ہے۔
علیحدگی کے لیے۔	وہ جماعت سے الگ ہو گیا۔
مقابلہ کے لیے۔	انور، اسلم سے ذہین ہے۔
متعدی کے معنوں میں۔	اسلم نے انور کو سلیم سے پٹوایا۔
نسبت کے لیے	

اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا

ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

طرف۔	اس نے میری طرف دیکھا۔
قبل۔	میں قبل از وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔
لیے۔	اس کے لیے کھانا لاؤ۔
درخواست کے لیے	خدا کے لیے رحم کرو۔

میں:۔ حسب ذیل معنوں میں آتا ہے۔

تعداد کے لیے۔	اس رقم کو تین بھائیوں میں تقسیم کر دو۔
تمیز کے لیے۔	دکھ درد میں کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔
حالت کے لیے۔	ہوش میں آؤ۔
زماں کے لیے۔	ہم دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے ہیں۔
مصروفیت کے لیے۔	وہ ہر وقت لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتا ہے۔
مقابلہ کے لیے۔	آدمی آدمی میں فرق ہے۔
نسبت کے لیے۔	نعت گوئی میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔
وزن کے لیے۔	ایک سیر میں چار سیب چڑھے۔

نزدیک۔	اس کے نزدیک ہرگز نہ جانا۔
نے۔	فاعل کے ساتھ آتا ہے۔ اسلم نے مکان خریدا۔
نیچے۔	قلم نیچے پڑا ہے۔
واسطے۔	تم نے شرارت کی اس واسطے تمہیں سزا ملی۔

حروفِ حصر و خصوصیت: جو کسی اسم یا فعل کے ساتھ آ کر اس کے معنوں میں کوئی خصوصیت پیدا کر دیں۔ مثلاً اکیلا، بس، بھی، تو، تنہا، صرف، فقط، محض، نرا، ہر، ہی۔

اکیلا۔	اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا۔
بس۔	ان بزدلوں کی بس یہی بہادری ہے کہ ہوائی فائرنگ کر کے بھاگ گئے۔

بھی۔	میں بھی مجلس میں حاضر تھا۔
تو۔	میں تو وہاں نہیں گیا۔
تنہا۔	تنہا کھلاڑی کیا کر سکتا ہے۔
خالی۔	خالی باتوں سے کام نہیں چلے گا۔
صرف۔	صرف خدا ہی جانتا ہے۔
فقط۔	زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں فقط اپنا نام لکھیں۔
محض۔	محض خدا پر بھروسہ ہے۔
نرا۔	نرا سامان لے کر کیا کرو گے۔
ہر۔	ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے۔
ہی۔	یہ بات مجھے آپ نے ہی بتائی تھی۔

حروفِ خیر مَقدم: جو کلمات کسی کی آمد کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً اہلاً و سہلاً و مرحبا، تشریف لائیے۔ جم جم آؤ، خوش آمدید، نت نت، نت نت آؤ۔ اس قسم کے جملے موقع محل کے مطابق بولے جاتے ہیں۔

حروفِ سختی یا شِدّت: جو کلمے سختی یا پناہ مانگنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً الاماں، اف، خدا کی پناہ، عیاذ اللہ، معاذ اللہ۔

اف۔	اف گرمی کے مارے دم گھٹ رہا ہے۔
الاماں۔	اتنی سخت ژالہ باری الاماں!
خدا کی پناہ۔	خدا کی پناہ! کڑاکے کی سردی ہے۔
عیاذ اللہ۔	گھمسان کی لڑائی تھی عیاذ اللہ!
معاذ اللہ۔	آسمانی بجلی کی اس قدر روشنی کہ معاذ اللہ!

حروفِ شَرط وجَزا: جب کسی بات کو دوسری بات پر موقوف کیا جائے پہلی بات شرط اور دوسری بات جزا ہوگی۔ مثلاً اگر، اگر چہ، جب، جو، جیسا، چونکہ، گو، ورنہ، وگرنہ، ہر چند۔

اگر۔		اگر محنت کرو گے تو امتحان میں پاس ہو جاؤ گے۔
اگر چہ۔		اگر چہ ملازمت آپ کے بس میں نہیں تو کیسے حاصل کرو گے؟
جب۔		جب حکم ملے گا چلا جاؤں گا۔
جو۔		جو بوؤ گے سو کاٹو گے۔
جیسا۔		جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
چوں کہ۔		چونکہ اس نے محنت نہیں کی اس لیے فیل ہو گیا۔
گو۔	ع	گو حکم تیرے ہم لاکھوں ٹالتے رہے۔
ورنہ۔		میری رقم ادا کر دو ورنہ دعویٰ دائر کر دوں گا۔
وگرنہ۔	ع	وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے۔
ہر چند۔		ہر چند میں نے اسے سمجھایا پھر بھی وہ باز نہ آیا۔

کلماتِ شمول: وہ کلمات جو دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو ایک حکم کے تحت لائیں مثلاً بھی، سوائے، کا، کی، کے، نیز

بھی۔	اس جرم میں اسلم بھی شریک تھا اور محمود بھی۔
سوائے۔	سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
کا۔	نام کا نام اور کام کا کام۔
کے۔	آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔
کی۔	جان کی جان گئی۔
نیز۔	اسلم اور انور نے امتحان دیا نیز محمود نے بھی۔

حروفِ عطف: وہ کلمات جو دو جملوں کو ملائیں۔ مثلاً اور، بھی، پھر، کر، کا، کے، و، نیز۔

اور۔	اسلم اور انور بازار گئے۔
بھی۔	انہوں نے لکھا بھی اور پڑھا بھی۔
پھر۔	وہ سکول سے گھر آیا اور پھر کھیلنے چلا گیا۔
کر۔	وہ لاہور سے آ کر پشاور گیا۔
و۔	حامد خوش و خرم نظر آتا ہے۔
نیز۔	انور اور سلطان لاہور گئے نیز حامد بھی گیا۔

حروفِ علّت: وہ کلمات جن سے کسی کام کا سبب بیان کیا جائے۔ مثلاً

اس لیے۔	زید نے محنت نہیں کی اس لیے فیل ہوا۔
بنا بریں۔	مجھے بخار تھا بنا بریں ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو سکا۔
پس۔	تم نے جھوٹ بولا پس تمہیں سزا ملے گی۔
تا کہ۔	سخت محنت کرو تا کہ اول پوزیشن حاصل کر سکو۔
سو۔	آپ نے جو حکم دیا سو میں نے تعمیل کی۔
کہ۔	گل کو بہت نا چھیڑ کہ نازک ہے خوئے گل (نثر میں کم استعمال ہوتا ہے)
کیونکہ۔	خدمت خلق کرو کیونکہ خدا راضی ہو گا۔
لہذا۔	میرا ایک ضروری کام ہے لہٰذا اجازت دیں۔

حروفِ مُفاجات: اچانک کسی کام کے واقع ہونے پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً
اتفاقاً، اچانک، دفعتاً، ناگاہ، ناگہاں، یکبارگی، یکا یک۔

اتفاقاً۔	اتفاقاً میں آج یہاں آ گیا۔
اچانک۔	اچانک بجلی چمکی۔
دفعتاً۔	دفعتاً دروازہ کھلا اور ایک آدمی داخل ہوا۔
ناگاہ۔	ناگاہ آسمان سے اولے برس پڑے۔
ناگہاں۔	ناگہاں بس حادثے کا شکار ہو گئی۔
یکبارگی۔	یکبارگی زمین پر تاریکی چھا گئی۔
یکا یک۔	یکا یک گولیاں چلنے لگی۔

حروفِ قسم: وہ کلمات جو قسم کے موقع پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً بخدا، حقا کہ، سوگند، قسم، واللہ۔

بخدا۔

شمع نے آگ اٹھائی قسم کھانے کو
بخدا میں نے جلایا نہیں پروانے کو

حقا کہ۔	ع حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا۔
سوگند۔	تجھے میری سوگند ہے یہ بات کسی سے نہ کہنا۔
قسم۔	مجھ سے قسم لے لو میں تمہاری بات ظاہر نہیں کروں گا۔
واللہ۔	واللہ خدا بہتر جانتا ہے۔

حروفِ ندا: وہ کلمات ہیں جو پکارنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً ابے، اوبے، اجی، اری، ارے، او، اے، یا۔

ابے۔	ابے ظالم مجھے ستا کر تجھے کیا ملا؟

او بے۔	او بے نا ہنجار! تو کہاں چلا گیا تھا؟
اجی۔	اجی! تم کیا کر رہے ہو؟
اری۔	اری رحیمن! تو کہاں چلی گئی؟
او۔	او ظالم! تو نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔
اے۔	اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔
یا۔	یا خدا! کامیابی عطا کر۔

حروف ندبہ وتاسف: وہ کلمات جو افسوس اور ماتم کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ آہ افسوس، حیف، واحسرتا، وامصیبتا، وائے، ہائے۔

آہ۔	آہ! کیا ہی آزاد مرد تھا۔
افسوس۔	افسوس! کہ وہ نوجوانی میں چل بسا۔
واحسرتا۔	

واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریص لذت آزار دیکھ کر

وامصیبتا۔	وامصیبتا! زندگی بھر اولاد کا ارمان کرتا رہا۔
وائے۔	وائے اللہ، برے حادثے کا شکار ہو گیا۔
ہائے۔	

شرم رسوائی سے جا چھپنا نقاب خاک میں
ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے

حروف نفرین: وہ کلمات جو نفرت اور لعنت کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ پھٹے منہ، تف، تھو، خدا کی مار، دُر دُر، دور ہو، کالا منہ، لعنت۔

پھٹے منہ۔	پھٹے منہ! کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو۔

تُف۔	تُف! تمہاری زندگی پر۔
تھو۔	اس قدر بدمزاج تھو!
خدا کی مار۔	تو برے کاموں سے باز نہیں آتا تجھ پر خدا کی مار!
دُردُر۔	برے کاموں پر لوگ دُر دُر کہتے ہیں۔
دور ہو۔	دور ہو! میری نظروں سے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تو ایسا نکلے گا۔
کالا منہ۔	جا تیرا منہ کالا ہو! برائی سے باز نہیں آتا۔
لعنت۔	جھوٹے پر خدا کی لعنت!

حروف نفی: وہ حروف جن سے انکار کا اظہار ہوتا ہو۔

بے مانگے موت بھی نہیں ملتی۔

حاشا وکلا میں نے یہ بات نہیں کی۔

نہ، نے، نہیں، وغیرہ۔

باب دوم
علم نحو

نحو (SYNTAX)

نحو وہ علم ہے جس میں اجزائے کلام کی صحیح ترتیب، ترکیب اور تعلقات باہمی سے بحث ہوتی ہے۔ مختلف کلمات کے باہمی ربط و تعلق کا پتا چلتا ہے۔ اس کے جاننے سے انسان کلام میں غلطی نہیں کرتا۔

کلام اور اس کی قسمیں

جب دو یا دو سے زیادہ کلمات ترتیب پائیں تو اسے مرکب کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ مرکب تام اور مرکب ناقص۔

1۔ مُرَکَّب تام: وہ مرکب ہے جس سے سننے والا پورا مطلب سمجھ جائے۔ اس کو مرکب مفید یا جملہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً زید لکھتا ہے۔

2۔ مرکب ناقص: وہ مرکب ہے جس سے سننے والا پورا مطلب نہ سمجھ سکے۔ مثلاً میرا دوست، ٹھنڈا پانی وغیرہ۔ اس مرکب کو مرکب غیر مفید یا کلام ناقص بھی کہتے ہیں۔ ایسا مرکب ہمیشہ جزو ہوتا ہے۔

مُرَکَّب نَاقِص کی اقسام

مرکب ناقص کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

1۔ مرکب استثنائی　　2۔ مرکب اشاری

3۔مرکب اضافی　　10۔مرکب توصیفی
4۔مرکب امتزاجی　　11۔مرکب جاری
5۔مرکب بدلی　　12۔حال ذوالحال
6۔تابع موضوع　　13۔مرکب ظرفی
7۔تابع مہمل　　14۔عطف بیان ومبین
8۔مرکب تاکیدی　　15۔مرکب عددی
9۔مرکب تمیزی　　16۔مرکب عطفی

مرکب استثنائی: وہ مرکب ہے جو استثنیٰ اور مستثنیٰ منہ سے مل کر بنے اور ان کے درمیان میں حرف استثنیٰ واقع ہو۔مثلاً ''شاہد کے سواسب لڑکے''اس جملے میں شاہد مستثنیٰ اور لڑکے مستثنیٰ منہ اور حرف ''سوا'' حرف مستثنیٰ ہے۔(مزید مثالیں حرف استثنا میں ملاحظہ ہوں)

مرکب اشاری: وہ مرکب ہے جو اشارہ اور مشارُ الیہ سے مل کر بنے۔مثلاً یہ میز، وہ کرسی۔ اس جملے میں ''یہ'' اور ''وہ'' اسم اشارہ ہیں اور میز، کرسی مشارالیہ ہیں۔

مرکب اضافی: دو اسموں کے درمیان ایک معمولی سا تعلق پایا جاتا ہے۔اس تعلق کو اضافت کہتے ہیں۔جس اسم کا تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف اور جس کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔اور ان کے درمیان میں پایا جانے والا حرف، حرف اضافت کہلاتا ہے۔حرف اضافت کی وضاحت گزر چکی ہے، ذیل میں اضافت کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

اِضافت کی اقسام

اضافت ابنی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ باپ اور مضاف بیٹا ہے۔مثلاً طاہر جمیل، حیدر علی وغیرہ

اضافت استعارہ: وہ اضافت جس میں مضاف کو مضاف الیہ کا جز و یا حصہ خیال کیا جائے مثلاً

ایسا حقیقت میں نہ ہو۔ مثلاً قدرت کا ہاتھ، ہوش کا ناخن وغیرہ۔

اضافت بیانی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ مضاف کا مادہ ہو۔ مثلاً سوت کا کپڑا، سونے کی گھڑی۔

اضافت بہ ادنیٰ تعلق: جس میں مضاف اور مضاف الیہ مل کر صفت ہوں۔ مثلاً کڑاکے کی سردی، کان کا کچا وغیرہ۔

اضافت تخصیصی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ اپنے مضاف میں کوئی خصوصیت پیدا کرے۔ مثلاً نثار کا دوست، میرا بھائی۔

اضافت تشبیہی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ مضاف کے مشابہ ہو۔ مثلاً نگاہ کا تیر، مصیبت کا پہاڑ۔

اضافت تملیکی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف اور مضاف الیہ میں سے ایک مالک ہو اور دوسرا مملوک ہو۔ مثلاً اسلم کا قلم، محمود کی کتاب اس میں اسلم اور محمود مالک ہیں جبکہ قلم اور کتاب مملوک ہیں۔

اضافت توضیحی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کی وضاحت کرے۔ اس میں مضاف عام ہوتا ہے اور مضاف الیہ خاص۔ مثلاً جنوری کا مہینہ، جمعہ کا روز، سندھ کا دریا، کیکر کا درخت۔

اضافت توصیفی: وہ اضافت جس میں موصوف اور مضاف الیہ صفت ہوں مثلاً دودھ کی چائے۔

اضافت ظرفی: وہ اضافت جس میں ظرف اور مظروف کے درمیان اضافت ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ ظرف مکاں۔ مثلاً باغ کا پھول، چشمے کا پانی۔

2۔ ظرف زماں۔ مثلاً صبح کی ہوا، شام کا منظر۔

کبھی مضاف الیہ مظروف ہوتا ہے مضاف ظرف۔ مثلاً دودھ کا پیالہ، نمک کی کان۔

مرکب امتزاجی: وہ مرکب ہے جو دو اسموں سے مل کر بنے۔ مثلاً اعظم گڑھ، ایبٹ آباد، محمد حسین۔

مرکب بدلی: وہ مرکب جو بدل اور مبدل منہ سے مل کر بنے۔ ان میں سے ایک سے اصلی غرض ہو اور دوسرے سے چنداں غرض نہ ہو۔ پہلے کو بدل اور دوسرے کو مبدل منہ کہتے ہیں۔

مثلاً انور کا چچا سلطان۔ یہاں انور کا چچا بدل ہے اور سلطان مبدل منہ ہے۔

تابع موضوع: وہ مرکب جس میں ایک بامعنی لفظ محاورے کے مطابق بے معنی لفظ استعمال کیا جائے۔ کبھی تابع موضوع، متبوع سے پہلے بھی آتا ہے۔ مثلاً رگڑا جھگڑا، اس میں جھگڑا متبوع اور رگڑا تابع ہے۔

چند ایک تابع موضوع الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے۔

آس پاس	تال سر	چیخ پکار	دھان پان	سینا پرونا	گہنا پاتا
آمنے سامنے	جان پہچان	حصہ بخرہ	دھن دولت	کام کاج	گھربار
باگ ڈور	جوڑ توڑ	خاطر مدارت	دیکھ بھال	کانٹ چھانٹ	لچا لفنگا
بھلا چنگا	جھاڑ پھونک	خاک دھول	ڈیل ڈول	کڑوا کسیلا	لوٹ کھسوٹ
بھولا بھٹکا	جھٹ پٹ	خوبو	رنگ ڈھنگ	کونا کھدرا	مار دھاڑ
بھول چوک	چال چلن	داغ دھبہ	روک ٹوک	کھٹ پٹ	نوک جھوک
بناؤ سنگھار	چوری چھپے	دم خم	رونا دھونا	کھیل کود	وضع قطع
بن ٹھن کر	چوڑا چکلا	دم دلاسا	ساز باز	گل سڑی	ہار جیت
بننا سنورنا	چھین جھپٹ	دوڑ دھوپ	سوچ بچار	گورا چٹا	

تابع مُہمل: وہ مرکب ہے جس میں ایک بامعنی لفظ کے بعد محاورے کے مطابق مہمل لفظ استعمال کیا جائے۔ مثلاً دانہ دنکا۔ اس میں دانہ متبوع ہے اور دنکا تابع مہمل ہے۔

اس کے لیے کوئی مخصوص قاعدہ نہیں اہل زبان کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔

1۔ قیاسی طریقے کے مطابق پہلے حرف کو "و" سے بدل کر دوہرا کر دیتے ہیں مثلاً پانی وانی، روٹی ووٹی۔

2۔ سماعی طریقے میں اہل زبان کی پیروی کی جاتی ہے۔ مثلاً اتا پتا، بچا کھچا وغیرہ۔
چند تابع مہمل کی فہرست دی جاتی ہے۔

تابع مہمل سے بننے والے مرکبات

اتا پتا	ٹھیک ٹھاک	سچ مچ	کھچا کھچ	میل جول
اڑوس پڑوس	ٹیپ ٹاپ	سودا سلف	کھینچا تانی	میل کچیل
اکا دکا	جھوٹ موٹ	شرما شرمی	گالی گلوچ	نئی نویلی
اکیلا دکیلا	چوری چکاری	علیک سلیک	گپ شپ	ننگ دھڑنگ
الا بالا	چھیڑ چھاڑ	عین مین	گتھم گتھا	واہی تباہی
بچا کھچا	چیخم دھاڑ	غلط سلط	گڈمڈ	ہرج مرج
بھولا بسرا	خلا ملا	غل غپاڑہ	گم سم	ہیر پھیر
بھیڑ بھڑکا	دانہ دنکا	گڑبڑ	گول مول	
پکڑ دھکڑ	دھکا پیل	کاٹھ کباڑ	لپا ڈگی	
پوچھ گچھ	دھینگا مشتی	کالا بھجنگ	لت پت	
تانا بانا	ڈھونڈ ڈھانڈ	کالا کلوٹا	لیپا پوتی	
ٹال مٹول	ساٹھا پاٹھا	کپڑا لتا	مانگ تانگ	
ٹنڈ منڈ	سان گمان	کوڑا کرکٹ	میلا چکٹ	

مرکب تاکیدی: وہ مرکب ہے جو تاکید اور مؤکد سے مل کر بنے۔ ان میں سے ایک کلمہ دوسرے کی تاکید کرتا ہے۔ اس کا ذکر حرف تاکید میں ہم کر چکے ہیں۔ مثلاً سب عورتیں۔ اس میں سب حرف تاکید ہے اور عورتیں مؤکد ہیں۔

مرکب تمیزی: وہ مرکب ہے جو تمیز اور ممیز سے مل کر بنے۔ مثلاً دس کلو گندم، پانچ میٹر

کپڑا۔ان مثالوں میں دس کلو اور پانچ میٹر تمیز ہے اور گندم، کپڑا ممیّز ہیں۔

حرف تمیز سے مرکب تمیزی بنایا جاتا ہے۔

مثلاً زمان کے لیے۔ مثلاً اب جب، اب تک، جب تک، کب تک وغیرہ۔

مکاں کے لیے۔ مثلاً آگے پیچھے، اوپر نیچے، اندر باہر۔

سمت کے لیے۔ مثلاً ادھر ادھر، جدھر تدھر۔

طور طریقے کے لیے۔ مثلاً کیونکر، کیسے، کس طرح، کس لیے وغیرہ۔

تعداد کے لیے۔ مثلاً سو، ہزار، لاکھ، کروڑ، (لاکھ اور ہزار کثرت کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں)۔

مقدار کے لیے۔ مثلاً دس، دس لیٹر، پچاس لیٹر۔

متضاد الفاظ کے استعمال سے مثلاً دن رات، صبح وشام وغیرہ۔ ذیل میں ان الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے جن کے ملاپ سے مرکب حاصل ہوتا ہے۔ روزمرہ محاورہ کے مطابق ترجیحات کا خیال رکھا جاتا ہے اور مناسب الفاظ کو پہلے لایا جاتا ہے۔

متضاد الفاظ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
آباد	ویران	اجنبی	واقف	امر	نہی
آزادی	غلامی	اچھا	برا	امید	یاس
آس	یاس	احباب	اعدا	امیر	غریب
آسان	مشکل	ادنیٰ	اعلیٰ	اوج	پستی
آغاز	انجام	ارتفاع	عمق	اول	آخر
آقا	غلام	اسلاف	اخلاف	اونچا	نیچا
آمدنی	خرچ	اشرف	اسفل	اہل	نااہل
آئندہ	گذشتہ	اصل	نقل	ایماندار	بے ایمان
ابتدا	انتہا	افراط	تفریط	باتونی	کم گو
اپنا	غیر	اقبال	ادبار	باخبر	بے خبر
اتار	چڑھاؤ	اکثریت	اقلیت	بادشاہ	فقیر
اتحاد	انتشار	اگلا	پچھلا	باریک	موٹا
اتفاق	نفاق	امانت	خیانت	بد	نیک
اجالا	اندھیرا	اندر	باہر	بچپن	جوانی
اجلا	میلا	انسان	حیوان	بحر	بر
اجمالی	تفصیلی	انعام	سزا	بخل	اسراف

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
بری	بحری	پکا	کچا	ثابت	سیارہ
بزرگ۔کلاں	خورد	پگھلنا	جمنا	ثواب	عذاب
بڑا	چھوٹا	پورب	پچھم	جاگنا	سونا
بشاش	غمگین	پیادہ	سوار	جاہل	عالم
بعید	قریب	پیار	دشمنی	جدید	قدیم
بغاوت	اطاعت	پیچھے	آگے	جذر	مد
بقا	فنا	پیدائش	موت	جسم	روح
بلند	پست	پیر	مرید	جعلی	اصلی
بنجر	زرخیز	تاخیر	تعجیل	جفا	وفا
بہار	خزاں	تاریک	روشن	جلدی	دیر
بہادر	بزدل	تازہ	باسی	جلوت	خلوت
بھاری	ہلکا	تائید	تردید	جلی	خفی
بہت	تھوڑا	تحریر	تقریر	جنت	دوزخ
بہتر	بدتر، بتر	تعاون	عدم تعاون	جنگ	صلح
بہشت	دوزخ	تعریف	تنقیص	جہالت	علمیت
بیشی	کمی	تلخ	شیریں	جھوٹ	سچ
بیمار	تندرست	تلے	اوپر	چاندنی	تاریکی
بےوقوف	عقل مند	تمام	ناتمام	چٹ پٹا	پھیکا
پاک	ناپاک، پلید	تنگ	کشادہ	چڑھائی	اترائی
پانا	کھونا	توانا	ناتواں	چست	ست
پختہ	خام	تیز	کند	چور	سعد، سادھ
پرانا	نیا	ٹھنڈا	گرم	حاکم	محکوم
پرجا	راجا	تھوڑا	بہت	حبیب	عدو

حرام	حلال	دکھ	سکھ	زاہد	رند
حرص	قناعت	دلیری	بزدلی	زردار	بے زر نادار
حرکت	سکون ،	دنیا	آخرت	زمین	آسمان
حسد	رشک	دور	نزدیک	زن	مرد
حسن	قبح	دوئی	یکتائی	زندہ	مردہ
حضور	غیبت	دھوپ	چھاؤں	زندگی	موت
حق	ناحق	دیانت دار	بددیانت	زور	کم زور
حقیقی	مجازی	دیوانہ	فرزانہ	زہر	تریاق
حمایت	مخالفت	ذرہ	آفتاب	زیر	زبر
حملہ	فرار	ذلت	عزت	ساکن	متحرک
خاص	عام	راحت	رنج	سائل	مجیب
خالق	مخلوق	راضی	ناراضی	سچ	جھوٹ
خشک	تر	رانڈ	سہاگن	سخت	نرم
خفیہ	اعلانیہ	رحم	ظلم	سڈول	بھدا
خوابیدہ	بیدار	رحمت	زحمت	سردی	گرمی
خاص	عام	ترغیب	نفرت	سرما	گرما
خوب	زشت	رقیق	غلیظ	سزا	جزا
خوشی	غم	رنگین	سادہ	سستا	مہنگا
داد	بے داد	روز	شب	سطح	تہہ
داغ دار	بے داغ	روشن	تاریک	سوار	پیادہ
دانا	نادان	رونا	ہنسنا	سوال	جواب
درآمد	برآمد	رونق	بے رونق	سوتیلا	سگا
دروغ	راست	رہبر	راہزن	سوکھا	سہا

شادی	غم	طہارت	خباثت	فتح	شکست
شاہ	گدا	ظاہر	باطن	فراخ	تنگ
شب	روز	ظلم	عدل	فربہ	نحیف
شجاعت	بزدلی	ظلمت	نور	فصل	وصل
شر	خیر	عارضی	مستقل	فیاض	بخیل
شرک	توحید	عروج	زوال	قابل	ناقابل
شریف	رذیل	عزت	ذلت	قارض	مقروض
شکر	ناشکری	عزیز	ذلیل	قدرتی	مصنوعی
شمال	جنوب	علم	جہل	قدیم	جدید
شہر	گمنامی	علیل	سقیم	قریب	بعید
شیریں	تلخ	عمارت	کھنڈر	قلیل	کثیر
صادق	کاذب	عمداً	سہواً	قہر	مہر
صاف	گندا	عموماً	خصوصاً	کافر	مومن
صالح	صالع	عمیق	پایاب	کافی	ناکافی
صبح	شام	عیاں	نہاں	کامل	ناقص
صحیح	غلط	غافل	ہوشیار	کامیاب	ناکام
صدق	کذب	غالب	مغلوب	کبیر	صغیر
ضعف	قوت	غائب	حاضر	کثرت	قلت
طاق	جفت	غبی	ذہین	کثیف	لطیف
طاقت	ضعف	غدار	وفادار	کج	راست
طاقتور	کمزور	غضب	رحم	کشادہ	تنگ
طالب	مطلوب	غل	خاموشی	کل	جزو
طبیب	مریض	فاتح	مفتوح	کنواری	بیاہتا

گاڑھا	پتلا	مالک	مملوک	نفع	نقصان
گرفتار	رہا	متحد	منتشر	نیکی	بدی
گرم	سرد	مجرم	محرم	واحد	جمع
گریہ	خندہ	محبت	نفرت	ویران	آباد
گستاخ	مودب	مدح	قدح، ذم	وزن	ہلکا
گل	خار	مرد	عورت	وکیل	موکل
گمان	یقین	مسرف	بخیل	ہار	جیت
گمنام	مشہور	مسرور	مغموم	ہموار	ناہموار
گناہ گار	بے گناہ	مشرق	مغرب	ہنسنا	رونا
گنوار	نادان	مفید	مضر	ہوشیار	غافل
گورا	کالا	موت	حیات	یار	اغیار
لاغر	توانا	موٹا	پتلا	یقین	شک
لذیذ	بدمزہ	نشست	برخاست	یگانہ	بیگانہ
لطافت	کثافت	نشیب	فراز		
لین	دین	نفاست	نجاست		

مرکب توصیفی: وہ مرکب جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے۔ مثلاً ٹھنڈا پانی، گرم روٹی، نیک لڑکا۔ ان جملوں میں ٹھنڈا، گرم اور نیک صفت ہیں۔ پانی، روٹی اور لڑکا موصوف ہیں۔ فارسی زبان میں موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں مثلاً آب گرم، مرد مجاہد۔

مرکب جاری: وہ مرکب ہے جو جار اور مجرور سے مل کر بنے۔ مثلاً اکرم کے ساتھ، ڈبے میں، کراچی سے، لاہور تک۔ ان جملوں میں ساتھ، میں، سے، تک حروف جار ہیں۔

(حروف جار مزید دیکھیں)

حال۔ ذوالحال: جو لفظ فاعل یا مفعول کی حالت کو بیان کرتا ہے حال کہلاتا ہے اور جس اسم

کی حالت بیان کرتا ہے اس کو ذوالحال کہتے ہیں۔ مثلاً مسکراتا ہوا بچہ اس میں مسکراتا ہوا حال اور بچہ ذوالحال ہے۔

مرکب ظرفی: وہ مرکب ہے جو ظرف اور مظروف سے مل کر بنے۔ مثلاً باغ کا پھول، صبح کا وقت۔ ان جملوں میں پھول، وقت مظروف ہیں باغ اور صبح ظرف ہیں۔

عطف بیان ومبین: جب دو اسم اس طرح استعمال کیے جائیں کہ دوسرا اسم پہلے اسم کی کرے وضاحت تو وضاحت کرنے والا اسم عطف بیان کہلاتا ہے اور جس اسم کی وضاحت کرتا ہے اس کو مبین کہا جاتا ہے۔ مثلاً الطاف حسین حالی میں حالی عطف بیان ہے اور الطاف حسین مبین ہے۔

مرکب عددی: وہ مرکب ہے جو عدد اور معدود سے مل کر بنے۔ مثلاً پانچ انگلیاں، دس لڑکے، ان مثالوں میں پانچ، دس عدد ہیں انگلیاں اور لڑکے معدود ہیں۔

مرکب عطفی: وہ مرکب ہے جو معطوف الیہ اور معطوف سے مل کر بنے۔ جیسے انور اور سلطان، قلم اور دوات، مرد اور عورتیں۔

بعض متضاد الفاظ کے ملانے سے مثلاً امیر وغریب (متضاد الفاظ بیان ہو چکے ہیں) بعض مترادف الفاظ کے ملانے سے مثلاً خوش وخرم۔

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آبرو	عزت	پرایا	غیر	حسین	جمیل
آدمی	انسان	تالا	قفل	خفیف	معمولی
آرام	آسائش	تپش	حرارت	خوش	خرم،شاد
آسان	سہل	تحمل	بردباری	خوشخبری	مژدہ
آسمان	فلک	تعریف	توصیف	خوف	ڈر،خطرہ
آس	امید	تقصیر	خطا	دانا	عاقل
آغاز	ابتدا	تلاش	جستجو	دانش مند	عقل مند
اجالا	روشنی	تنہائی	خلوت	دبلا	پتلا،لاغر
اجنبی	ناواقف	تونگر	منعم،امیر	درخت	شجر،پیڑ
احمق	بے وقوف	تیغ	شمشیر	درست	صحیح
استقامت	ثابت قدمی	جام	ساغر،پیالہ	دلیر	دلاور
امر	حکم	جبر	تشدد	دوزخ	جہنم
امیر	مالدار	جدائی	فرقت	دولت	مال،زر
انجمن	بزم	جنگ	لڑائی	دولت مند	سرمایہ دار
اندھیرا	تاریکی	جنم	پیدائش	ذریعہ	وسیلہ
بادشاہ	امیر	جھنڈا	علم،پرچم	ذکر	بیان
باغ	چمن	چاند	ماہتاب	دنیا	عالم
بدن	جسم	چاہت	محبت	راہنما	راہبر
بغض	کینہ	حاجت	ضرورت	رفعت	بلندی
بہادر	شجاع	حاضر	موجود	رنج	ملال،غم
بہشت	جنت	حرکت	جنبش	زبردست	طاقتور
پاگل	دیوانہ	حزن	غم،ملال	زرد	پیلا

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
زوال	انحطاط	عادل	منصف	گوشہ	کونہ
زمین	دھرتی	عاقل	دانا	گمنام	غیرمعروف
سست	کاہل	عداوت	دشمنی، بیر	گنوار	اجڈ
سستا	ارزاں	عدل	انصاف	گہرا	عمیق
سلیس	آسان	عسرت	تنگ دستی	گھٹیا	ادنیٰ
سورج	آفتاب	عیش	عشرت	لاج	شرم
شبہ	شک	غرور	تکبر	لاغر	دبلا
شجاعت	بہادری	غریب	مفلس	لذیذ	مزیدار
شدید	سخت	غمگین	اداس	لطف	مزہ
شراب	بادہ، مے	فائدہ	نفع	لمبا	طویل
شکست	ہار				

جُملہ

جملہ کے دو اجزا ہوتے ہیں۔

مسند: جملے میں جو کچھ کسی شخص یا چیز کی بابت کہا جائے اسے مسند کہتے ہیں۔

مسند الیہ: جملے میں جس شخص یا چیز کی بابت کچھ کہا جاتا ہے اس کو مسند الیہ کہتے ہیں۔

''اکبر لکھتا ہے'' میں ''اکبر'' مسند الیہ اور ''لکھتا ہے'' مسند ہے۔

جُملے کی اقسام

مسند اور مسند الیہ کے لحاظ سے اس کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

جملہ اسمیہ: اس جملے میں مسند الیہ ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ مسند کبھی اسم ہوتا ہے کبھی فعل۔ جس جملے میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں اور اس میں فعل ناقص آئے تو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔

مثلاً ''علم بڑی دولت ہے'' زاہد بیمار ہے۔

پہلے جملے میں علم اور دولت دونوں اسم ہیں جبکہ دوسرے جملے میں زاہد اور بیمار دونوں اسم ہیں۔ جملہ اسمیہ کے مسند الیہ کو ''مبتدا'' اور مسند کو ''خبر'' کہتے ہیں۔ اجزا یہ ہیں۔

1۔ مبتدا 2۔ خبر 3۔ فعل ناقص (جار مجرور متعلقات خبر سے ہوگا)

جملہ فعلیہ: جس جملے میں مسند الیہ اسم ہو اور مسند فعل ہو وہ جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ''انور پڑھتا ہے'' انور مسند الیہ ہے اور مسند ''پڑھتا'' فعل ہے اور ''ہے'' فعل ناقص ہے۔

جملہ فعلیہ کے بھی تین اجزا ہیں۔

1۔فاعل 2۔مفعول 3۔فعل

اگر جملے میں جار مجرور آئے تو وہ متعلقات فعل سے ہوگا۔اس جملے میں فعل ہمیشہ فعل تام ہوتا ہے۔
''انور کتاب پڑھتا ہے'' میں ''انور'' فاعل ''پڑھتا'' فعل اور ''کتاب'' مفعول اور ''ہے'' فعل ناقص ہے۔

ترکیب نحوی کی مثالیں

SYNTHETIC SYNTAX

زید بیمار ہے۔

ہے	فعل ناقص	
زید	مبتدا	جملہ اسمیہ ہوا
بیمار	خبر	

فیاض کا بھائی باغ میں موجود تھا۔

تھا	فعل ناقص		
فیاض	مضاف الیہ		
کا	حرفِ اضافت	مبتدا	
بھائی	مضاف		جملہ اسمیہ ہوا
میں	حرف جار		
باغ	مجرور	متعلق خبر	
موجود	خبر		

ہمارا پاکستان سارے جہان سے زیادہ زرخیز ہے۔

ہے	فعل ناقص		
ہمارا	مضاف الیہ	مبدا	
پاکستان	مضاف		
زیادہ	صفت	خبر	جملہ اسمیہ ہوا۔
زرخیز	موصوف		
سے	حرف جار		
سارے	تاکید	متعلق خبر	
جہاں	موکد		

عادل سبق پڑھتا ہے۔

ہے	فعل ناقص	
پڑھتا	فعل	
عادل	فاعل	جملہ فعلیہ ہوا
سبق	مفعول	

جنگل کے شیر کچھار میں گرج رہے تھے۔

گرج رہے تھے	فعل		
جنگل	مضاف الیہ		
کے	اضافت	فاعل	جملہ فعلیہ ہوا
شیر	مضاف		
میں	حرف جار		
کچھار	مجرور	متعلق فعل	

(تم) زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔

سمجھو	فعل

تم	فاعل (محذوف)		
کو	علامت مفعول		
زبان	مضاف		
خلق	مضاف الیہ	مفعول اول	جملہ فعلیہ ہوا
نقارہ	مضاف		
خدا	مضاف الیہ	مفعول ثانی	

شوکت نے بازار سے نئی کتاب خریدی۔

خریدی	فعل		
شوکت	فاعل		
نے	علامت فاعل		
سے	حرف جار	متعلق فعل	جملہ فعلیہ ہوا
بازار	مجرور		
نئی	صفت		
کتاب	موصوف	مفعول	

معنوں کے لحاظ سے جملے کی اقسام

معنوں کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ جملہ خبریہ   2۔ جملہ انشائیہ

1۔ جملہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس میں بولنے والے یعنی فاعل کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ مثلاً امجد خط لکھتا ہے۔

2۔ جملہ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس میں بولنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ مثلاً ''خط لکھو'' ''قلم کہاں ہے۔''

مرکب جملے

دو یا دو سے زیادہ مفرد جملوں کے ملاپ سے مرکب جملے حاصل ہوتے ہیں۔

1۔ بیانیہ جملہ: وہ جملہ ہے جس میں بیان و مبین دونوں مل کر ایک جملہ بنتے ہیں۔ یہ جملہ فعلیہ کا جزو اور کبھی جملہ اسمیہ کا جزو ہوتا ہے۔ مثلاً

حمید اسلم سے کہتا ہے کہ کل ہم لاہور جائیں گے۔

2۔ جملہ استدراکیہ: وہ جملہ ہے جس میں پہلا جملہ مستدرک منہ ہوتا ہے جو کسی قسم کا شبہ اور ابہام رکھتا ہے دوسرے جملہ کو مستدرک کہتے ہیں جو اس شبہ کو دور کرتا ہے۔ حرف استدراک کے ذریعے یہ دونوں مل کر جملہ استدراکیہ بناتے ہیں۔

گو جوانی میں تھی کج ادائی بہت
پر جوانی ہم کو یاد آئی بہت

جملہ تمثیلیہ: جملہ تمثیلیہ میں دو جملے ہوتے ہیں۔ پہلا جملہ مثل اور دوسرا تمثیل ہوتا ہے حرف تمثیل کے ذریعے ملے ہوتے ہیں۔ مثلاً

اسلم کو کتنا ہی سمجھاؤ وہ تمہاری بات نہیں مانے گا۔

لیتے ہیں ثمر شاخ ثمر کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

دعائیہ جملہ: وہ جملہ جس میں دعا پائی جاتی ہے۔ دعا چاہے نیک ہو یا بد، ایسا جملہ دعائیہ کہلائے گا۔ مثلاً خدا تمہیں کسی کا محتاج نہ کرے یا خدا تمہیں غارت کرے۔

خدا کرے تم جیو ہزار برس
ہر برس کے دن ہوں دس ہزار

شرطیہ جملہ: وہ جملہ جس کے پہلے حصے میں شرط اور دوسرے حصے میں جزا ہو۔ شرطیہ

کے شروع میں ''اگر'' حرف شرط اور حرف جزا ''تو'' جملہ کے شروع میں آتا ہے بعض دفعہ حذف بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً

اگر محنت کرو گے تو پاس ہو جاؤ گے۔

اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑیں گے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

جملۂ قسمیہ: وہ جملہ جس میں مقسم اور قسم بہ آئیں۔ اس میں ایک جملہ قسم اور مقسم بہ کے بعد آتا ہے اور مطلب پورا کرتا ہے۔

خدا کی قسم، یہ سیب میں نے نہیں کھایا۔

خدا کی قسم میں جھکا دوں گا گردن
جو تیغ جفا کا تیری وار ہو گا

جملۂ معترضہ: ایسا جملہ جو کسی دوسرے جملہ کے اول یا درمیان یا آخر میں آئے اور اصلی جملہ کے مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ اگر اس زاید جملہ کو نہ بھی ڈالیں تو پھر بھی کلام میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جملۂ معترضہ کہلاتا ہے۔

سلطان (خدا جنت نصیب کرے) بڑا مہربان آدمی تھا ۔

رہا گر کوئی تاقیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت

جملۂ معطوفہ: وہ جملہ ہے جس میں حرف عطف آئے خواہ وہ مذکور ہو یا محذوف، حرف عطف سے پہلے جو جملہ آتا ہے اسے معطوف علیہ اور جو بعد میں آتا ہے وہ معطوف کہلاتا ہے۔

مثلاً حمید بیٹھا ہے اور انور کھڑا ہے۔

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

جملۂ معللہ: دو جملوں کا مرکب ہوتا ہے جس سے پہلے جملہ کو معلول اور

دوسرے کو علت کہتے ہیں۔ کبھی حرف علت محذوف ہوتا ہے اور کبھی حرف علت موجود ہوتا ہے۔ مثلاً

علم حاصل کرو، علم ہی دولت ہے۔

مجھے اے ہم نشین رہنے دے شغل سینہ کاری میں
کہ میں داغ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

جملۂ مقولہ: وہ جملہ جس میں کسی کے قول کو دہرایا جائے چاہے وہ عام لوگوں کا قول ہو یا کسی کا قول زرّیں۔ مثلاً

اس نے کہا "آج میں لاہور جاؤں گا"
بزرگوں نے کیا خوب کہا "حرکت میں برکت ہے"

جملۂ مندوبہ: وہ جملہ ہے جس میں ندبہ اور مندوب مل کر جملہ فعلیہ کے قائم مقام ہوتے ہیں اور اس کے بعد جو جملہ آتا ہے اسے جواب ندبہ کہتے ہیں۔ ان دونوں سے مل کر جملۂ مندوبہ بنتا ہے۔

مثلاً ہائے اسلم تو کدھر چلا گیا

اقبال ۔

چل بسا داغ آہ میت اس کی زیب دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے

جملۂ ندائیہ: وہ جملہ جس میں ندا اور منادی ہوں۔ ایک جملہ ندا اور منادی کے بعد آتا ہے اور مطلب پورا کرتا ہے اسے جواب ندبہ کہتے ہیں اور جواب مل کر جملہ ندائیہ ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہم تیری رحمت کے طلب گار ہیں۔

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا

باب سوم

علم بیان

علم بیان

علم بیان ان قاعدوں اور ضابطوں کا نام ہے جن کے ذریعے سے ایک بات کو معنی کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے ادا کیا جا سکے اور اس سے بیان موثر اور دلنشین ہو اور اسلوب میں ندرت پیدا ہو۔

علم بیان میں چار چیزوں سے بحث کی جاتی ہے۔

1۔تشبیہ 2۔استعارہ 3۔مجاز مرسل 5۔کنایہ

تشبیہ (SIMILE)

تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری کے مانند قرار دینے کے ہیں۔
علم بیان کی رو سے جب ایک چیز کو کسی مشترک خصوصیت کی بنا پر دوسری چیز کی مانند قرار دیا جائے جب کہ وہ دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً ''چشمے کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہے''۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے

ارکان تشبیہ

ارکان تشبیہ چار ہیں مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ اور حرف شبہ

مشبہ: جس چیز کو تشبیہ دی جائے وہ مشبہ کہلاتی ہے۔

مشبہ بہ: جس سے تشبیہ دی جائے وہ ''مشبہ بہ'' کہلاتی ہے۔

وجہ شبہ: جس صفت کی بنا پر تشبیہ دی جائے اسے وجہ شبہ کہتے ہیں۔

حرف تشبیہ: جس لفظ سے تشبیہ دی جائے وہ حرف تشبیہ کہلاتا ہے۔

ذیل کے شعر میں چاروں ارکان موجود ہیں۔

اتنے کم ظرف نہیں ہم کہ بہکتے جاویں
گل کی مانند جدھر جاویں مہکتے جاویں

اس میں ''ہم'' مشبہ ''گل'' مشبہ بہ ''مہکنا'' وجہ شبہ اور مانند حرف شبہ ہے اور اس تشبیہ کو تشبیہ مطلق کہیں گے۔

تشبیہ کی اقسام

تشبیہ مفصل: جس میں تمام ارکان تشبیہ موجود ہوں۔ مثلاً ''اس کی زلف موج دریا کی طرح ہے'' یا پھر احسن کا شعر ہے۔

جو بھی سنتا ہے وہ دل تھام کے رہ جاتا ہے
شعرِ غمناک بھی اک نالہ دل گیر تو ہے

اس شعر میں شعرِ غمناک کو نالہ دل گیر سے تشبیہ دی گئی ہے

تشبیہ مجمل: جس تشبیہ میں ''وجہ شبہ'' مذکورہ نہ ہو۔

چال جیسے کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کے جا کرے کوئی

شاعر نے محبوب کی چال کو کڑی کمان کے تیر سے تشبیہ دی لیکن وجہ کا ذکر نہیں۔

تشبیہ قریب: جس تشبیہ میں وجہ شبہ آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہو اسے وجہ تشبیہ قریب کہتے ہیں۔ ؎

جگنو کی روشنی ہے کاشانہ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

اس شعر میں جگنو کو شمع سے تشبیہ دی گئی اور وجہ شبہ روشنی پھیلانا ہے۔

تشبیہ بعید: وہ تشبیہ جس کی وجہ شبہ کافی غور وخوض کے بعد سمجھ میں آئے۔ ؎

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(میر درد)

تشبیہ جمع: جس تشبیہ میں مشبہ ایک اور مشبہ بہ ایک سے زیادہ ہوں اسے تشبیہ مشبہ بہ کہتے ہیں۔ ؎

میں نے پوچھا زندگی کیا ہے
ہنس دیے پھول، رو پڑی شبنم

تشبیہ مفروق: جس تشبیہ میں ہر مشبہ کے ساتھ مشبہ بہ کا ذکر آئے تشبیہ مفروق کہلاتی ہے۔ مثلاً ؎

اچھا ہے نہیں آئے وہ دھوپ کی گرمی میں
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

اس شعر میں قامت مشبہ اور قیامت مشبہ بہ اور سایہ مشبہ اور بلا مشبہ بہ ہیں۔

تشبیہ ملفوف: اس تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں متعدد ہوتے ہیں۔ ترتیب میں مشبہ ایک ساتھ آئے اور مشبہ بہ ایک ساتھ۔ مثلاً ؎

ایک سب آگ، ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

آنکھ کو پانی اور دل کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن دونوں مشبہ اور مشبہ بہ ساتھ ساتھ ہیں۔

تشبیہ مرسل: جس تشبیہ میں حرف تشبیہ مذکور ہو وہ تشبیہ مرسل کہلاتی ہے۔ مثلاً

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

(میر)

اس شعر میں حرف تشبیہ ''سی'' مذکور ہے اس کے علاوہ ذیل کے حرف بھی اس تشبیہ میں آتے ہیں۔

مثلاً سا، سے، طرح، جیسا، جیسی، گویا، مانند، مثل، صورت، شکل، جوں، جیسے وغیرہ۔

تشبیہ موکد: وہ تشبیہ ہے جس میں حرف تشبیہ مذکور نہ ہو مثلاً

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا!

(میر)

اس میں شاعر نے دل کو نگر یعنی بستی سے تشبیہ دی ہے لیکن حرف تشبیہ موجود نہیں ہے۔

تشبیہ تسوید: مشبہ ایک سے زیادہ ہوں اور مشبہ بہ ایک ہو مثلاً

بدن کو، جان کو، دل کو، جگر کو آگ لگی
غم فراق، میرے گھر کے گھر کو، آگ لگی

(حسرت)

اس میں شاعر نے اپنے بدن، جان، دل اور جگر کو آگ سے تشبیہ دی ہے۔

تشبیہ مضمر: یہ تشبیہ پوشیدہ ہوتی ہے اور بظاہر معلوم نہیں ہوتی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والے نے پوشیدہ تشبیہ دی ہے۔ مثلاً

اپنی تصویر پہ نازاں ہو؟ تمہارا کیا ہے!
آنکھ نرگس کی، دہن غنچے کا، حیرت میری

اس شعر میں شاعر نے نہایت لطیف پیرائے میں محبوب کی آنکھ کو نرگس سے اور دہن کو غنچے سے تشبیہ دے دی مگر یہ بالکل پوشیدہ ہے اور بظاہر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ شاعر تشبیہ دے رہا ہے۔

استعارہ (METAPHORE)

استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینا ہے اور اصطلاح میں ''جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق موجود ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں''۔

مثلاً زید شیر ہے۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

شاعر نے حضرت عباس کو شیر سے تشبیہ دی ہے جو کہ واضح طور پر استعارہ ہے اور حرف تشبیہ نہیں پایا جاتا۔

ارکان استعارہ

استعارہ کے ارکان کی تعداد چار ہے مستعار لہ، مستعار منہ، مستعار، وجہ جامع

ا۔ مستعار لہ: وہ شخص یا چیز جس کے لیے کوئی لفظ مستعار لیا گیا ہو۔

ب۔ مستعار منہ: وہ شخص یا چیز جس سے لفظ مستعار لیا گیا ہو

ج۔ مستعار: وہ لفظ جو مستعار لیا گیا ہو۔

د۔ وجہ جامع: جس صفت کی بنا پر کوئی لفظ مستعار لیا گیا ہو۔

خدا ترا، بت ناداں، دراز سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل، خدا وہ دن تو کرے

استعارے کی مشہور اقسام

استعارہ اصلیہ: اس میں مستعار منہ اسم ہوتا ہے۔

بتوں پہ جا کے دل مبتلا نہیں آتا
پکارتا ہوں تو کہتا ہے جا نہیں آتا

(میر)

اس شعر میں بت مستعار منہ ہے اور محبوب مستعار لہ ہے۔ مستعار منہ "بت" اسم ہے۔

استعارہ تبعیہ: کبھی کبھی اسم کے بجائے فعل استعمال ہو جاتا ہے۔ مثلاً

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
اب آئی سحر ہونے کو، ظالم کہیں مر بھی

"مر" فعل ہے اور سونے کے لیے استعارہ استعمال ہوا ہے۔ مر مستعار منہ اور سونا مستعار لہ ہے۔

استعارہ مطلقہ: وہ استعارہ جس میں طرفینِ استعارہ سے نسبت رکھنے والی کسی بات کا ذکر نہ ہو۔ مثلاً

بڑھتے تو کبھی صورت شمشیر نہ رکتے
غصے میں کسی طور سے وہ شیر نہ رکتے

آدمی کو شیر سے استعارہ کیا ہے۔ مگر مناسبات کا ذکر نہیں۔

استعارہ مجردہ: اس میں مستعار لہ سے نسبت رکھنے والی کوئی بات مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً

اقرار ہے صاف آپ کے انکار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس مے خوار سے ظاہر

نرگس سے مراد آنکھ ہے اور مے خواری اسی کے مناسبات سے ہے۔

استعارہ مرشحہ: اگر استعارہ میں مستعار منہ کے مناسبات کا ذکر ہو تو اسے استعارہ مرشحہ کہتے ہیں۔ مثلاً

یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
(اقبال)

یہاں کلی مستعار منہ اور (فاطمہ) مستعار لہ ہے اور گلستان خزاں کا مستعار منہ سے نسبت ہے۔

استعارہ تمثیلیہ: جس استعارے میں وجہ جامع کے طور پر کوئی کہاوت یا مثل بیان کی جائے۔ مثلاً ۔

مونگ چھاتی پر جو دلتے ہیں کسی کی دیکھنا
جوتیوں میں دال ان کی اے ظفر بٹ جائے گی

چھاتی پر مونگ دلنا اور جوتیوں میں دال بٹنا تمثیلیہ استعارے ہیں۔

استعارہ بالتصریح: جس میں مستعار بیان ہو کر مستعار لہ مراد ہو اسے استعارہ بالتصریح کہا جاتا ہے۔ مثلاً ۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

استعارہ بالکنایہ: اس میں مستعار لہ موجود ہوتا ہے۔ مستعار منہ موجود نہیں ہوتا لیکن کوئی نہ کوئی اشارہ موجود ہوتا ہے جس سے استعارہ فوراً سمجھ میں آ جاتا ہے۔ مثلاً ۔

نگاہ یار نے اک دم میں دو ٹکڑے کیے دل کے
نہ دیکھا ہم نے کاٹ ایسا کسی شمشیر براں کا

نگاہ کو تلوار سے تشبیہ دی اور پھر تلوار کی خصوصیت کو اس کے لیے ثابت کیا۔

استعارہ وفاقیہ: وہ استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ کی خصوصیات کا یکجا ہونا ممکن ہو۔ مثلاً ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اسی طرح غالب کا شعر ہے۔

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

آدمی اور انسان مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں خصوصیات یکجا ہیں۔

استعارہ عنادیہ: استعارہ وفاقیہ کا الٹ ہے۔ عناد کے معنی دشمنی کے ہیں۔ اس میں دو متضاد صفات یا خصوصیات پائی جاتی ہیں مثلاً قائداعظم زندہ باد میں زندہ اور باد دونوں متضاد ہیں۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(غالب)

زود پشیماں مستعار منہ ہے اور پشیماں ہونے والا مستعار لہ ہے جلدی پشیماں اور دیر بعد پشیماں ہونے میں تضاد ہے۔ دو خصوصیات بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ استعارہ عنادیہ ہے۔

استعارہ تخیلیہ: استعارہ بالکنایہ میں مستعار منہ کی خصوصیات یا لوازم مستعار لہ میں ثابت ہوں تو اسے استعارہ تخیلیہ کہا جاتا ہے۔

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار
جو مری کوتاہی قسمت سے مژگاں ہو گئیں

(غالب)

O

مجاز مرسل (SYNEC DOCHE)

استعارہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوتے لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق پایا جائے تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں مثلاً ''روٹی کا مسئلہ بہت اہم ہے'' اس میں ایک روٹی مراد نہیں بلکہ روزگار مراد ہے تشبیہ کے علاوہ یہ تعلق کئی طرح ہو سکتا ہے۔
مثلاً

جز بول کر کل مراد لینا: اس نے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں۔ انگلیاں نہیں رکھیں بلکہ ایک کان میں ایک انگلی کی ایک پور رکھی ہے۔ اسی طرح

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے

''قل'' مجازی معنوں میں استعمال ہوا۔ اس قل سے مراد سورہ اخلاص نہیں بلکہ سورہ فاتحہ اور تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھنا ہے۔ یہاں قل ان کا جزو ہے جسے بول کر کل مراد لیا ہے۔

کل بول کر جزو مراد لینا: جو لفظ کل کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے جزو کے معنی میں استعمال کرنا۔ ''میں نے قلم بازار سے خریدا''۔ بازار سے نہیں بلکہ ایک دکان سے۔

اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

یہاں بازار سے مراد دکان ہے کل بول کر جزو مراد لیا ہے۔

سبب بول کر مسبب مراد لینا: مثلاً ''بادل خوب برسا'' بادل نہیں بلکہ بارش برسی اور بادل بارش کا سبب تھا۔

پانی تھا آگ، گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

یہاں آگ گرمی کا سبب ہے۔

مسبب بول کر سبب مراد لینا: مثلاً ''چولہا جل رہا ہے'' اس سے مراد چولہے میں ایندھن جل رہا ہے مراد ہے۔

اس قدر کھایا تری فرقت میں غم
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے

بیزاری سبب میں لفظ سیر سبب استعمال ہوا ہے۔

ظرف بول کر مظروف مراد لینا: مثلاً فوارہ ابل رہا ہے۔ فوارہ سے مراد پانی ہے فوارہ ظرف ہے اور پانی مظروف ہے۔

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اچھلتا ہی رہا

مظروف بول کر ظرف مراد لینا: ''سالن ڈھانپ دو'' سے مراد سالن کا برتن ہے۔ مظروف بول کر ظرف مراد لیا ہے۔

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

عشق سے مراد صاحب عشق یعنی عاشق

آلہ بول کر وہ چیز مراد لینا جس سے وہ آلہ بنا ہو۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

یہاں زبان آلہ ہے لیکن مراد بولی ہے جو منہ والی زبان (آلہ) سے بولی جاتی ہے۔

ماضی کی حالت سے موجودہ حالت مراد لینا:

الٰہی کیا کیا تو نے عالم میں تلاطم ہے
غضب کی ایک مشت خاک زیر آسماں رکھ دی

(اصغر گونڈوی)

مستقبل کو موجودہ حالت سے تعبیر کرنا: مثلاً زیر تربیت ڈاکٹر کو ڈاکٹر صاحب کہنا۔

بیزار ہیں سب ایک بھی شفقت نہیں کرتا
سچ ہے کوئی مردے سے محبت نہیں کرتا

یہ قول حضرت فاطمہ صغریٰ کا ہے جو بیمار تھیں انہوں نے خود کو مردہ کہا۔

تضاد کا علاقہ: بخیل کو حاتم کہنا یا احمق کو افلاطون ۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

یہاں زود پشیماں سے مراد دیر پشیماں ہے۔

کنایہ (INSINUATION)

کنایہ کے لغوی معنی اشارہ کے ہیں۔
اگر کوئی لفظ مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہوں تو اسے کنایہ کہتے ہیں۔

کنایہ کی قسمیں

کنایہ کی مشہور قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔
1۔کنایہ قریب 2۔کنایہ بعید 3۔تلویح 4۔رمز 5۔ایما 6۔تعریض
7۔کنایہ اثبات 8۔کنایہ نفی

کنایہ قریب: موصوف کی کسی صفت کا یوں اظہار کیا جائے کہ اس مخصوص صفت کی طرف انسان کا ذہن فوراً منتقل ہو جائے اور زیادہ غور و فکر نہ کرنا پڑے یہاں موصوف اور صفت کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو۔ مثلاً ؎

ہے دوش محمد کا مکیں خانہ زین پر
اس ناز سے رکھتا ہی نہیں پاؤں زمین پر

(انیس)

''دوش کا مکیں'' حضرت امام حسینؓ کی طرف اشارہ ہے۔
کنایہ بعید: وہ کنایہ جو فوراً سمجھ میں نہ آئے بلکہ کچھ غور و فکر کرنا پڑے۔ بالعموم صفات بیان کر دی جاتی ہیں لہٰذا اس چیز تک پہنچنا آسان ہوتا ہے۔ مثلاً ؎

مطبخ ہے سرد آگ کا اس میں نہیں نام
بچے ہوائے گرم سے بے تاب ہیں تمام

مطبخ کے سرد ہونے سے مراد کنجوس ہونا ہے۔ کنجوسی کی طرف اشارہ ہے۔

تلویح: تلویح کے لفظی معنی دور سے اشارہ کرنے کے ہیں۔ جس کنایے میں صفت سے موصوف تک پہنچنے میں متعدد واسطوں سے گزرنا پڑے تو اس کنایے کو تلویح کہتے ہیں۔

الغرض مطبخ اس گھرانے کا
رشک ہے آبدار خانے کا

(سودا)

باورچی خانہ برف کے سٹور کی طرح ٹھنڈا رہتا ہے یعنی کھانا نہیں پکتا یعنی کنجوس ہے۔

رمز: اگر کنایے میں واسطے تو زیادہ نہ ہوں لیکن ان میں پوشیدگی ہو تو اسے رمز کہتے ہیں۔

کچھ کرو فکر اس دوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی

(میر)

''بہار کی آمد'' کنایہ ہے جنون کی زیادتی سے بہار سے جنون میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایما: ایما کے لفظی معنی اشارہ کرنے کے ہیں یہ وہ کنایہ ہے جس میں نہ واسطے زیادہ ہوں اور نہ ان میں پوشیدگی ہو مثلاً سفید ریش سے مراد بوڑھا آدمی ہے۔ یہ کنایہ قریب ہی کا دوسرا نام ہے۔

تعریض: اشاروں اور کنایوں میں کسی عیب کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ موصوف کا ذکر نہ ہو لیکن اس کی صفات کسی دوسرے شخص سے منسوب کر کے اس طرح بیان کی جائیں کہ ذہن مدعا تک پہنچ جائے۔ کنایہ تعریض میں ذکر کسی اور کا ہوتا ہے لیکن مراد کوئی اور ہوتا ہے۔ عام طور پر طنز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

بدنام بھی جھوٹے بھی ہمیں ہیں بے شک
ہم ستم کرتے ہیں اور آپ کرم کرتے ہیں

شاعر اس شعر میں اپنے آپ کو برا کہتا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا اعتراض محبوب پر ہے وہ کنایے میں یہ سب کچھ محبوب کو کہہ رہا ہے۔

کنایہ اثبات: کنایہ اثبات وہ ہے جس میں کسی صفت کو موصوف کے لیے ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید کچھ نہ رہے
دامن کے چاک اور گریبان کے چاک میں

(میر)

دامن اور گریبان کے چاک میں فاصلہ نہ رہنا کنایہ ہے۔ دامن اور گریبان موصوف اور فاصلہ نہ رہنا یعنی پھٹ جانا صفت ہے۔

کنایہ نفی: جس کنایے سے صفت کی نفی کسی موصوف کے لیے مقصود ہوا سے کنایہ نفی کہتے ہیں۔

غرض، عیب اپنے بیاں کیجیے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا

(حالی)

''آوے کا آوا بگڑا ہے'' مطلب پوری قوم خراب ہے اور یہ کنایہ ہے کہ اس ایک کا کیا کہنا بلکہ پوری کی پوری قوم بگڑی ہوئی ہے۔ اکیلے کا قصور نہیں پوری قوم ہی ایسی ہے۔

تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ میں فرق

تشبیہ میں کسی چیز کو دوسرے کی مانند قرار دیا جاتا ہے لیکن استعارے میں ایک چیز کو بعینہ دوسری چیز فرض کر لیا جاتا ہے۔ تشبیہ ابتدائی شکل ہے اور استعارہ بلیغ ترین صورت ہے۔ تشبیہ اور استعارہ میں فرق حقیقت اور مجاز کا ہے۔

مجاز مرسل اور استعارے میں بھی فرق ہے۔ استعارہ میں کوئی لفظ حقیقی معنوں کے بجائے

مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا علاقہ موجود ہوتا ہے جب
کہ مجاز مرسل میں لفظ مجازی معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا
تعلق موجود نہیں ہوتا۔ یہاں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق پایا جاتا ہے۔

مجاز مرسل اور کنایے میں بھی فرق ہے۔ کنایہ میں حقیقی اور مجازی دونوں معنی مراد لیے
جا سکتے ہیں۔ جب کہ مرسل میں حقیقی معنی مراد نہیں لیے جا سکتے۔ صرف مجازی معنی ہی مراد
ہوں گے۔

باب چہارم
علم بدیع

علم بدیع

بدیع کے معنی ''اچھوتے'' اور ''نادر'' کے ہیں۔ اس کے ذریعے کلام میں اچھوتا پن پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ کلام کی آرائش وزیبائش ہے۔ اس سے کلام کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے اور کلام مزین ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں بدیع اس علم کا نام ہے۔ جس میں صنائع معنوی و لفظی بیان کی جاتی ہیں اور یہ صنائع تزئین کلام کا باعث بنتی ہیں۔

صنائع اصل میں صنعت کی جمع ہے اس کے معنی ہنر، کاری گری اور مہارت کے ہیں۔ اگر لفظوں سے کلام کی آرائش وزیبائش کرنی ہو اور کلام کی شان وشوکت بڑھانی ہو تو اسے صنائع لفظی کہیں گے اور اگر معنوں میں خوبی پیدا کر کے کلام کی خوبصورتی اور تاثیر میں اضافہ کرنا ہو تو اسے صنائع معنوی کہیں گے۔

صنائع معنوی

1۔صنعت تضاد(ANTITHESIS): کلام میں دو یا دو سے زیادہ ایسے الفاظ لانا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔

گاہ مرتا ہوں گاہ جیتا ہوں
آنا جانا ترا قیامت ہے

(جرات)

اس صنعت کی دو قسمیں ہیں صنعت سلبی اور صنعت ایجابی۔

صنعت ایجابی: صنعت ایجابی اسے کہتے ہیں جس کے الفاظ متضاد کے ساتھ حرف نفی نہ ہو۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

صنعت سلبی اسے کہتے ہیں جس کے متضاد کے ساتھ حرف نفی آئے۔

جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

(انیس)

صنعت ایہام (EQUIVOCATION): ایہام کے لفظی معنی وہم میں ڈالنا کے ہیں۔ اصطلاح میں کلام میں ایسا لفظ لانا جس کے دو معنی ہوں، ایک معنی قریب کے اور دوسرے معنی بعید کے۔ کلام سننے سے قریب کے معنی سمجھ میں آتے ہیں اور غور کرنے سے دور کے معنی۔

شب جو مسجد میں جا پھنسے مومن
رات کاٹی خدا خدا کر کے

''خدا خدا کر کے'' کا قریبی مفہوم تو خدا کو یاد کرنا ہے لیکن بعید کے معنوں میں ''بڑی مشکل سے رات گزارنا'' مراد ہے۔ اس شعر میں صنعت ایہام ہے۔

صنعت جمع: کلام میں کئی چیزوں کا جمع کر دینا اور پھر انہیں کسی خصوصیت کی بنا پر ایک بات یا حکم کے تحت لانا۔ مثلاً

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

بوئے گل، نالۂ دل اور دودِ چراغ تینوں کو ''پریشانی'' کے تحت لایا گیا ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

ہم، تم اور میر کو ایک صنعت ''زلف کی اسیری'' کے تحت لایا گیا ہے۔

صنعت تفریق (SEPARATION): ایک ہی قسم کی دو چیزوں میں فرق ظاہر کرنا صنعت تفریق ہے۔

تجھ کو مسجد ہے مجھ کو مے خانہ
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

دو متضاد چیزیں مسجد اور میخانہ قسمت کے تحت لا کر فرق واضح کیا گیا ہے۔

صنعت جمع و تفریق: یہ صنعت جمع اور تفریق کا مجموعہ ہے چند چیزوں کو ایک حکم کے تحت جمع کر کے پھر فرق واضح کیا ہے۔ مثلاً ؎

دل و مسجد ہیں دونوں گھر خدا کے پر فرق یہ ہے
وہ تعمیر اس کے ہاتھوں کی یہ تعمیر اپنے ہاتھوں کی

صنعت جمع و تقسیم: یہ صنعت جمع اور تقسیم کا مجموعہ ہے۔ پہلے چند چیزوں کو ایک حکم کے تحت جمع کیا اور پھر الگ سے منسوب کر دیا۔ ؎

جان پر صدمہ، جگر میں درد، دل کا حال زار
گھر کا گھر بیمار ہے کس کے پرستاروں میں ہوں

بیماری میں سب گھر والوں کو جمع کیا اور ہر ایک کی الگ بیماری بتا کر تقسیم کر دیا۔

صنعت جمع و تفریق و تقسیم: جمع، تفریق اور تقسیم تینوں صنعتوں کا مجموعہ ہے۔ ؎

نکلا ادھر سے جو وہ اجل کا شکار تھا
پیدل ہو یا سوار یہ دو اور وہ چار تھا

''اجل کا شکار ہونے'' کے لحاظ سے سب کو جمع کیا اور پھر پیدل اور سوار کی تفریق پیدا کی پھر دو چار کہہ کر پیدل اور سوار میں تقسیم کر دیا۔

صنعت مبالغہ (HYPERBOLE): اس صنعت میں موصوف کے کسی وصف کو اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے جو کہ ناممکن حد تک ہوتا ہے اور اسے مبالغہ کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں تبلیغ، اغراق اور غلو۔

تبلیغ سے مراد اتنا گھٹانا یا بڑھانا جو فی الواقعہ ایسا نہ ہو لیکن عقل اور عادت کے نزدیک ممکن ہو۔ مثلاً ؎

وعدۂ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح
وہ اسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

اغراق وہ مبالغہ ہے جو عقل کی رو سے ممکن معلوم ہو مگر عادتاً ممکن نہ ہو۔ مثلاً ۔

اب یہ حالت ہے کہ ان سا بے درد
میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

بیدرد دشمن ہو اور بچنے کی دعا مانگے عادتاً محال ہے عقلاً ممکن ہے۔

غلو وہ مبالغہ ہے جو عقل اور عادت دونوں کی رو سے ممکن نہ ہو مثلاً ۔

ہم رونے پہ آ جائیں تو دریا ہی بہا دیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

صنعت حسن تحلیل (POETICAL AETIOLOGY): یعنی کسی چیز کی کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو حقیقت میں اس کی علت نہ ہو اس کی چار صورتیں ہیں۔

1۔ جو علت بتائی جائے وہ دراصل علت نہ ہو لیکن اصل علت ظاہر ہو۔ مثلاً ۔

پیاسی جو تھی سپاہ خدا تین رات کی
ساحل سے سر پٹکتی تھیں موجیں فرات کی

بقول شاعر فرات کی موجیں سر پٹکتی تھیں کہ سپاہ پیاسی تھی لیکن اصل وجہ ظاہر ہے۔ ہوا کی وجہ سے موجیں ساحل سے ٹکراتی تھیں۔

2۔ جو علت بتائی جائے وہ اصل علت نہ ہو مگر اصل علت ظاہر بھی نہ ہو۔ مثلاً ۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

(غالب)

حسن فنا نہیں ہوتا مرنے کے بعد گل و لالہ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ علت درست نہیں لیکن اصل علت بھی ہمیں معلوم نہیں۔

3۔ بیان کردہ علت کا موجود ہونا ممکن نظر آتا ہے۔ مثلاً ۔

زیر زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

پھول کا زیرہ سونے سے مشابہ ہے یہ علت بظاہر ممکن نظر آتی ہے۔ لیکن اصل علت معلوم نہیں۔

4۔ بیان کردہ علت کا موجود ہونا ناممکن نظر آئے۔ مثلاً

بے سبب زلزلہ عالم میں نہیں آتا ہے
کوئی بے تاب تہ خاک تڑپتا ہو گا

صنعت مراعات النظیر (THE OBSERVANCE OF THE SIMILAR):

مراعات کے معنی ملحوظ رکھنا اور نظیر کے معنی مثال کے ہیں۔ اس میں مماثل کی نسبت ہوتی ہے تضاد کی نہیں ہوتی۔ اسے صنعت تناسب بھی کہتے ہیں۔

خط بڑھا، زلفیں بڑھیں، کاکل بڑھے، گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

خط، گیسو، زلفیں، کاکل بڑھنا اصل میں بالوں کا بڑھنا ہے ان سب میں ایک ہی نسبت ہے۔

صنعت لف ونشر (FOLDING AND UNFOLDING): لف کے معنی لپیٹنا اور نشر کے معنی پھیلانا ہیں۔ وہ صنعت جس میں چند چیزوں کا ذکر کیا جائے اور پھر ان کے مناسبات کو بلا تعین بیان کیا جائے۔ اگر لف اور نشر میں ترتیب ہو تو ورنہ غیر مرتب ہوں گے۔

ا۔ لف ونشر مرتب: جس ترتیب سے لف بیان ہو اسی ترتیب سے نشر لانا۔ مثلاً

ترے رخسار وقد و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

رخسار کی نسبت سے گل، قد کی نسبت سے سرو اور چشم کی نسبت سے نرگس۔

ب۔ لف ونشر غیر مرتب: ترتیب میں فرق ہو تو لف ونشر غیر مرتب ہوگا۔ مثلاً

باغ میں جا کر تو نے ظالم حسن سے قد اور عارض کے
گل اور بلبل سرو اور قمری کا ہے کام تمام کیا

قد کی نسبت سے سرو وقمری اور عارض کی نسبت سے گل اور بلبل ہے مگر ترتیب الٹ ہے اسی طرح۔

ایک سب آگ، ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

(میر)

آگ سے دل کی نسبت اور پانی کی دیدہ کی نسبت ہے ترتیب الٹ ہے۔

صنعت تلمیح (ALLUSION): کلام میں کسی آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی، مشہور تاریخی واقعہ یا علمی اصطلاح کو کلام میں لانا تلمیح کہلاتا ہے۔

قرآنی تلمیح:

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

(اقبال)

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

(اقبال)

تاریخی تلمیح:

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

(غالب)

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(اقبال)

صنعت عکس: کلام کو یا کلام کے کسی حصے کو آگے پیچھے کر کے دوسرا فقرہ یا مصرع اس طرح بنانا کہ کلام میں خاص طرح کے معنی پیدا ہوں۔

ہم اور غیر دونوں یک جا باہم نہ ہوں گے
ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے وہ ہوں گے ہم نہ ہوں گے

اقبال کا شعر ہے۔

پسند اس کو تکرار کی خو نہیں
کہ تو میں نہیں اور میں تو نہیں

صنعت تجاہل عارفانہ: کلام میں لطافت پیدا کرنے کی غرض سے کسی چیز کا علم ہونے کے باوجود بے خبری ظاہر کرنا۔ اس سے کسی کی تعریف میں مبالغہ مقصود ہوتا ہے۔

صنم کہتے ہیں تیری بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف ہے کدھر ہے

(جرأت)

صنعت تاکید المدح بمایشبہ الذم: ایسے لفظوں میں تعریف کرنا جو ہجو سے مشابہت رکھتے ہوں۔

بے مہریٔ افلاک سے گو خاک بسر ہوں
ہاں عیب بڑا یہ ہے کہ میں اہل ہنر ہوں

صنعت تاکید الذم بمایشبہ المدح: ایسے الفاظ میں ہجو کرنا کہ تعریف سے مشابہت رکھتے ہوں۔

اسیران قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہیں
کسی کو ذبح کرتے ہیں کسی کے پر کترتے ہیں

صنعت رجوع: پہلے کسی کی صفت بیان کرنا اور پھر اس صفت کو باطل کر کے اور کوئی صفت بیان کرنا جو پہلی صفت سے بہتر ہو۔

وہ آنکھیں کہ آہو پہ جادو چلائیں
نہ آہو پہ، جادو پہ جادو چلائیں

غیر معروف صنعتیں

صنعت تضاد: اس صنعت میں رنگوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور کم از کم دو رنگوں کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ہوا لڑکی پہ اپنی وہ لال پیلا
بنا رنگ بدن بھی غم سے نیلا

صنعت توریہ: توریہ کے معانی چھپانے کے ہیں۔ یعنی ایسا لفظ استعمال کرنا جو ذو معنی ہو اور دونوں معنی مفید ہوں۔

دیکھنا منہ لال ہو جائیں گے کس کس کے ابھی
سامنے میرے جو برگ سبز یاں تو نے دیا

صنعت تشابہ الاطراف: یعنی دونوں مصرعوں کے اطراف میں تشابہ ہو ابتدائے کلام اور انتہائے کلام میں باہم مشابہت و مناسبت ہو۔

وہ درگزر کرے گا شفاعت کریں گے وہ
اللہ رے ہے کام پیمبر سے ہے غرض

صنعت تقسیم: اول چند چیزوں کا ذکر کیا جائے اور پھر تعین کے ساتھ ان کے مناسبات بیان کیے جائیں۔

نفس امارہ اور دیو مرید
یہ ہے افعی تو وہ ہے کلب عقور

صنعت سوال و جواب: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یعنی شعر میں سوال بھی ہو اور جواب بھی۔

پوچھا کہ طلب کہا قناعت
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت

صنعت مقابلہ: اس کا تعلق صنعت تضاد سے ہے۔ فرق صنعت تضاد اور مقابلہ میں یہ ہے

کہ اس میں ایک لفظ ایک کا ضد ہوتا ہے اس میں کم از کم دو لفظ دو کے ضد ہوتے ہیں۔

صنعت تحمل الضدین توجیہہ (DOUBLE FACEDNESS): ایسا کلام کہنا جس سے دو مطلب نکل سکتے ہوں۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

صنعت مشاکلہ: دو معنی اس طرح بیان کیے جائیں کہ پہلے معنی کے کسی لفظ کی رعایت سے دوسرے معنی کے لیے مناسب لفظ استعمال ہو۔

میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

صنعت مزاوجہ: یعنی دو معنی شرط اور جزا کے ساتھ ساتھ واقع ہوں۔

آہ کیجیے تو آن جاتی ہے
اور نہ کیجیے تو جان جاتی ہے

صنعت تعجب: یعنی کسی بات پر تعجب کرنا بشرطیکہ تعجب سے فائدہ ہو۔

کہتے ہیں کہ حکیم آیا ہے مے خانے سے مسجد میں
ہم کو تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو

صنعت استخدام: کلام میں ایک لفظ لایا جاتا ہے جس کے دو معنی ہوتے ہیں پہلے ایک معنی مراد ہوتے ہیں پھر دوسرے معنی مراد لیے جاتے ہیں۔

ملے مجھ سے تو فرمایا تم ہی کو داغ کہتے ہیں
تم ہی ہو ماہ کامل میں تم ہی رہتے ہو لالے میں

صنعت ایزادالمثل: شعر میں کسی ضرب المثل کو لانا۔

چرخ کج باز کے حق میں یہ مثل سیدھی ہے
اونٹ رے اونٹ تری کونسی کل سیدھی ہے

صنعت القول بالموجب: کلام میں لفظ کے معنی کچھ اور ہوں اور دوسرے کچھ اور مراد لیں۔

جب کہا ان سے کہ مرتا ہوں تو ہنس کر بولے
منہ تو دیکھو یہ بڑے آئے مرنے والے

پہلے لفظ مرنے سے مراد موت کا آنا ہے لیکن اس کو دوسرے معنی عاشق ہونا دیے گئے ہیں۔

صنعت استتباع: ممدوح کی تعریف اس طرح کی جائے کہ اس سے ضمنی طور پر ایک اور تعریف ظاہر ہو۔

تو ہے کہ تو نے دوش نبی پہ قدم رکھا
بت توڑ توڑ شرک کی صورت دیے مٹا

صنعت ادماج (AMBIGUOUS EXPRESSION): پہلو دار بات کہنا۔

ایسا کلام جس کے دو معنی نکلتے ہوں اور دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہوں۔

ترے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

صنعت الهزل الذی یراد بہ الجد:

بظاہر کلام میں ہزل ہو لیکن اس سے دانائی اور زیرکی مراد ہو۔

دنیا سے خانگی کوئی ہو گی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

صنعت اطراد: مدح اور ذم وغیرہ میں ممدوح کی تعریف یا ہجو اس طرح کرنا کے اس کے آباؤ اجداد کے نام بھی آ جائیں۔

اب راوی صادق سے یہ ہے وارد اخبار
فضل ابن شعیب ابن اویس ایک تھانیدار

صنعت ارصاد: مصرع اول میں ایسا لفظ لانا جس سے قافیہ معلوم ہو جائے بشرطیکہ حروف قافیہ کا پہلے سے علم ہو۔

مختلف ہیں یار سے یار آشنا سے آشنا
عشق نے تیرے یہ ڈالا سب دلوں میں اختلاف

صنعت براعت استہلال (BEAUTY OF EXORDIUM): کلام میں جو قصہ بیان

کرنا ہو اس کا اشارہ ابتدائی فقروں میں آ جائے یہ صنعت اکثر مثنویوں میں پائی جاتی ہے۔

خوشی سے پلا مجھ کو ساقی شراب
کوئی دم میں بجتا ہے چنگ و رباب

صنعت نسبت: دو چیزوں میں مناسبت بیان کرنا۔

نسبت وہ جو آرام سے ہے ہاتھ سو کیا
کچھ سوچ کے بتلایا کہ ہے اس میں کلائی

صنعت دو سخنہ: یعنی دو باتوں کا ایک جواب دینا۔ ایسے دو سخنے امیر خسرو کے ہاں ہی ملتے ہیں۔

انار کیوں نہ چکھا، نوکر کیوں نہ رکھا جواب دانا نہ تھا
جوتا کیوں نہ پہنا، سنبوسہ کیوں نہ کھایا جواب تلا نہ تھا

صنائع لفظی

یہ لفظوں کی شعبدہ بازی ہے لفظوں کے ہیر پھیر، الٹ پلٹ اور نوک پلک سنوارنے سے کلام میں آرائش وزیبائش پیدا کی جاتی ہے، الفاظ کے نقش ونگار سے کلام مزین کیا جاتا ہے۔ صنائع لفظی میں خوبی لفظوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

تجنیس (HOMONYM): تجنیس کے لغوی معنی ہم جنس کے ہیں۔ یعنی کلام میں دو ایسے لفظ لانا جو تحریر و تقریر میں مشابہ یا قریب قریب مشابہ ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے مختلف ہوں۔ اس سے کلام میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ تجنیس تام: ایسے الفاظ کلام میں لانا جو تعداد حروف، ترتیب اور اعراب غرض ہر لحاظ سے یکساں ہوں مگر معنی کے لحاظ سے مختلف ہوں۔

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

''کیا'' پوچھنے کے معنوں میں اور پھر ''کیا'' کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا۔

ب۔ تجنیس مرکب: کلام میں ایسے الفاظ لانا جو تعداد حروف، ترتیب، اعراب اور ہر لحاظ سے یکساں ہوں ایک لفظ مفرد ہو اور ایک مرکب۔

قاتل نے لگایا نہ مرے زخم پہ مرہم
حسرت یہ رہی جی کی جی میں گئے مرہم

پہلے مصرع میں ''مرہم'' ایک لفظ ہے جو مفرد ہے اور دوسرے میں ''مرہم'' مرکب ہے۔

ج۔ تام مماثل: کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جو تعداد حروف، ترتیب، اعراب اور ہر لحاظ سے یکساں ہوں۔ ان میں ایک فعل ہو اور ایک اسم ہو۔

سَمَنْدَر میں سَمَنْدَر ہوں صدف میں شرر پیدا

جو چمکے آتش قہر و غضب کی تیرے چنگاری

پہلا سمندر بحر کے معنوں میں ہے اور دوسرا سمندر وہ کیڑا مراد ہے جو آگ میں پیدا ہوتا اور آگ میں رہتا ہے۔

تجنیس مرفوع: دو متجانس الفاظ میں ایک مفرد اور دوسرا لفظ کسی دوسرے لفظ کے کسی جز و یا حرف سے مل کر بنا ہو (پورے دو لفظوں سے نہ ہو)۔

سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جائے بشر

ایسے سینے نہیں دیکھے ہیں کسی نے سن بھر

شعر کے مصرع ثانی میں سینے مفرد ہے اور ''کسی نے'' میں ''سی نے'' مرکب ہے۔

تجنیس محرف: یعنی دو لفظ تحریر میں یکساں ہوں مگر حرکات و سکنات میں فرق ہو۔

گلے سے لگتے ہی جتنے گِلے تھے بھول گئے

وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا

گلے اور گِلے تجنیس محرف ہے۔

تجنیس مذیل: دو متجانس الفاظ میں سے ایک کے آخر میں دو حرف زاید ہوں جیسے ادا اور اداؤں۔

فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر

مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تو نے

تجنیس مضارع: الفاظ متجانس میں ایک حرف مختلف ہو لیکن جو حروف مختلف ہوں وہ اپنے مخرج کے اعتبار سے قریب قریب ہوں۔ مثلاً برسوں اور پرسوں۔

دین و دل عشق میں کھو بیٹھے ہیں ہم برسوں سے

طاقت صبر بھی جاتی رہی کل پرسوں سے

(میر تپش)

تجنیس خطی: کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جن کی تحریر میں اعراب یا نقطوں میں فرق ہو۔

دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں

دیر اور در میں ایک لفظ دیر میں حرف کی زیادتی ہے۔

قلب (ANAGRAM): قلب کے معنی الٹ دینے کے ہیں کلام میں دو ایسے لفظ لانا کہ ایک کو الٹا کرنے سے دوسرا لفظ بن جائے۔ مثلاً بارش کو الٹنے سے شراب، حور سے روح، تاب سے بات، خاک سے کاخ وغیرہ۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ قلب کل: حروف یکساں ہوں لیکن ترتیب الٹ ہو۔

فقط اس لفافے پر ہے کہ خط آشنا کو پہنچے
تو لکھا ہے اس نے انشا یہ ترا ہی نام الٹا

آشنا کو انشا بنا دیا گیا ہے۔

2۔ قلب بعض: حروف کی تعداد اور نوعیت تو یکساں ہو مگر وہ ایک دوسرے کا عین الٹ نہ ہو۔ مثلاً قرابت، رقابت، علم عمل، کمال کلام، قریب رقیب وغیرہ۔

اٹھ گیا پاس اب رفاقت کا
رشتہ پیدا ہوا رقابت کا

3۔ قلب مستوی: ایک ہی لفظ مصرع یا شعر کو الٹنے سے وہی لفظ، مصرع یا شعر حاصل ہو۔ مثلاً ابا، درد، شاباش، نادان وغیرہ۔

خوش ہو وہ شوخ، خوش ہو وہ شوخ
یارب صبر آئے، یارب صبر آئے

صنعت اشتقاق (RADICAL SPLINTING): کلام میں چند ایسے الفاظ لانا جو ایک ہی مصدر سے مشتق ہوں یا ان کا ماخذ ایک ہی ہوں۔

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی

شبہ اشتقاق (PSEUDO ETYMOLOGY): کلام میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جو بظاہر ایک ہی مصدر یا ماخذ سے مشتق نظر آئیں مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

نکتہ مشتاق یار ہے اپنا
شاعری تو شعار ہے اپنا

یہاں شاعری اور شعار کا ماخذ ایک نہیں ہے۔

صنعت ترصیع: یہ صنعت شعر سے متعلق ہے۔ پہلے مصرع اور دوسرے مصرع کے باہم دگر بالترتیب قافیہ ہوں۔

ہمت نے مری تجھے اڑایا
غفلت نے تری مجھے چھڑایا

اس شعر میں پہلے مصرعے کا دوسرے مصرعے کا ہر لفظ ہم وزن اور ہم قافیہ ہے۔

صنعت تاریخ (CHRONGRAM): کسی لفظ، فقرہ یا مصرع وغیرہ سے کسی واقعہ کا اشارہ ہو اور اس کی سنہ معلوم ہوتی ہو۔

صنعت توشیح (ACROSTIC): ایسے اشعار کہنا کہ ان کے مخصوص حروف کو یکجا کرنے سے کوئی معنی خیز جملہ یا عبارت یا نام بن جائے۔

درد و غم داغ ہجر رنج فراق
وقف دل بل بے حوصلہ دل کا
سخت تڑپے ہے اب کروں کس سے
تجھ سوا ہجر میں گلہ دل کا

چاروں مصرعوں کا پہلا حرف ملانے سے لفظ ''دوست'' بنتا ہے

صنعت تضمین: کلام میں دوسرے شاعر کے مصرع پر مصرع لگانا جس مصرعے کی تضمین کی جاتی ہے اسے واوین میں لکھا جاتا ہے۔

صنعت تلمیع: کلام میں ایک یا دو سے زیادہ زبانوں کو جمع کرنا۔

دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی
وقنا ربنا، عذاب النار

تنسیق الصفات (ARRANGEMENT OF ATTRIBUTES): تنسیق کے لفظی معنی ہیں ترتیب دینا۔ کلام میں برابر صفات بیان کرنا چاہے وہ اچھی ہوں یا بری۔

دوزخ کی زبانوں سے بھی آنچ اس کی بری تھی
برچھی تھی، کٹاری تھی، سرو ھی تھی، چھری تھی

(انیس)

سیاقتہ الاعداد (PROPOSITION OF MULTIPLES): کلام میں اعداد کا ذکر کرنا چاہے وہ ترتیب سے ہوں یا بغیر ترتیب کے۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(بہادر شاہ ظفر)

صنعت ذوقافتین (DOUBLE RHYME): ہر شعر میں دو یا دو سے زیادہ قوافی لانا۔

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

(اقبال)

صنعت منقوطہ: نظم یا نثر میں اس بات کا اہتمام کرنا کہ کوئی ایسا حرف نہ آئے جس پر نقطہ نہ ہو۔ مرزا دبیر کا ایک مرثیہ 300 اشعار پر مشتمل ہے اس کی زندہ مثال ہے۔

پیش شفقت زیب جنت
بے ظن فیض زیب زینت

(تسلیم سہوانی)

صنعت غیر منقوطہ: اس بات کا اہتمام کرنا کہ نظم یا نثر میں کوئی ایسا حرف نہ آئے جس پر نقطہ ہو۔ ولی رازی نے حضور کی سیرت پر ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام "ہادی عالم" ہے کتاب میں کہیں بھی نقطہ نہیں۔

اول سرور دل کو ہو، اس دم وہ کام کر
ہر اہل دل ہو محو، وہ مدح امام کر

صنعت مقطع: نظم و نثر کے تمام حروف الگ الگ لانا۔

وہ آب اور وہ دم وہ دواں واہ واہ وا

وہ آن وہ ادا وہ رواں واہ واہ وا

صنعت واصل الشفتین: یعنی نظم ونثر میں ایسے الفاظ لانا جن کو پڑھتے وقت لب سے لب ملیں۔

میرا ممدوح ابن امیر

میں کمر بستہ مکین خام و مدحت پیا

صنعت واسع الشفتین: نظم ونثر میں ایسے الفاظ لانا کہ لب سے لب جدا رہیں۔

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے

جل دے گیا شاید عیار ہنستے ہنستے

لے کر صریح دل کو وہ گل غدار یارو

ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

صنعت فوقانیہ: اس بات کا التزام کرنا کہ کوئی لفظ ایسا نہ آئے جس کے نیچے نقطے ہوں۔

مظہر صدق وصف قدر شناس مردم

معدن عدل و سخا مظہر الطاف و عطا

صنعت تحتانیہ: فوقانیہ کا عکس ہے ایسا کوئی لفظ نہ لانا جس کے اوپر نقطہ ہو۔

بجلی کی طرح دور کبھی گاہ پاس ہے

عالم کو اس کے ڈر سے عجب اک ہراس ہے

صنعت معرب: کلام میں مفتوح یا مکسور کا التزام کرنا۔

فتح کا التزام:

گل کا وعدہ کر گیا ہے گل صنم

گر نہ آیا آج تو ہے بس غضب

کسرہ کا التزام:

ضِد سے کی یہ فکر بسمل کے لیے

تیر بھی تھے اس میرے دل کے لیے

ضمہ کا التزام:

یعنی صُلصُل و سُنبُل و بُلبُل
مجھ کو جو ہوں حصول خوب ہو یار

صنعت موصل: شعر میں مسلسل دو دو یا تین تین یا چار حرف ملا کر لکھنا ۔

ظلم کیا کیا جفائیں کیا کیا ہیں
عشق میں بھی بلائیں کیا کیا ہیں

رعایت لفظی (PUN): کسی لفظ کو اس طرح بیان کرنا کہ اس کے دو معنی نکلیں ایک معنی تو موقع محل کے اعتبار سے عین مطابق ہو اور سننے والے کا ذہن بھی اس طرف جائے لیکن ذرا غور کرنے پر اس سے کوئی دوسرا معنی نکلے جس سے سننے والا محفوظ ہو ۔

بُوٹ ڈاسن نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا
شہر میں مضمون نہ پھیلا اور جوتا چل گیا

بوٹ کی رعایت سے "جوتا چلنے" کا محاورہ استعمال ہوا یہ ذومعنی بات ہے اس کے معنی "رواج پانا" اور "دنگا فساد" کے بھی ہیں ۔ شاعر کے نزدیک "رواج پانا" مراد ہے ۔

صنعت سجع (CONCORDANCE): اس صنعت کا تعلق نثر سے ہے جس نثر میں صنعت ہو وہ مسجع کہلاتی ہے ۔ "سب رس" اور "باغ و بہار" کی نثر مسجع اور مقفیٰ ہے ۔

صنعت مثلث: رباعی کے تین مصرعے اس طرح لکھے جائیں کہ ہر مصرع کے ابتدائی چند الفاظ کو جمع کریں تو چوتھا مصرع بن جائے ۔

تجھ سا نہیں کوئی پیارا اے رشک قمر
محبوب کوئی نہ ہو گا تجھ سے بہتر
اے دلبر نازنین تجھے کہتے ہیں سب
تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

صنعت مسمط: غزل یا قصیدہ میں مطلع کے علاوہ باقی اشعار میں تین تین ہم وزن وہم قافیہ مصرعے لائے جائیں ۔

صنعت معما: شعر میں یہ صنعت پائی جاتی ہے اس کا رواج کم ہے اس میں پوشیدہ بات

ہوتی ہے۔

کیفیت وصال بس اب کچھ نہیں رہی
کیونکر نہ ہوں ملول میں شب کچھ نہیں رہی

صنعت لغز: اسے پہیلی یا بجھارت بھی کہتے ہیں۔

بیسوں کا سر کاٹ لیا
نہ مارا نہ خون کیا

(امیر خسرو)

صنعت قطار البعیر: شعر کے مصرع اول کا آخری لفظ مصرع دوم کی ابتدا میں لانا۔

لازم ہے کرو مسافروں کا اعزاز
اعزاز نہیں تو آؤ اضرار سے باز

صنعت محاذ: دو یا دو سے زیادہ اشعار میں یہ صنعت پائی جاتی ہے مصرع اول کا آخری لفظ دوسرے مصرعے کا پہلا لفظ ہوتا ہے اور اس مصرعے کا آخری لفظ اگلے مصرعے کا پہلا لفظ ہوتا ہے اور اس طرح نظم بڑھتی ہے۔

گردن تیری شیشہ آنکھ ہے پیمانہ
پیمانہ کی طرح چال ہے مستانہ
مستانہ ہر ایک روش ادا سرشار
سرشار نگہ ہے ساقی مے خانہ

صنعت مبادلہ الراسین: یعنی دو دو لفظوں میں حروف اول باہم تبدیل ہوں۔

اگر حق نے بخشی ہے عقل نجیب
تو سن مجھ سے تو ایک نقل عجیب

عقل نجیب میں ع اور ن حروف اول ہیں نقل عجیب میں ترتیب بدل کر ن ع ہوگئی ہے۔

صنعت تضمن المزدوج: قافیہ کے علاوہ شعر میں دو یا دو سے زیادہ ہم وزن الفاظ لانا۔

پرتو پڑے جو اس کے رخ حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ میں لعل خوش آب کا

صنعت تزلزل: کلام میں ایک لفظ لانا پھر اس کی حرکات بدل کر وہی لفظ دوسرے معنوں میں لانا۔

سطر منصور کے لو ہو سے ہوئی یہ تحریر
یعنی سردار نہیں وہ جو سرِ دار نہیں

صنعت تکرار: قافیہ ردیف میں تو تکرار ہوتی ہی ہے بعض اوقات قافیہ ردیف سے پہلے بھی تکرار آ جاتی ہے۔

سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی خدمت
سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی خدمت

عروض

عروض ایک فن ہے جس کے ذریعے سے اشعار کے اوزان معلوم کیے جاتے ہیں اور اس سے شعر کی صحت اور سقم کا پتا چلتا ہے۔

اس کا موجد اول عبدالرحمٰن خلیل احمد بصری مانا جاتا ہے جو 100 ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے متعلق روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ بصرہ میں ٹھٹھیروں کی بستی سے گزر رہا تھا جہاں برتن بن رہے تھے اور ٹھن ٹھن کی آواز آ رہی تھی، اس آواز نے خلیل کے دل پر بڑا اثر کیا اور اس نے اس نئے علم یعنی شعر کے وزن کو جانچنے کی طرف توجہ دی اور اسے ایجاد کر لیا۔ کسی دور میں مکہ کا نام عروض تھا اور اس فن کو ایجاد کرنے والے خلیل نے اس کی ایجاد مکہ میں کی تھی۔ اس لیے اس علم کا نام عروض رکھا گیا۔

مفسرین نے "عروض" کے لفظ کو اختیار کرنے کی کئی وجوہات بیان کی ہیں۔

وزن: شعر کو نثر سے امتیاز کرنے والی چیز وزن ہے۔ الفاظ کی ایسی ترتیب جس سے فقرہ سننے میں خوبصورت اور پڑھنے میں رواں نظر آئے۔

بحر: وزن کے لیے باٹ استعمال ہوتے ہیں باٹ سے مراد ارکان بحر ہیں اور ترازو بحر ہے۔

ارکان بحر: ارکان بحر عروضیوں کے نزدیک تین ہیں۔

1۔ سبب: دو حرفی کلمہ ہے۔ اگر پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔ جیسے ہم، تم تو سبب خفیف ہے اور اگر دونوں متحرک ہیں تو سبب ثقیل ہے۔ جیسے دل۔

2۔ وتد: سہ حرفی کلمے کو کہتے ہیں پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو وتد مجموع ہوگا جیسے قلم، ظلم وغیرہ۔ اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرے دو ساکن ہوں تو وتد مفروق ہوگا جیسے صبر، درد۔

3۔ فاصلہ: چار حرفی اور پانچ حرفی کلمے کو کہتے ہیں۔ پہلے تین متحرک ہوں آخری

ساکن ہوتو فاصلہ صغریٰ کہلائے گا۔ جیسے طلبی۔ اگر چار حروف متحرک ہوں اور پانچواں ساکن تو فاصلہ کبریٰ کہلائے گا۔

فاصلہ سبب اور وتد کے مجموعے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ ذیل میں چند فروعی ارکان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تعداد			ارکان
دوحرفی	فع	ف ع	سبب خفیف
سہ حرفی	فاع	ف ا ع	وتد مفروق
	فعل	ف ع ل	وتد مفروق
	فعل	ف ع ل	وتد مجموع
چہار حرفی	فعلن	ف ع ل ن	سبب خفیف+سبب خفیف
	فعلن	ف ع ل ن	سبب ثقیل+سبب خفیف
	فعول	ف ع ل ن	وتد مجموع+ایک حرکت ل
پنج حرفی	فعلات	ف ع ل ا ت	سبب خفیف+وتد مفروق
	فعلات	ف ع ل ا ت	سبب خفیف+وتد مفروق
	مفعول	م ف ع و ل	سبب خفیف+وتد مفروق
شش حرفی	مفاعلن	م ف ا ع ل ن	وتد مجموع+وتد مجموع
	فاعلات	ف ا ع ل ا ت	سبب خفیف+سبب ثقیل+سبب خفیف
	مفاعیل	م ف ا ع ی ل	وتد مجموع+وتد مفروق
	مفعولن	م ف ع و ل ن	سبب خفیف+سبب خفیف+سبب خفیف
	مفتعلن	م ف ت ع ل ن	سبب خفیف+سبب ثقیل+سبب خفیف
	فعلاتن	ف ع ل ا ت ن	سبب ثقیل+سبب خفیف+سبب خفیف
	فعولان	ف ع و ل ا ن	وتد مجموع+وتد مفروق

سات حرفی	مستفعلن	م س ت ف ع ل ن	سبب خفیف + سبب خفیف + وتد مجموع
	مفاعلن	م ف ا ع ی ل ن	وتد مجموع + سبب خفیف + سبب خفیف
	فاعلاتن	ف ا ع ل ا ت ن	سبب خفیف + وتد مجموع + سبب خفیف
	متفاعلن	م ت ف ا ع ل ن	سبب ثقیل + سبب خفیف + سبب خفیف
	مفاعلتن	م ف ا ع ل ت ن	وتد مجموع + سبب ثقیل + سبب خفیف
	مفعولات	م ف ع و ل ا ت	سبب خفیف + سبب خفیف + وتد مفروق متحرک
ہشت حرفی	مفاعیلان	م ف ا ع ی ل ا ن	وتد مجموع + سبب خفیف + وتد مفروق
	مفتعلاتن	م ف ت ع ل ا ت ن	سبب خفیف + سبب ثقیل + سبب خفیف + سبب خفیف

○

ا۔ بحروں کی اقسام

اردو میں چھوٹی بڑی سو بحریں استعمال ہوتی ہیں، چالیس بحروں کا استعمال بہت کم اور ساٹھ میں سے تیس بحریں زیادہ مستعمل ہیں۔ ذیل میں صرف بیس بحروں کی تفصیل دی جاتی ہے۔

مفرد بحریں۔

نمبر شمار	نام بحر	ارکان بحر
1	بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن۔مفاعیلن۔مفاعیلن۔مفاعیلن۔
2	بحر ہزج مسدس مقصور	مفاعیلن۔مفاعیلن۔فعول/مفاعیل
3	بحر ہزج مثمن اشتر	فاعلن۔مفاعیلن۔فاعلن۔مفاعیلن۔
4	بحر ہزج مثمن اخرب	مفعول۔مفاعیلن۔مفعول۔مفاعیلن۔
5	بحر ہزج مثمن اخرب ملفوف مقصور	مفعول۔مفاعیل۔مفاعیل۔مفاعیل/فعولن
6	بحر رجز مثمن سالم	مستفعلن۔مستفعلن۔مستفعلن۔مستفعلن
7	بحر رجز مثمن مطوی مخبون	مفتعلن۔مفاعلن۔مفتعلن۔مفاعلن
8	بحر رمل مثمن مقصور	فاعلاتن۔فاعلاتن۔فاعلاتن۔فاعلن/فاعلات
9	بحر رمل مسدس مقصور	فاعلاتن۔فاعلاتن۔فاعلات/فاعلن
10	بحر رمل مخبون محذوف یا مقطوع	فاعلاتن/فعلاتن۔فعلاتن۔فعلاتن۔فعلن
11	بحر رمل مسدس مخبون محذوف	فعلاتن/فاعلاتن۔فعلاتن۔فعلن/فعلات
12	بحر رمل مثمن مشکول	فعلات فاعلاتن۔فعلات۔فاعلاتن
13	بحر کامل	متفاعلن۔متفاعلن۔متفاعلن۔متفاعلن
14	بحر متدارک	فعلن فعلن۔فعلن فعلن۔فعلن فعلن۔فعلن فعلن
15	بحر متقارب مثن سالم	فعولن۔فعولن۔فعولن۔فعل/فعولن
16	بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم	فعول۔فعلن۔فعول فعلن۔فعول فعلن فعول فعلن

مرکب بحریں

نمبر شمار	نام بحر	اوزان
1	بحر مضارع مثمن اخرب	مفعول ۔فاعلاتن ۔مفعول ۔فاعلاتن ۔
2	بحر مضارع اخرب مکفوف مکسور	مفعول ۔فاعلات ۔مفاعیل فاعلن
3	بحر خفیف مخبون	فاعلاتن ۔مفاعلن ۔فعلن یا فعلان یا فعلن
4	بحر مجتث	مفاعلن ۔فعلاتن ۔مفاعلن ۔فعلن یا فعلات

تقطیع

تقطیع کے لفظی معنی ٹکڑے کرنا ہے۔عروضیوں کی اصطلاح میں بحر کے ارکان کو اس طرح لانا کہ متحرک کے مقابلے میں متحرک اور ساکن کے بدلے میں ساکن آئے۔

اصول

آ	دو الف کے برابر ہوگا۔
ا	دو الف ساتھ آئیں تو ایک گر جاتا ہے۔اب اس کی جگہ ابس عربی کے الفاظ جن میں ال درمیان میں ہو تو الف گر جائے گا۔ بالکل کی جگہ بلکل عربی النسل الفاظ کے آخر میں الف گر جاتا ہے لاتقنطوا کا آخری الف اگر الف درمیان میں ہو اور اس سے پہلے والا حرف متحرک ہو تو یہ گر جاتا ہے۔تیر انداز سے تیرنداز۔
ں	نون غنہ لفظ کے آخر میں ہو تو گر جائے گی۔مثلاً جہاں سے جہا۔نون غنہ سے پہلے کوئی حرف علت ہو تو وہ بھی گر جاتا ہے۔ چلتا ہوں کی جگہ چلتاہ، منہ اور ہنسا کا نون گر جائے گا۔ رنگ اور سنگ کا نون نہیں گرے گا۔

و	واؤ معدولہ شمار نہیں ہوگی خوش کی جگہ خش۔ واؤ ضمہ یعنی پیش میں بدل جائے گی۔ مثلاً خود۔ خد اور کا واؤ گر جائے گا ار پڑھا جائے گا۔
ہ	ہائے مخلوط شمار نہیں ہوگی بھ پھ کی آواز ب پ ہوگی۔ ہ لفظ کے آخر میں ہو تو شمار نہیں ہوگی کہ چہ = ک چ۔ سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں ہ ہو وہ دو حرفی تصور ہوں گے ہمہ = ہم رسہ = رس
ء، ع	ہمزہ یا عین کبھی نہیں گرتے۔ اگر ع ساکن ہو اور اس سے پہلا حرف بھی ساکن ہو تو دو ساکن ہونے کی وجہ سے گرے گی۔ داؤد میں ہمزہ نہیں گرے گی بلکہ ایک حرف شمار ہوگی۔
ی	ہندی لفظ کے آخر میں ہو تو گر جائے گی فارسی میں نہیں گرے گی۔ درمیان میں ہو تو دب جائے گی۔ کیا، کیوں کو کا، کو وزن ہوگا۔ پیار کو پار دھیان کو دھان شمار کریں گے۔ عربی اور فارسی الفاظ کے آخر میں نہیں گرے گی۔ میں اور ہیں میں نون غنہ کے علاوہ ی بھی شمار نہیں ہوگی م، ہ شمار ہوگا۔
زبر کھڑا	الف کے برابر شمار ہوگا۔
زیر	فارسی ترکیب میں زیر حرف تصور ہوگی۔
تنوین	نون کے برابر شمار کی جائے گی قصداً = قصدن
ساکن	دو ساکن ایک ساتھ آ جائیں تو ایک متحرک ہو جائے گا۔ تین ساکن ایک ساتھ آئیں تو دو قائم رہیں گے تیسرا گر جائے گا۔
تشدید	جس حرف پر تشدید ہوگی وہ دو حرف کے برابر شمار ہوگا۔ مثلاً محبت = محب بت

نمبر شمار	نام بحر	تقطیع
1	بحر ہزج مثمن سالم	ع۔ گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو گری ہے جس۔ پہ کل بج لی۔ وہ مے را آ۔ شیا کو ہو مفاعی لن۔ مفاعی لن مفاعی لن۔ مفاعی لن
2	بحر ہزج مسدس مقصور	ع۔ تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے ترے شی شے۔ مِ مے باقی۔ نہی ہے مفاعی لن۔ مفاعی لن۔ فعولن
3	بحر ہزج مثمن اشتر	ع۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا ذِک راس۔ پری وش کا۔ اور پہ۔ بیااپ نا فاعلن۔ مفاعی لن۔ فاعلن۔ مفاعی لن
4	بحر ہزج اخرب ملفوف مقصور	ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے ہوتاہ شبو روز۔ تماشام۔ رآ گے مفعول۔ مفاعیل۔ مفاعیل۔ فعولن
5	مثمن اخرب	ع۔ اس نور مجسم کے افسانے کو کیا کہیے اس نور۔ مجس سم کے۔ اف سان۔ کُ کا کہ ی ے مفعول۔ مفاعیلن۔ مفعول۔ مفاعیلن۔
6	بحر رجز مثمن سالم	ع۔ میں بھی ذرا آرام لوں تم بھی ذرا آرام لو مے بی ذرا۔ آ راملو۔ تم بی ذرا۔ آ راملو مس تف علن۔ مس تف علن۔ مس تف علن۔ مس تف علن۔
7	بحر رجز مثمن مطوی مخبون	ع۔ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیا دل ہِ ت ہے۔ ن سنگ خشت۔ دردس بر۔ نَ آ ءِ کو مف تعلن۔ مفاعلان۔ مف تعلن۔ مفاعلان

8	بحر رمل مثمن مقصور	ع۔ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو در دِ دل کے۔ واسطے پے۔ دا کیا ان۔ سان کو فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن
9	بحر رمل مسدس مقصور	ع۔ ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے ہم تو اس جی۔ نے کِ ہاتو مر چلے فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن
10	بحر رمل مخبون محذوب	ع۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی لا پرک با۔ رو ہی با۔ دَہُ جا مے۔ ساقی فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن
11	بحر رمل مثمن مخبون مشعث	ع۔ نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب نَ ہُ وا پر۔ نَ ہُ وا می۔ رک ان دا۔ زن صیب فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلات
12	بحر رمل مسدس مخبون محذوف	ع۔ دلِ ناداں تجھے کیا ہوا ہے۔ دل نادا۔ ت جِ ہوا۔ کا ہے فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن
13	بحر رمل مثمن مشکول	ع۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا یِ ن تی ہ۔ مار قس مت۔ ک وصال۔ یار ہوتا ہے فعلات۔ فاعلاتن۔ فعلات فاعلاتن
14	بحر کامل	ع۔ وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو وُ جُ ہم تم۔ مِ ق رار تا۔ تُ م یاد ہو۔ کِ ن یاد ہو متفاعلن۔ متفاعلن۔ متفاعلن۔ متفاعلن

باب پنجم
متعلقات گرائمر

سابقے اور لاحقے

کسی بھی زبان کے مفرد الفاظ کو مرکب کی شکل دینے کے لیے سابقوں اور لاحقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اردو زبان مختلف زبانوں کا حسین امتزاج ہے۔ اردو زبان میں ہندی، عربی، انگریزی اور زیادہ تر فارسی زبان کے سابقے لاحقے استعمال ہوتے ہیں۔

سابقہ: وہ علامت جو کسی لفظ کے شروع میں لگا کر اس سے نیا لفظ بنایا جائے اس علامت کو سابقہ کہتے ہیں۔ مثلاً بے تمیز میں بے اور نالائق میں نا سابقہ ہے۔

لاحقہ: وہ علامت جو کسی لفظ کے آخر میں لگا کر اس سے نیا لفظ بنایا جائے اس علامت کو لاحقہ کہتے ہیں۔ مثلاً سائنس دان، ریاضی دان میں دان لاحقہ ہے۔

سابقے

	مرکب الفاظ
آب	آب پاشی، آبدیدہ، آبیاری۔
آتش	آتش باز، آتش پرست، آتش زبان، آتش زدہ، آتش فشاں، آتش کدہ۔
آزاد	آزاد خیال، آزاد طبع، آزاد مزاج، آزاد مشرب، آزاد مذہب۔
آشفتہ	آشفتہ حال، آشفتہ سر، آشفتہ مغز، آشفتہ مو۔
ا	اٹل، اچھوتا، الگ، امر۔
ادھ	ادھ گلا، ادھ موا۔
از	ازبر، ازبس، ازحد، ازخود، ازسرنو، ازسرتاپا، ازغیب۔
افسردہ	افسردہ بیان، افسردہ جان، افسردہ دل، افسردہ خاطر۔

ال	الغرض، القصہ، المختصر۔
ان	ان پڑھ، ان جان، ان دیکھا، ان مول۔
اہل	اہل دولت، اہل زر، اہل علم، اہل نظر، اہل وطن، اہل ہمت۔
با	بااثر، باایمان، باتدبیر، باتمیز، باخبر، باضابطہ، باقاعدہ۔
ب	بجز، بخدا، بطور۔
باد	بادآور، بادبان، بادنما۔
بارہ	بارہ دری، بارہ سنگا، بارہ ماسہ، بارہ وفات۔
باز	بازپرس، بازگشت، بازیافت۔
بالا	بالاخانہ، بالادست۔
بد	بداخلاق، بداسلوب، بداصل، بداطوار، بدانتظام، بدانجام، بداندیش، بدبخت، بدبو، بدپرہیز، بدچلن، بدحال، بدحواس، بدخط، بدخلق، بدخواہ، بددل، بددماغ، بددیانت، بدذات، بدراہ، بدرنگ، بدزبان، بدسیرت، بدفال، بدکار، بدکردار، بدگمان، بدلحاظ، بدمعاش، بدمزاج، بدہضم، بدنام، بدنیت۔
بر	برآمد، برآمدہ، برآورد، برباد، برپا، برتر، برجستہ، برحق، برخاست، برخلاف، برداشت، برطرف، برعکس، برگزیدہ، برگشتہ، برقرار۔
بلا	بلااجرت، بلاامتیاز، بلاتمیز، بلاقیمت، بلاناغہ۔
بن	بن بیاہا، بن سلا۔
بے	بے آبرو، بے آرام، بے اثر، بے اختیار، بے ادب، بے اعتبار، بے اولاد، بے ایمان، بے باق، بے باک، بے بال وپر، بے بدل، بے بس، بے بہا، بے بہرہ، بے پردہ، بے تاب، بے تاثیر، بے تحاشا، بے تقصیر، بے تکلف، بے تمیز، بے جا، بے جان، بے چین، بے حجاب، بے حد، بے حرمت، بے حساب، بے حواس، بے حیا، بے خبر، بے خطر، بے خود، بے داغ، بے دخل، بے درد، بے دریغ، بے دست وپا، بے دستور، بے دھڑک، بے دین، بے راہ، بے ربط، بے رحم، بے رخ، بے روزگار، بے ریا، بے ریش، بے زبان،

	بے زر، بے ساختہ ، بے سود، بے غیرت، بے فائدہ، بے فکر، بے قرار، بے قصور، بے کار، بے کس، بے گناہ، بے گھر، بے لاگ، بے لحاظ، بے لطف، بے لگام، بے محل، بے نصیب، بے نظیر، بے نماز، بے نیاز، بے وفا، بے ہنر، بے ہوش، بے ہودہ۔
بیدار	بیدار بخت، بیدار دل، بیدار مغز۔
بیش	بیش بہا، بیش بہار، بیش قیمت۔
پا	پابزنجیر، پابند، پابوس، پاپوش، پاجامہ، پاخانہ، پایاب۔
پاک	پاک باز، پاک دامن، پاک طینت، پاک فطرت۔
پاکیزہ	پاکیزہ خیال، پاکیزہ صورت، پاکیزہ سیرت، پاکیزہ مزاج۔
پَر	پَر چون، پَر دادا، پَر دیس۔
پُر	پرآشوب، پرتپاک، پرجوش، پردرد، پرکیف، پرمعنی، پرمغز، پرنم، پرنور۔
پریشان	پریشان حال، پریشان خاطر، پریشان ذہن، پریشان دل۔
پس	پس پا، پسماندہ، پس منظر۔
پست	پست حال، پست خیال، پست فطرت، پست قامت، پست قد، پست ہمت۔
پن	پن بجلی، پنجاب، پن چکی، پن سال، پن کال، پن گھڑی۔
پیش	پیشانی، پیشاب، پیش خیمہ، پیش رفت، پیش رو، پیش قدم، پیش کش۔
تازہ	تازہ خیال، تازہ دم۔
تباہ	تباہ حال، تباہ کار، تباہی زدہ۔
تر	تر دامن، تر دست، تر دماغ، تر زبان۔
تشنہ	تشنہ جگر، تشنہ دل۔
تلخ	تلخ کام، تلخ کلام، تلخ نوا۔
تند	تند خو، تند رفتار، تند مزاج۔
تنگ	تنگ حال، تنگ حوصلہ، تنگ دست، تنگ دل، تنگ ظرف، تنگ نظر۔

تہہ	تہہ بازار، تہہ خانہ، تہہ دل، تہہ نشین۔
تہی	تہی چشم، تہی دست۔
تیرہ	تیرہ باطن، تیرہ بخت، تیرہ دل۔
تیز	تیز رفتار، تیز طراز، تیز فہم، تیز گام۔
چار	چار ابرو، چار باغ، چار پانچ، چار پایہ، چار خانہ، چار دیواری، چار گنا۔
چرب	چرب زبان، چرب گو۔
چو	چوبارہ، چوبرجی، چوپایہ، چوراہا، چورس، چومنا، چوکھا۔
چور	چوردروازہ، چوررستہ، چورزمین، چورگلی، چورمحل۔
خام	خام خیال، خام مال۔
خر	خردماغ، خرگوش، خرمن۔
خشک	خشک دماغ، خشک سالی، خشک مغز۔
خوب	خوب سیرت، خوبصورت۔
خود	خود آراء، خودبین، خود پرست، خود پسند، خوددار، خودرفتہ، خودسر، خود شناس، خودکار، خودکشی، خودمختاری، خودنمائی۔
خوش	خوش آواز، خوش اخلاق، خوش اسلوب، خوش اقبال، خوش باش، خوشبو، خوش بیان، خوش حال، خوش خط، خوش ذائقہ، خوش ذوق، خوش رفتار، خوش رنگ، خوش قسمت، خوش کلام، خوش مزاج، خوش نصیب، خوش نویس۔
خلاف	خلاف اصول، خلاف توقع، خلاف دستور، خلاف شرع، خلاف طبع، خلاف ضابطہ، خلاف عقل، خلاف قاعدہ، خلاف قانون، خلاف قیاس، خلاف وضع، خلاف وعدہ۔
در	درآمد، درپردہ، درپے، درپیش، درکار، درکنار، درگزر، درخواست، درمیان، دریافت۔
دو	دوآبہ، دو آتشہ، دوبارہ، دوپٹہ، دوٹوک، دورخہ، دورنگا، دوطرفہ، دوغلا، دوسالہ، دوسری، دوشالہ، دولتی، دومنزل، دونالی۔

دور	دورافتادہ، دوراندیش، دوربین، دوردراز۔
دیر	دیرآشنا، دیرپا، دیرفہم، دیرہضم۔
ذو	ذوالجلال، ذوالجناح، ذوالفقار، ذوالقرنین، ذوالنورین۔
ذی	ذی جاہ، ذی روح، ذی شعور، ذی علم، ذی عقل، ذی وقار۔
راج	راج پوت، راجدھانی، راجستھان، راجکماری۔
راست	راست باز، راست رو، راست گو۔
راہ	راہ رو، راہ گزر، راہ گیر، راہ نشین، راہ نما۔
رنگین	رنگین ادا، رنگین خیال، رنگین مزاج۔
روشن	روشن خیال، روشن دان، روشن دماغ، روشن ضمیر۔
زبر	زبردست۔
زشت	زشت خو، زشت رو۔
زود	زود پشیمان، زود خیز، زود رنج، زود رس، زود گو، زود فہم، زود نویس، زود ہضم۔
زندہ	زندہ باد، زندہ جاوید۔
زیر	زیراحساں، زیر بار، زیردست، زیرسایہ، زیرلب، زیرمشق۔
سادہ	سادہ دل، سادہ رو، سادہ لوح، سادہ مزاج۔
سبک	سبک خرام، سبک رفتار، سبک دوش، سبک رو، سبک سیر۔
ست	ست بسم اللہ، ست لڑا، ست منزل۔
سدا	سدابہار، سداعیش۔
سر	سراب، سراسیمہ، سربستہ، سربسر، سربمہر، سرتاج، سرچشمہ، سرحد، سردار، سررشتہ، سرزد، سرزمین، سرزنش، سرسام، سرسبز، سرشار، سرفراز، سرکار، سرگزشت، سرگرداں، سرگرم، سرگوشی، سرمایہ، سرنگوں، سرنوشت۔
سرد	سرد بازاری، سردمزاجی، سردمہری۔
سہ	سہ حرفی، سہ چند، سہ شنبہ، سہ گنا، سہ گوشہ، سہ ماہی، سہ منزلہ۔
سیاہ	سیاہ باطن، سیاہ بخت، سیاہ چشم، سیاہ دل، سیاہ فام۔

سیہ	سیہ،پوش،سیہ چشم،سیہ فام۔
سیر	سیراب،سیر چشم،سیر حاصل۔
شاہ	شاہباز،شاہراہ،شاہکار۔
شاد	شاداب،شادباد،شادکام۔
شکر	شکر پارہ،شکرخوار،شکرخورہ،شکررنجی،شکرقند۔
شُکر	شکرگزار۔
شش	شش پایہ،شش پہلو،ششدر،شش ماہی۔
شوخ	شوخ چشم،شوخ زبان،شوخ طبع،شوخ مزاج۔
شہ	شہ بالا،شہ پر،شہ رخ،شہ رگ،شہ سوار۔
شیریں	شیریں بیان،شیریں دہان،شیریں زبان،شیریں کلام۔
صاحب	صاحب اختیار، صاحب استطاعت، صاحب اقبال، صاحب اولاد، صاحب تدبیر،صاحب تمیز،صاحب جاگیر،صاحب جائیداد،صاحب جمال، صاحب حیثیت، صاحب خانہ، صاحب دماغ، صاحب دولت، صاحب ذوق،صاحب رائے،صاحب شوق،صاحب علم،صاحب قرآن، صاحب قلم، صاحب کتاب، صاحب کمال، صاحب کرامت، صاحب مقدور،صاحب منصب،صاحب ہوش۔
صد	صد برگ،صد پارہ،صد رنگ،صد شاخ۔
صدر	صدر اعظم، صدر بازار، صدر بورڈ، صدر دروازہ، صدر دفتر، صدر دیوان، صدر مقام،صدر معلم،صدر مہتمم۔
عالی	عالی جاہ، عالی جناب، عالی حوصلہ، عالی دماغ، عالی شان، عالی ظرف، عالی قدر،عالی مرتبہ،عالی نسبت،عالی ہمت۔
غلط	غلط انداز،غلط کار،غلط فہم،غلط نامہ۔
غیر	غیر آباد، غیر حاضر، غیر ذمہ دار، غیر شفاف، غیر ضروری، غیر مشروط،

	غیر مناسب، غیر منقولہ، غیر منکوحہ، غیر ممکن، غیر موزوں، غیر واجب۔
فراخ	فراخ پیشانی، فراخ حوصلہ، فراخ دامن، فراخ دل۔
قابل	قابل تحسین، قابل تعریف، قابل دید، قابل قدر۔
قبل	قبل از مسیح، قبل از ہجری، قبل از وقت۔
ک	کپوت، کڈھب۔
کج	کج ادا، کج خلق، کج رفتار، کج طبع، کج کلاہ۔
کچ	کچالو، کچومر۔
کم	کم اصل، کم تر، کم توجہ، کم حوصلہ، کم خرچ، کم خوراک، کم ذات، کم زور، کم سن، کم ظرف، کم عقل، کم عمر، کم فہم، کم گو، کم مایہ، کم وزن، کم ہمت۔
کند	کند بیان، کند ذہن۔
کوتاہ	کوتاہ اندیش، کوتاہ بین، کوتاہ قامت، کوتاہ قد، کوتاہ نظر۔
کور	کور باطن، کور چشم۔
کہن	کہن سالہ۔ کہن سال
کہنہ	کہنہ سال، کہنہ مشق۔
گراں	گراں بہا، گراں خواب، گراں قیمت۔
گرد	گرد آلود، گرداب، گرد بار۔
گرم	گرم بازار، گرم جوش، گرم مزاج۔
گم	گم راہ، گم شدہ، گم کردہ، گم گشتہ، گمنام۔
گل	گل رنگ، گل رو۔
لا	لاابال، لاپرور، لاتعداد، لاثانی، لاحاصل، لاحل، لاحول، لااخراج، لادعویٰ، لادوا، لاریب، لازوال، لاطائل، لاعلاج، لامذہب، لامکان، لاوارث، لاولد، لایعنی، لاینحل۔
لم	لمبوترا، لم ٹنگا، لم ڈھینگ، لم کنا۔
منہ	منہ بولا، منہ پھٹ، منہ زبانی، منہ زور، منہ مانگا۔

مہا	مہابھارت، مہاتما، مہاراج، مہا کاج۔
میر	میر بحر، میر مجلس، میر محفل، میر منزل، میر منشی۔
ن	ندیدہ، نڈر، نڈھال، نرالا، نکما، نکھٹو، نگوڑا۔
نا	ناآشنا، ناآزمودہ، ناامید، ناانصاف، نااہل، نابالغ، نابکار، نابلد، نابود، نابینا، ناپاک، ناپائدار، ناپسند، ناپید، ناتجربہ کار، ناتربیت یافتہ، ناتواں، ناجائز، ناچار، ناحق، ناخلف، ناخواندہ، ناخوش، نادار، نادان، نادانستہ، نادیدہ، ناراض، نازیبا، ناساز، ناسمجھ، ناشاد، ناشائستہ، ناشکرا، ناصبور، ناطاقت، ناعاقبت اندیش، نافرمان، نافہم، ناقابل، ناکارہ، ناکام، ناکردہ، نالائق، نامراد، نامعقول، نامعلوم، ناممکن، نامناسب، ناموزوں، ناواقف، ناہنجار، نایاب۔
نازک	نازک اندام، نازک بدن، نازک خیال، نازک دماغ، نازک طبع، نازک کلام، نازک مزاج، نازک مسئلہ۔
نرم	نرم دل، نرم مزاج۔
نو	نوآباد، نوبہار، نورتن، نودولت، نوروز، نوزایدہ، نوعمر، نوگرفتار، نولکھا، نوماسہ، نومسلم۔
نیم	نیم باز، نیم بسمل، نیم جان، نیم حکیم، نیم خواب، نیم خوردہ، نیم راضی، نیم روز، نیم سوختہ، نیم شب، نیم گرم، نیم مردہ، نیم ملا۔
نیک	نیک اختر، نیک انجام، نیک بخت، نیک دل، نیک سیرت، نیک فطرت، نیک مزاج، نیک نام، نیک نیت۔
ہر	ہرجائی، ہردلعزیز، ہرروز، ہرکارہ، ہرفن مولا۔
ہزار	ہزارآواز، ہزارپا، ہزارداستان، ہزاردانہ، ہزارہا۔
ہشت	ہشت پہلو، ہشت ہزاری۔
ہفت	ہفت اقلیم ہفت زبان ہفت قلزم ہفت ہزاری۔

ہم	ہم آغوش، ہم آواز، ہم آہنگ، ہم بستر، ہم پایہ، ہم پہلو، ہم پلہ، ہم پیشہ، ہم پیالہ، ہم جلوس، ہم جماعت، ہم جنس، ہم جولی، ہم چشم، ہم خواب، ہم درد، ہمدم، ہمدوش، ہم دیوار، ہم ذات، ہم راز، ہم راہی، ہم زبان، ہم زلف، ہم سایہ، ہم سابق، ہم سر، ہم سخن، ہم سفر، ہم سن، ہم شکل، ہم شیر، ہم صحبت، ہم صورت، ہم قدم، ہم کلام، ہم کنار، ہم مذہب، ہم مرکز، ہم مکتب، ہم نام، ہم نسل، ہم نشین، ہم وطن، ہم نوا، ہم مرتبہ، ہم وزن۔
ہمہ	ہمہ تن گوش، ہمہ دانی، ہمہ یاراں۔
یک	یک بار، یک جان، یک جان دو قالب، یک جہتی، یک رنگ، یک زبان، یکساں، یکسو، یک شنبہ، یک طرفہ، یک لخت، یک مشت۔

لاحقے

لاحقے	مرکب الفاظ
آب	پنجاب، پیشاب، تالاب، تیزاب، خوشاب، سراب، سرخاب، سیراب، سیلاب، سیماب، شاداب، گرداب، گلاب، نیلاب۔
آباد	ایبٹ آباد، ایمن آباد، حیدر آباد، رحمت آباد، عشرت آباد، ہارون آباد۔
آرا	انجمن آرا، بزم آرا، جلوہ آرا، صف آرا، معرکہ آرا، ہنگامہ آرا۔
آرام	دل آرام، (دلارام)۔
آزار	دل آزار، مردم آزار۔
آزما	زور آزما، تقدیر آزما، تیغ آزما، جنگ آزما، طاقت آزما، نصیب آزما، مقدر آزما۔
آشام	خون آشام، درد آشام، مے آشام۔
آشنا	درد آشنا، دیر آشنا، زود آشنا، صورت آشنا، کم آشنا، لب آشنا، مطلب آشنا۔
آشوب	چشم آشوب، دل آشوب، ملک آشوب۔
آفرین	جان آفرین، سحر آفرین، نکتہ آفرین۔
آگاہ	حق آگاہ، خدا آگاہ، حقیقت آگاہ، شریعت آگاہ، کار آگاہ۔
آل	دودھیال، سسرال، ننھیال۔
آلود	خون آلود، زنگ آلود، سرمہ آلود، غبار آلود، قہر آلود، گرد آلود۔
آموز	ادب آموز، حکمت آموز، سبق آموز، عبرت آموز، نو آموز۔
آمیز	درد آمیز، شرارت آمیز، نصیحت آمیز۔

آور	تناور، جنگ آور، حملہ آور، دست آور، زورآور، نشہ آور، نام آور۔
ا	بینا، توانا، دانا، جیب کترا، سچا، کالا، میلا، نیلا۔
ابرو	سفید ابرو، سیاہ ابرو، ہلال ابرو۔
اپ	سنگلاپ، میلاپ۔
ات	باغات، برسات، بیگمات، بیانات، جنات، خرافات، خیالات، مقامات، مکانات۔
اٹا	خراٹا، زناٹا، سناٹا، فراٹا۔
اختر	بداختر، سیہ اختر، نیک اختر۔
ار	چار، سنار، کمہار، لہار، مٹیار۔
ارا	بھٹیارا، بیچارا، ہتھیارا۔
اری	بھکاری، پجاری، سرکاری۔
اس	اڑاس، کٹھاس، مٹھاس۔
افروز	انجمن افروز، بزم افروز، جلوہ افروز، دل افروز، عالم افروز۔
افزا	حوصلہ افزا، راحت افزا، روح افزا، رونق افزا، سرور افزا، صحت افزا، غم افزا، فرحت افزا، مسرت افزا، نشاط افزا، نور افزا، ہمت افزا۔
افشاں	خون افشاں، زرافشاں، گوہر افشاں، نور افشاں۔
افگن	سایہ افگن، سرافگن، شیر افگن، نور افگن۔
اک	پوشاک، پیراک، تپاک، تیراک، خوراک، سوزاک، لڑاک۔
الو	جھگڑالو، شرمالو، لجالو۔
الہ	شوالہ، ہمالہ۔
ان	اٹھان، اڑان، تھکان، چالان، ڈھلان، میان۔
انا	اٹھانا، جگانا، چلانا۔
انداز	تیرانداز، خلل انداز، دست انداز، رخنہ انداز، قرعہ انداز، نظر انداز۔
اندام	خوش اندام، گل اندام، نازک اندام۔

اندوز	ذخیرہ اندوز، عبرت اندوز، غم اندوز۔
اندیش	بداندیش، خیراندیش، دوراندیش، عاقبت اندیش، کوتاہ اندیش۔
انگار	سہل انگار۔
انگیز	آتش انگیز، بغاوت انگیز، تعجب انگیز، حیرت انگیز، دردانگیز، دہشت انگیز، شرارت انگیز، طرب انگیز، عبرت انگیز، فکر انگیز، نشاط انگیز، نفرت انگیز، ولولہ انگیز۔
انہ	بیعانہ، جاہلانہ، جرمانہ، زنانہ، شکرانہ، عالمانہ، مردانہ، نذرانہ، وکیلانہ، ہرجانہ، یارانہ۔
انی	برفانی، جسمانی، دیوانی، ربانی، روحانی، طولانی، لحمانی، مغلانی، مہترانی، نفسانی، نورانی، وسطانی، ہیولانی۔
اؤ	الجھاؤ، بناؤ، بچاؤ، بہاؤ، بھراؤ، پٹاؤ، ٹکاؤ، ٹھہراؤ، جماؤ، جھکاؤ، چڑھاؤ، رکاؤ، کٹاؤ، لگاؤ۔
اوٹ	بناوٹ، رکاوٹ، سجاوٹ، گلاوٹ، گھلاوٹ، لگاوٹ، ملاوٹ۔
اون	اٹھاون، ستاون، گھٹاون۔
اونا	ڈراونا، گھناونا۔
ائن	بڑھائن، چودہرائن، رامائن، نائن۔
ائی	اترائی، اکائی، چڑھائی، لڑائی، لکھائی، ہریائی۔
باختہ	حواس باختہ، ہوش باختہ۔
بار	اشکبار، بردبار، جوئبار، رودبار، زیربار، ژالہ بار، سنگ بار، گراں بار۔
باڑہ	امام باڑہ۔
باز	آتش باز، اٹکل باز، اکڑباز، بٹیرباز، پتنگ باز، پھکو باز، جانباز، دغاباز، دھوکے باز، قلاباز، قمارباز، کبوترباز، مرغ باز، مقدمہ باز، نخرہ باز، نظرباز۔
بازار	اردوبازار، جمعہ بازار، علی بازار، لنڈابازار۔
باش	خوش باش، شب باش، یارباش۔

باغ	آرام باغ، جام باغ۔
باطن	بد باطن، پاک باطن، تاریک باطن، کور باطن۔
بان	بادبان، باغبان، پاسبان، دربان، ساربان، سایہ بان، شتربان، گاڑی بان، گلہ بان، نیل بان، مہربان، میزبان، نگہبان۔
بخت	بدبخت، تیرہ بخت، سیاہ بخت، کور بخت، نیک بخت۔
بخش	اللہ بخش، جان بخش، خدا بخش، راحت بخش، رسول بخش، شفا بخش، صحت بخش، طراوت بخش، فرحت بخش، مراد بخش، مسرت بخش، مولا بخش۔
بدر	دربدر، شہر بدر، گاؤں بدر، ملک بدر۔
بدن	پری بدن، چور بدن، گلبدن، نازک بدن۔
بر	پیامبر، پیغمبر، دلبر، نامہ بر۔
بردار	چلم بردار، حکم بردار، علم بردار، فرماں بردار۔
برداشتہ	دل برداشتہ، قدم برداشتہ، قلم برداشتہ۔
بستہ	پربستہ، دربستہ، دست بستہ، سربستہ، کمربستہ۔
بند	ازار بند، پابند، تک بند، تلوار بند، تہ بند، جماعت بندی، خیال بند، زبان بند، دستار بند، دل بند، دیو بند، سطر بند، فرقہ بند، قافیہ بند، قلم بند، نظر بند، لعل بند، ہوا بند۔
بوسی	پابوسی، دست بوسی، زمین بوسی، فلک بوسی، قدم بوسی۔
بیز	پارچہ بیز، خاک بیز، عطر بیز، مشک بیز۔
بیان	آتش بیان، پاکیزہ بیان، راست بیان، رنگین بیان، روشن بیان، سحر بیان، شعلہ بیان، غلط بیان، نازک بیان۔
بین	باریک بین، تماشابین، حق بین، خوردبین، ظاہر بین، عیب بین۔
پا	آتش پا، بادپا، دیرپا، سبک پا، فیل پا، مثاپا۔
پار	دریا پار، سمندر پار، نہر پار۔
پارہ	آتش پارہ، جواہر پارہ، شکر پارہ۔

پاش	آبپاش، آتش پاش، برق پاش، عطرپاش، گلاب پاش، نمک پاش۔
پت	پانی پت، جھڑ پت، سیان پت۔
پتی	کروڑ پتی، لاکھ پتی۔
پٹم	سرنگاپٹم۔
پٹن	پاکپٹن۔
پذیر	تربیت پذیر، حل پذیر، دل پذیر، سکونت پذیر، قیام پذیر۔
پرداز	اختر پرداز، انشاپرداز، فتنہ پرداز۔
پرسی	باز پرسی، مزاج پرسی۔
پرست	آتش پرست، آفتاب پرست، باطن پرست، بت پرست، تن پرست، حق پرست، خدا پرست، خیال پرست، دنیا پرست، زرپرست، ظاہر پرست، سرپرست، عیش پرست، قدامت پراست، گور پرست۔
پرور	بلند پرور، جان پرور، دوست پرور، روح پرور، سخن پرور، سفلہ پرور، شکم پرور، علم پرور، غریب پرور، کنبہ پرور، قوم پرور، مہمان پرور، نفس پرور۔
پرواز	بلند پرواز، تیز پرواز، خوش پرواز، نو پرواز۔
پروردہ	سایہ پروردہ، ناز پروردہ، نمک پروردہ۔
پسند	خود پسند، شاہ پسند، عالم پسند، عیش پسند، مشکل پسند۔
پن	احمق پن، البیلا پن، بانکپن، بے ساختہ پن، بچپن، شہدہ پن۔
پنا	احمق پنا، بچپنا، لڑکپنا۔
پناہ	دست پناہ، شہر پناہ، عالم پناہ۔
پور	غازی پور، فتح پور، میر پور، ہری پور۔
پورہ	مغل پورہ، ملک پورہ۔
پوری	جگناتھ پوری، مشک پوری، مین پوری۔
پوش	پاپوش، پلنگ پوش، چشم پوش، خطا پوش، روپوش، زرہ پوش، زین پوش، ستر پوش، سفید پوش، کفن پوش، کمبل پوش، میز پوش، نقاب پوش۔

پہلو	تنگ پہلو، چار پہلو، شش پہلو، ہر پہلو، ہشت پہلو۔
پیچ	پر پیچ۔
پیرا	بہار پیرا، عمل پیرا، نوا پیرا۔
پیشہ	استاد پیشہ، تاجر پیشہ، جرائم پیشہ، جفا پیشہ، سخاوت پیشہ، شاگرد پیشہ، ملازمت پیشہ، نوکر پیشہ، ہم پیشہ۔
پیکر	آتش پیکر، پری پیکر، حور پیکر، قیامت پیکر، کوہ پیکر۔
جان	آہن جان، سخت جان، سنگ جان، سوختہ جان۔
جاہ	آسمان جاہ، ارسطو جاہ، افلاطون جاہ، ثریا جاہ، جم جاہ، خورشید جاہ، سکندر جاہ، سلطان جاہ، سلیمان جاہ، عالی جاہ، فلک جاہ۔
جبین	خندہ جبین، زہرہ جبین، صبح جبین، شگفتہ جبین، گل جبین۔
جگر	آہن جگر، خستہ جگر، خونیں جگر، سوختہ جگر۔
جناب	عالی جناب، عرش جناب، فلک جناب، محترم جناب۔
جنگ	خانہ جنگ، ظفر جنگ، سرد جنگ۔
چشم	تنگ چشم، چار چشم، شوخ چشم، طوطا چشم، کور چشم، گربہ چشم۔
چور	بدن چور، دل چور، کام چور، کفن چور، نظر چور۔
چہ	باغیچہ، دریچہ، غالیچہ۔
حال	آسودہ حال، آشفتہ حال، بدحال، پریشان حال، تنگ حال، خستہ حال، خوشحال۔
حویلی	زرد حویلی، لال حویلی۔
خاطر	افسردہ خاطر، پریشان خاطر، رنجیدہ خاطر۔
خیال	بلند خیال، پاکیزہ خیال، پریشان خیال، پست خیال، تاریک خیال، تنگ خیال، جادو خیال، خام خیال، رنگین خیال، عالی خیال، نازک خیال، نیک خیال۔
دامن	پاک دامن، تر دامن، تہی دامن، خوش دامن۔

دانہ	انار دانہ، بیہ دانہ، ساگودانہ۔
دست	تنگ دست، چابک دست، زبردست، زیردست۔
دشمن	آشنا دشمن، اقبال دشمن، زن دشمن، عاشق دشمن، علم دشمن۔
دل	آشفتہ دل، آزردہ دل، افسردہ دل، بددل، بزدل، پاک دل، تنگ دل، خوش دل، دریا دل، رحمدل، روشن دل، زندہ دل، سنگ دل، شیر دل، صاحب دل، نازک دل، نرم دل، نیک دل، مردہ دل۔
دماغ	بددماغ، تردماغ، خردماغ، خشک دماغ، روشن دماغ، عالی دماغ۔
دوست	زردوست، علم دوست، غریب دوست، فقیر دوست، مسافر دوست۔
دہ	تکلیف دہ، جواب دہ، دل دہ، نشان دہ، نقصان دہ۔
دھر	ادھر، ادھر، تدھر، جدھر، کدھر۔
دہن	دریدہ دہن، غنچہ دہن، گندہ دہن۔
دید	چشم دید، قابل دید۔
دیدہ	آبدیدہ، جہاں دیدہ، ستم دیدہ، غم دیدہ، نم دیدہ۔
ران	جہاز ران، حکمران، کامران، مگس ران۔
رائے	تاریک رائے، سخت رائے، سنجیدہ رائے، صاحب رائے، وائسرائے۔
ربا	دلربا، ہوش ربا۔
رس	دسترس، فریادرس، نکتہ رس۔
رساں	ایذا رساں، پیغام رساں، چٹھی رساں، خبر رساں، روزی رساں، سراغ رساں، ضرر رساں۔
رسیدہ	آفت رسیدہ، اجل رسیدہ، ایذا رسیدہ، ستم رسیدہ، سن رسیدہ، ضرر رسیدہ، عمر رسیدہ۔
رو	آئینہ رو، پری رو، خوب رو، شمع رو، گرم رو، گل رو، قبلہ رو، لالہ رو۔
روب	جاروب، خاک روب۔
ری	انگشتری، بانسری، طشتری۔

ریز	تخم ریز، خون ریز، رنگ ریز، عرق ریز، گل ریز، لب ریز۔
ریزہ	الماس ریزہ، سنگ ریزہ، سیماب ریزہ۔
زا	فتنہ زا، قیامت زا، محشر زا، میرزا۔
زاد	آدم زاد، پری زاد، چچازاد، خالہ زاد، طبع زاد، عم زاد، ہمزاد۔
زادہ	آدمی زادہ، پری زادہ، پیرزادہ، حرام زادہ، شہزادہ، غریب زادہ، مال زادہ۔
زار	بازار، خارزار، ریگ زار، سبزہ زار، کشت زار، گل زار، لالہ زار، مرغزار۔
زبان	آتش زبان، بدزبان، چرب زبان، شریں زبان، گاؤ زبان، ہفت زبان۔
زد	زبان زد، سرزد، فاقہ زد، قلم زد، گوش زد، نامزد۔
زدہ	آتش زدہ، آسیب زدہ، آفت زدہ، افلاس زدہ، جنون زدہ، حیرت زدہ، خوف زدہ، دہشت زدہ، ستم زدہ، ماتم زدہ، مصیبت زدہ۔
زنی	آتش زنی، تیغ زنی، خندہ زنی، راہ زنی، سرزنی، سینہ زنی، شعلہ زنی، لاف زنی، مشت زنی، نعرہ زنی، نقب زنی۔
زور	شہ زور، کمزور، منہ زور۔
زیب	اورنگ زیب، تن زیب، جامہ زیب، چمن زیب۔
س	آپس، انس، جنس۔
سا	پتھر سا، پھول سا، سرمہ سا۔
سار	خاکسار، سنگ سار، شرم سار، کوہسار، ملنسار۔
ساز	آئینہ ساز، بندوق ساز، جعل ساز، جلد ساز، حیلہ ساز، خانہ ساز، دم ساز، رنگ ساز، زمانہ ساز، عطر ساز، قانون ساز، کار ساز، گھڑی ساز، عینک ساز۔
سال	امسال، پنسال، ٹکسال، گھڑسال۔
سبھا	اندر سبھا، پنجاب سبھا، راجپوت سبھا، ہندو سبھا۔
ستائی	خودستائی، مردم ستائی۔

ستان	آستان، افغانستان، انگلستان، باغستان، برفستان، بلوچستان، بوستان، بہارستان، پاکستان، پرستان، تابستان، ترکستان، خارستان، ریگستان، زمستان، سنگستان، شبستان، عربستان، فرنگستان، قبرستان، کافرستان، کوہستان، گرجستان، گلستان، گورستان، نخلستان، ہندوستان۔
سٹیشن	پولیس سٹیشن، ٹی وی سٹیشن، ریلوے سٹیشن، گرڈ سٹیشن۔
سر	خودسر، شوریدہ سر، ہم سر، یک سر۔
سرا	مدح سرا، نغمہ سرا، نکتہ سرا۔
سرائے	حرم سرائے، ماتم سرائے، محل سرائے، مہمان سرائے۔
سرشت	بدسرشت، پاک سرشت، نیک سرشت۔
سگالی	خیرسگالی۔
سماج	آریا سماج، برہم سماج، مسلم سماج، ہندو سماج۔
سنج	بذلہ سنج، سخن سنج، شکوہ سنج، نغمہ سنج، نکتہ سنج۔
سوز	جان سوز، حیاسوز، دل سوز۔
سیر	برق سیر، سبک سیر، فلک سیر۔
سیرت	بدسیرت، پاک سیرت، خوب سیرت، خوش سیرت، نیک سیرت۔
ش	آرائش، آزمائش، افزائش، آلائش، آمیزش، آویزش، بارش، بخشش، پرستش، پرورش، پیدائش، پیمائش، تابش، تپش، جنبش، خارش، خواہش، دانش، روش، رنجش، سازش، سفارش، شورش، فرمائش، فہمائش، کاوش، کشائش، کشش، گزارش، گردش، گنجائش، لرزش، لغزش، مالش، نالش، نگارش، نمائش، نوازش، ورزش۔
شاہی	بادشاہی، راج شاہی، سکھا شاہی، نادر شاہی۔
شدہ	طبع شدہ، شادی شدہ منظور شدہ، منسوخ شدہ۔
شکن	اعضا شکن، بت شکن، جادو شکن، حوصلہ شکن، خیبر شکن، دل شکن، سحر شکن، عہد شکن، قانون شکن، کوہ شکن۔

شکوہ	پرشکوہ، داراشکوہ، علی شکوہ، فلک شکوہ
شگاف	جگر شگاف، خاراشگاف، زہرہ شگاف، فلک شگاف، کوہ شگاف، واشگاف
شماری	اختر شماری، خانہ شماری، مردم شماری
شن	راشن، روشن، سٹیشن، گلشن
شناس	اختر شناس، اداشناس، حرف شناس، حق شناس، حلیہ شناس، خدا شناس، خود شناس، رمز شناس، ستارہ شناس، سخن شناس، صورت شناس، قدر شناس، قیافہ شناس، کارشناس، مزاج شناس، موقعہ شناس
شوئی	اشک شوئی، پارچہ شوئی، مردہ شوئی
صورت	بدصورت، پری صورت، حسین صورت، خوبصورت، کافر صورت، مسکین صورت، مومن صورت
ضمیر	پاک ضمیر، روشن ضمیر
طبع	آتش طبع، آزاد طبع، بلند طبع، تیز طبع، خوش طبع، سلیم طبع
طراز	تیز طراز، رقم طراز، سخن طراز، صورت طراز، لطیفہ طراز
طلب	آرام طلب، تحقیق طلب، حق طلب، شہرت طلب، غور طلب
طینت	پاک طینت، فرشتہ طینت، نیک طینت
ظرف	تنگ ظرف، تہی ظرف، عالی ظرف، کم ظرف
فام	سفید فام، سیاہ فام، شعلہ فام، گل فام، لالہ فام
فراز	سرفراز، گردن فراز
فرسائی	جان فرسائی، حوصلہ فرسائی، خامہ فرسائی
فرما	تشریف فرما، جلوہ فرما، جلوس فرما، حکم فرما، عنایت فرما، کارفرما، کرم فرما
فروز	جلوہ فروز، دل فروز، شب فروز، رونق فروز
فروش	آبرو فروش، استخوان فروش، اسلام فروش، ایمان فروش، بادہ فروش، بردہ فروش، تھوک فروش، پرچون فروش، چاول فروش، حلوہ فروش، خوردہ فروش، دین فروش، سبزی فروش، سرفروش، عطر فروش، عصمت فروش، غلہ فروش،

	کتب فروش، گل فروش، قوم فروش، مے فرش، میوہ فروش، ناز فروش
فریب	پُرفریب، دل فریب، نظر فریب
فزا	جاں فزا، حیرت فزا، راحت فزا، مسرت فزا، نور فزا
فشاں	آتش فشاں، در فشاں، زر فشاں، شعلہ فشاں، گل فشاں، نور فشاں
فگن	پرتو فگن، سایہ فگن، سر فگن، شعلہ فگن
فلسفہ	بافلسفہ، بے فلسفہ، پرفلسفہ، صاحب فلسفہ، غیر فلسفہ، نو فلسفہ، ہم فلسفہ
فن	آزاد فن، بسیار فن، پاکیزہ فن، جادو فن، نازک فن، ہزار فن
فہم	ادا فہم، تیز فہم، زود فہم، غلط فہم، کم فہم
قدر	اعلیٰ قدر، گرامی قدر، والا قدر
قدم	پیش قدم، ثابت قدم، تیز قدم، خوش قدم، مبارک قدم، نیک قدم
قلم	آزاد قلم، زور قلم، ہم قلم، یک قلم
ک	آتشک، بیٹھک، ڈھولک، گندھک
کار	آزمودہ کار، اہل کار، بدکار، بے کار، پرکار، تجربہ کار، خطا کار، جفا کار، حرام کار، خطا کار، دست کار، رضا کار، ریا کار، زنا کار، ساہو کار، سیہ کار، غلط کار، مرصع کار، نگران کار، واقف کار
کارنا	پچکارنا، پھٹکارنا، پھنکارنا، چہکارنا، دھتکارنا، سسکارنا
کام	خود کام، خوش کام، شادکام، شیریں کام
کاہ	جاں کاہ
کدہ	آتش کدہ، بت کدہ، دولت کدہ، صنم کدہ، عشرت کدہ، عیش کدہ، غم کدہ، ماتم کدہ، مے کدہ، نعمت کدہ، وحشت کدہ
کردار	بدکردار، جفاکردار، نیک کردار
کردہ	ردکردہ، قبول کردہ، کارکردہ، منظور کردہ، ناکردہ
کڑ	بجھکڑ، پھلکڑ

کش	آرائش، بادکش، ترکش، جاروب کش، جفاکش، دلکش، دم کش، سرکش، فاقہ کش، فروکش، فوج کش، کنارہ کش، لشکرکش، محنت کش
کشی	جراثیم کشی، خودکشی، دخترکشی، کرم کشی، مردم کشی
کلام	بدکلام، رنگین کلام، شیرین کلام، نازک کلام
کن	جان کن، چاہ کن، کان کن، کوہ کن، گورکن
کنا	بلکنا، پھڑکنا، تھپکنا، جھپکنا، چمکنا، دھمکنا، سرکنا، لپکنا (دیکھیے مصادر)
کوبی	سرکوبی، سینہ کوبی
کوٹ	بالاکوٹ، پٹھان کوٹ، سیالکوٹ، مٹھن کوٹ
کوش	جفاکوش، سخت کوش، وفاکوش
کیش	ارادت کیش، جفاکیش، وفاکیش
گار	آموزگار، پروردگار، پرہیزگار، خدمت گار، روزگار، ریزگار، طلب گار، سازگار، ستم گار، کام گار، گنہ گار، مددگار، یادگار
گانہ	دوگانہ، سہ گانہ، پنج گانہ، ہفت گانہ، یک گانہ
گاہ	آرام گاہ، بزم گاہ، بندرگاہ، تماشا گاہ، جلوہ گا، خواب گاہ، خیمہ گاہ، چراگاہ، درس گاہ، رزم گاہ، رصد گاہ، زیارت گاہ، سجدہ گاہ، سیاست گاہ، سیر گاہ، شرم گاہ، شکارگاہ، عبادت گاہ، عشرت گاہ، عیدگاہ، فرودگاہ، قبلہ گاہ، قربان گاہ، قیام گاہ، کارگاہ، گزرگاہ، نمائش گاہ
گداز	جان گداز، دل گداز، دماغ گداز، نظر گداز
گڑھ	اعظم گڑھ، جوناگڑھ، علی گڑھ، فتح گڑھ، مظفر گڑھ
گر	آہن گر، بازی گر، بیدادگر، تونگر، تیرگر، جادوگر، خوگر، چارہ گر، دریوزہ گر، رفوگر، زرگر، ستم گر، سوداگر، شیشہ گر، غارت گر، کاری گر، کمان گر، کوزہ گر، کیمیاگر، نوحہ گر
گرد	آوارہ گرد، جہاں گرد، کوچہ گرد
گرداں	روگرداں، سرگرداں

گری	آیاگری، دایہ گری، سپاہ گری، گداگری، ماماگری
گیری	آدم گیری، چمچہ گیری، دست گیری، ماہی گیری، ملاگیری
گزار	اطاعت گزار، باج گزار، تہجد گزار، خدمت گزار، سپاس گزار، شکرگزار، شکوہ گزار، کارگزار، گوش گزار، مال گزار
گزیں	آرام گزیں، خلوت گزیں، گوشہ گزیں
گسار	بادہ گسار، غم گسار، مے گسار
گستر	الطاف گستر، جفا گستر، سخن گستر، شکایت گستر، عدل گستر، کرم گستر، نعمت گستر
گشت	بازگشت، مٹرگشت، گل گشت
گشتہ	سرگشتہ، گم گشتہ
گنا	تگنا، دگنا، چوگنا، ہزار گنا
گو	بدگو، بسیار گو، پیش گو، حق گو، خوش گو، داستان گو، دورغ گو، راست گو، زودگو، زیادہ گو، سخن گو، شعرگو، غزل گو، فضول گو، قانون گو، قصہ گو، کلمہ گو، کم گو، لطیفہ گو، ہرزہ گو، ہزل گو
گوار	خوش گوار، ناگوار
گوش	حلقہ بگوش، خرگوش، سیہ گوش
گوں	آب گوں، آتش گوں، لالہ گوں، نیلگوں
گھاٹ	چادرگھاٹ، دھوبی گھاٹ، رام گھاٹ
گھٹ	پنگھٹ، مرگھٹ
گھر	تارگھر، جادوگھر، چڑیا گھر، عجائب گھر،
گونہ	بازگونہ، دوگونہ، گلگونہ
گی	آراستگی، آرزدگی، آشفتگی، آلودگی، آمادگی، آہستگی، افسردگی، بالیدگی، بندگی، خانگی، دیوانگی، روئیدگی، زندگی، سپردگی، شرمندگی، طرفگی، فریفتگی،

گیر	آتش گیر، بغل گیر، جا گیر، جہاں گیر، حرف گیر، دست گیر، دامن گیر، دل گیر، دیر گیر، سخت گیر، عالم گیر، ماہی گیر، ملک گیر
گین	خشمگین، سرگین، شرمگین، غم گین
گینہ	آب گینہ، خاگینہ
ل	پائل، توندل، پنسل، سچل، ریتل، ٹیل
لا	سانولا، کنگلا، منجلا
لاخ	سلاخ، سنگلاخ
لانا	پلانا، جلانا، دھلانا، دکھانا، سکھانا
لب	شیریں لب، لبالب، نازک لب
م	بیگم، پنجم، چہارم، خانم، سوم، ششم، نیلم، مدہم، ہفتم
مآب	جلالت مآب، حماقت مآب، رسالت مآب، شرافت مآب، عزت مآب، عصمت مآب، عظمت مآب
مار	چڑی مار، راہ مار، سونٹے مار، مچھر مار، مکھی مار، یار مار
مال	دست مال، رومال، ریگ مال، شیر مال، گوش مال
مان	آسمان، ترکمان، مہمان
مائل	زردی مائل، سبزی مائل، سرخی مائل، سیاہی مائل
مایہ	سرمایہ، فرومایہ، کم مایہ، گراں مایہ
محل	تاج محل، رنگ محل، شیش محل، عیش محل، موتی محل
مزاج	بد مزاج، تند مزاج، تنگ مزاج، خوش مزاج، عاشق مزاج، گرم مزاج، نازک مزاج، نرم مزاج
مشرب	آزاد مشرب، درویش مشرب، رند مشرب
مغز	آشفتہ مغز، بیدار مغز، پرمغز، تہی مغز، تیرہ مغز، خشک مغز
مند	آرزومند، احسان مند، اخلاص مند، ارجمند، اقبال مند، بہرہ مند، تنومند، حاجت مند، دانش مند، درد مند، رضامند، سود مند، عقل مند، غرض مند،

	غیرت مند، فائدہ مند، فتح مند، فکر مند
ن	الجھن، افیمن، بھرن، پھسلن، جھاڑن، دھوبن، دلہن، گوالن، لگن
ناک	افسوسناک، اندیشہ ناک، اندوہناک، حیرت ناک، خشم ناک، خوفناک، دردناک، شرمناک، عبرت ناک، غمناک، نمناک، ہوسناک، ہولناک، ہیبت ناک
نام	بدنام، گم نام، نیک نام
نامہ	ارادت نامہ، اطلاع نامہ، اعمال نامہ، اقرار نامہ، بیعہ نامہ، تعبیر نامہ، جنگ نامہ، حکم نامہ، راضی نامہ، سپاس نامہ، سفارت نامہ، سفارش نامہ، سفر نامہ، شراکت نامہ، شہادت نامہ، صلح نامہ، ضمانت نامہ، طلاق نامہ، عنایت نامہ، عہد نامہ، غلط نامہ، فالنامہ، فتح نامہ، کارنامہ، کرایہ نامہ، محبت نامہ، مختارنامہ، نسبت نامہ، نکاح نامہ، نوازش نامہ، نیاز نامہ، ہدایت نامہ
ندہ	پرندہ، چرندہ، درندہ، زندہ، کارندہ، نمائندہ
نشین	بالانشین، بوریا نشین، پردہ نشین، تخت نشین، تہ نشین، جانشین، حرم نشیں، خاک نشین، خلوت نشین، دل نشین، ذہن نشین، سجادہ نشین، عزلت نشین، کرسی نشین، گدی نشین، گوشہ نشین، مسند نشین، ہم نشین
نصیب	بدنصیب، خوش نصیب، عالی نصیب، کم نصیب
نظر	بالغ نظر، باریک نظر، بلند نظر، تنگ نظر، تیز نظر، خوش نظر، کج نظر، کم نظر، کوتاہ نظر، گرم نظر
نگار	افسانہ نگار، جادونگار، داستان نگار، زرنگار، سوانح نگار، مضمون نگار، مقالہ نگار، نامہ نگار، واقعہ نگار، وقائع نگار
نگاہ	باریک نگاہ، بدنگاہ، خوش نگاہ، ژرف نگاہ، عاشق نگاہ، قیامت نگاہ، کج نگاہ، کم نگاہ، کورنگاہ
نگر	احمد نگر، سلطان نگر، سری نگر، عالم نگر

نما	انگشت نما، بدنما، خوش نما، رونما، رہنما، قبلہ نما، قطب نما، کشتی نما، گندم نما، محراب نما، مرغ نما
نواز	بندہ نواز، سفلہ نواز، شریف نواز، غریب نواز، مسافر نواز، مسکین نواز، مہمان نواز
نورد	خلانورد، دشت نورد، صحرانورد، عالم نورد
نوش	بادہ نوش، سگریٹ نوش، شراب نوش، مے نوش
نویس	اپیل نویس، اخبار نویس، افسانہ نویس، بدنویس، پرچہ نویس، خلاصہ نویس، خوش نویس، عرضی نویس، لوح نویس، مختصر نویس، مسودہ نویس، مضمون نویس، نقشہ نویس، نقل نویس، واقعہ نویس
نہاد	بدنہاد، کج نہاد
نی	استانی، شیرنی، ملانی (علامت تانیث ہے) کرنی، گھومنی، لوٹنی، منگنی، (نی علامت حاصل مصدر)
و	بچاؤ، پتھراؤ، رکھاؤ، گھٹاؤ
وا	بلاوا، بہکاوا، پھسلاوا، دکھلاوا، ڈراوا
وار	امیدوار، بزرگ وار، خطاوار، سزاوار، سوگوار، گوشوار، ماہوار
واری	امیدواری، پٹواری
واس	بکواس، بدحواس
وال	پسوال، کٹھوال، کوتوال، ہانڈی وال
والا	اوپروالا، باہروالا، رکھوالا، گھروالا، متوالا
واں	آٹھواں، پانچواں، پھسلواں، ڈھلواں، جڑواں، ساتواں، نواں
وان	بھگوان، پیچوان، کوچوان
وتی	سمجھوتی، کٹوتی
ور	بارور، پیشہ ور، تاجور، جانور، دانش ور، دیدہ ور، طاقت ور، سخن ور، سرور، کینہ ور، نامور

ور	دستور، رنجور، مزدور
وش	پری وش، ماہوش
ہ	بیمہ، پایہ، پشتہ، پنجہ، پنجرہ، چشمہ، دروازہ، دستہ، دندانہ، روزہ، غبارہ، گوشہ، ہرکارہ، ہفتہ
	(امر کے آخر میں لگانے سے) اندازہ، اندیشہ، انگارہ، بندہ، پیرایہ، تراشہ، خندہ، رنجہ، ریزہ، گزارہ، نالہ، نامہ
	(ماضی کے آخر میں لگانے سے) آراستہ، آسودہ، آلودہ، آمدہ، آموختہ، افتادہ، افسردہ، اندوختہ، برآمدہ، برداشتہ، برگشتہ، پختہ، پیوستہ، خواستہ، خواندہ، دانستہ، دیدہ، رشتہ، رفتہ، ساختہ، سنجیدہ، شکستہ، شوریدہ، فرمودہ، کردہ، گذشتہ، مردہ، نوشتہ
ہٹ	آہٹ، جھنجھناہٹ، تھرتھراہٹ، جھلجھلاہٹ، چکناہٹ، سرسراہٹ، کڑاہٹ، مسکراہٹ، نرماہٹ
ہرا	اکہرا، دوہرا، تہرا، چوہرا
ہری	سنہری
ہی	ابھی، تبھی، سبھی، کبھی، جبھی
ہیں	تمہیں، جونہیں، کہیں، وہیں
ی	(زیادہ تر علامت تانیث ہے)
	آشنائی، آبادی، ابتری، برائی، بڑائی، پیراکی، جوانی، چوڑائی، روشنی، سچائی، کھٹائی، لمبائی۔
	(حاصل مصدر کے لیے) پھیری، جھکی، ڈبکی، کٹی، لگی، ہنسی
	(دوسرے حاصل مصدر) بٹائی، بندھائی، بنوائی، پسوائی، پکوائی، پڑھائی، دھلائی، دکھلائی، ڈھلائی، رنگوائی، سلائی، کٹائی، کھدوائی
یا	(تانیث کے لیے) بندریا، چوہیا، کتیا، گدھیا
	(صفت کے لیے) فربیا، قانونیا، گویا، مخولیا، نیاریا

یاب	بہرہ یاب، دستیاب، سزایاب، شرف یاب، فیض یاب، کمیاب، نایاب
یات	آیات، الٰہیات، جزیات، دینیات، ریاضیات، طبیعات، عملیات، فلکیات، کلیات
یار	بخت یار، شہر یار، ہتھیار، ہوشیار
یارا	دکھیارا، گھسیارا
یافتہ	انعام یافتہ، تربیت یافتہ، ترقی یافتہ، تعلیم یافتہ، سزایافتہ، شہریت یافتہ
یانا	ٹھنڈیانا، چندھیانا، سٹھیانا، کھسیانا، ہتھیانا
یت	آدمیت، اصلیت، الوہیت، انانیت، انسانیت، بربریت، بنگالیت، بیضویت، جنسیت، روحانیت، شوریت، شہریت، فاعلیت، قبولیت، کیفیت، کمیت، ماہیت، معقولیت، مقبولیت
یرا	اندھیرا، بہتیرا، سپیرا، لٹیرا، ممیرا
یسا	ایسا، تیسا، جیسا، کیسا، ویسا
یل	اڑیل، چٹیل، کڑیل، گھائیل
یلا	اکیلا، سوتیلا
یلا	پتھریلا، پھرتیلا، رسیلا، زہریلا، نشیلا، نکیلا
یلی	تھیلی، جرنیلی، ہتھیلی،
ین	بغلین، فعلین، دارین، کونین
ین	آتشین، آفرین، آستین، بلورین، خونین، رنگین، زرین، زمردین، عنبرین، مشکین
ینہ	آئینہ، پارینہ، پشمینہ، دیرینہ، روزینہ، کمینہ، نورینہ، مہینہ، نرینہ
یہ	امامیہ، امیہ، جبریہ، عباسیہ، فاطمیہ، قدریہ، مغلیہ، نظریہ

روزمرہ (USAGE)

اہل زبان کی بول چال جس کے خلاف بولنا درست نہ مانا جائے روزمرہ کہلاتا ہے۔ آئے دن کے بجائے آئے روز بولنے سے معانی تبدیل نہیں ہوتے لیکن اہل زبان اس طرح نہیں بولتے۔ اہل زبان کی پیروی ضروری ہے۔ ذیل میں چند فقرے دیے جاتے ہیں۔

آپ جانیں اور آپ کا کام۔

آپ کی کیا بات ہے۔

آپ میرے لیے دعا کریں۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں۔

اگر آپ مجھ سے الجھے تو بے نقط سناؤں گا۔

براہ مہربانی خط کا جواب جلدی دیں۔

بڑے شہروں میں آئے دن حادثے ہوتے رہتے ہیں۔

تمہارے منہ میں گھی شکر۔

حامدہ یہ خبر سن کر ہکا بکا رہ گئی۔

حمیدہ آئے دن بیمار رہتی ہے۔

درخواست مع سرٹیفکیٹ دفتر میں بھجواؤ۔

دل کیا کہہ رہا ہوگا۔

مجھے اس دوا سے آرام ہو گیا۔

میں آپ کی ناراضی کا سبب نہ جان سکا۔

میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

وہ روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

یہ عورت اچھا گاتی ہے۔

محاورات

(چیدہ چیدہ محاورات کا انتخاب)(IDIOMS)

محاورہ کے لفظی معنی بات چیت کے ہیں۔ اصطلاح میں محاورہ الفاظ کا مجموعہ ہے جو اہل زبان کی بول چال میں اپنے اصلی معنی کے بجائے مجازی معنوں میں بولا جاتا ہے، محاورہ کہلاتا ہے۔ روزمرہ اور محاورہ میں یہ فرق ہے کہ روزمرہ میں الفاظ اپنے اصلی معنوں میں بولے جاتے ہیں جبکہ محاورہ میں مجازی معنوں میں۔ روزمرہ میں زیادہ الفاظ بھی ہو سکتے ہیں اور ایک لفظ بھی مگر محاورہ میں کم از کم دو الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ محاورہ گرائمر کی ذیل میں آتا ہے جبکہ روزمرہ قواعد کی حدود سے بالاتر ہوتا ہے۔ روزمرہ اور محاورہ میں کسی قسم کی تبدیلی روا نہیں رکھی جاتی۔ محاورہ میں امدادی افعال سے مشتق افعال بن سکتے ہیں مگر اسم میں تبدیلی نہیں کی جاتی۔ مصدر سے بھی حاصل مصدر بنائے جا سکتے ہیں۔ حالی نے جس تبدیلی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ مصدر کی ہی تبدیلی ہے اور یہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

محاورات	معانی	استعمال
آب آب کرنا	شرمندہ کرنا	؎ چھلک چھلک کے ترے جام مے نے اے ساقی ستم کیا مری توبہ کو آب آب کیا
آب آب ہونا	شرمندہ ہونا	؎ تم نے جو کہہ دیا میں انہیں جانتا نہیں ہم آب آب ہو گئے غیروں کے سامنے
آب اترنا/بگڑنا	چمک اترنا	ملمع سے زیورات کی آب اتر جاتی ہے۔
آب ودانہ اٹھنا	مرجانا	؎ اے وطن والو! وطن کی سرزمین تم کو نصیب ہم تو جاتے ہیں ہمارا آب و دانہ اٹھ گیا
آب وہوا راس آنا	مزاج کے مطابق ہونا	؎ کہاں رہوں کہیں بھی مجھے قرار نہیں جہاں کی آب وہوا راس آ نہ سکی مجھے
آب ہونا	دکھ پہنچنا	؎ دل آب ہوا جاتا تھا فرزند کے غم میں بیٹا تو کنویں میں تھا پدر چاہ الم میں
آبرو بنانا	عزت پانا	؎ پڑھتے ہیں رات دن وہ محنت سے دل لگا کر دنیا میں جو چاہتے یہی آبرو بنانا
آبرو پر پانی پھیرنا	ذلیل ہونا	اس نے چوری کر کے اپنی آبرو پر پانی پھیر دیا۔
آبرو پر حرف آنا	ذلیل ہونا	کیا مجال کہ آپ کی آبرو پر حرف آئے ہم آپ کی مدد کریں گے۔
آبرو خاک میں ملانا	عزت گنوانا	؎ جو علم سے ہیں عاری آوارگی میں ہیں خوش خاک میں ملائیں گے وہ اپنی آبرو کو

آبرو میں بٹا لگانا	عزت میں خلل ڈالنا	چوری جیسا بھیانک جرم کر کے اس نے اپنی آبرو میں بٹا لگا دیا۔
آپے سے باہر ہونا	غصہ ضبط نہ کر سکنا	خوش ہوا ایسا کہ آپے سے باہر ہو گیا یار کا ملنا نہ ملنا سب برابر ہو گیا
آپے میں نہ رہنا	ہوش میں نہ آنا	خودی کا نشہ چڑھا آپ میں رہا نہ گیا خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا
آپے میں نہ رہنا	حقیقت بھول جانا	ہوش ہو جاتے ہیں گم کچھ بھی نہیں کہتا ہوں میں جب وہ آتے ہیں تو آپے میں نہیں رہتا ہوں میں
آٹا گیلا ہونا	کام بگڑنا	غیر تو پھر غیر تھے اپنے بھی اپنے نہیں لیجیے قسمت سے آٹا اور گیلا ہو گیا
آٹے میں نمک ہونا	بہت کم ہونا	کم از کم اتنی مہربانی کرو جتنا آٹے میں نمک ہوتا ہے۔
گھن پسنا	بے گناہ پکڑا جانا	غیروں کے ساتھ مجھ پر بھی ہونے لگے ستم آٹے کے ساتھ گھن بھی پسا اور بے گناہ
آٹھ آٹھ آنسو رونا	بہت رونا	غیر کی محفل میں مجھ کو مثل شمع آٹھ آٹھ آنسو رلایا آپ نے
آثار پائے جانا	علامت ظاہر ہونا	شروع عشق میں رفتار نبض ہے مدہم سحر میں شام کے آثار پائے جاتے ہیں
آرام میں ہونا	سوتے رہنا	در جلاد پہ دی جا کے جو دستک میں نے موت بولی کہ ٹھہر جا ابھی آرام میں ہیں
آرزو کرنا	تمنا کرنا	نامہ بر میسر نہ ہوا تو خوب ہوا زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

آڑے آنا	مدد کرنا	اس کی رحمت سے لو لگا امید آڑے آئے گی وقت مشکل کے
آڑے ہاتھوں لینا	خبر لینا	تھانیدار نے مجرم کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ اس نے سب کچھ بتا دیا۔
آستینیں چڑھانا	لڑائی کے لیے تیار ہونا	آج وہ دونوں آمادہ ہیں لڑائی کے لیے آستینیں چڑھ رہی ہیں ہاتھا پائی کے لیے
آستین میں سانپ پالنا	دشمن کی پرورش کرنا	کبھی ہم بھی کسی کی زلف شب گوں کے متوالے تھے کبھی ہم نے بھی اپنی آستیں میں سانپ پالے تھے
آسمان پر اڑنا	بے حد تعریف کرنا	عاقبت نااندیش آسمان پر اڑتا ہے لیکن بہت جلد سر کے بل گرتا ہے
آسمان پر تھوکنا	بے وقوفی کرنا	میری رسوائی جو چاہی خود رسوا ہو گئے آسمان کا تھوکا منہ پر دشمنوں کے آ گیا
آسمان پر چڑھانا	بے حد تعریف کرنا	اس جبیں سائی کا اب دیکھیں ملے کیا انعام آسمان پر انہیں چڑھا تو دیا ہم نے
آسمان تھرا اٹھنا	شدید ظلم کرنا	کانپ اٹھی ہے زمین، تھرا اٹھا ہے آسمان اس قدر ظلم وستم، جورو جفا مت کیجیے
آسمان ٹوٹ پڑنا	مصیبت آنا	آسمان ٹوٹ پڑا ہے ستم بے جا کا یہ بھی میرا ہی کلیجہ ہے کہ اٹھاتا ہوں میں
آسمان زمین ایک کرنا	حد سے زیادہ محبت کرنا	محبت کا دعویٰ اگر کیجیے زمین آسمان ایک کر دیجیے
آسمان سر پر اٹھانا	شور کرنا	شور و شر کرتے ہیں یہ ہستی دو روزہ پر آسمان اہل زمین سر پر اٹھا لیتے ہیں

آسمان سے باتیں کرنا	بہت بلند ہونا	جن پودوں کو کل تھے ڈھور چرتے باتیں ہیں آج وہ آسمان سے کرتے
آسمان کے تارے توڑنا	چالاک ہونا	دیکھیے بڑھیا وہ ایک آتی ہے تارے آسمان کے توڑ کے لاتی ہے
آسمان کے تارے گننا	جاگتے رہنا	ختم ہوجاتا ہے ان کی جستجو میں سارا دن آسمان کے تارے گننے میں گزر جاتی ہے رات
آسمان میں تھگلی لگانا	انتہائی چالاکی دکھانا	احباب دل نواز کی حیلہ گری نہ پوچھ یہ لوگ آسمان میں تھگلی لگاتے ہیں
آفتاب لب بام ہونا	زوال کے قریب ہونا	احباب مجھ سے قطع محبت کریں جگر اب آفتاب زیست لب بام آ گیا
آفتاب کو چراغ دکھانا	عقل مند کو عقل سکھانا	محفل میں ان کے سامنے ہے شمع اس طرح دکھلائے جیسے کوئی چراغ آفتاب کو
آگ برسنا	سخت گرمی ہونا	یوں برستی ہے آسمان سے آگ کوئی ہولی میں جیسے کھیلے پھاگ
آگ بگولہ ہونا	غضبناک ہونا	وہ ذرا سی بات پر آگ بگولا ہوجاتا ہے۔
آگ پر لوٹنا	تڑپنا	جب سے کی اس شوخ نے مجھ پر نظر تب سے آگ پر لوٹتا ہے میرا رقیب
آگ ٹھنڈا کرنا	فساد مٹانا	جو آگ لگائی تھی تم نے اس کو بجھایا اشکوں نے جو اشکوں نے بھڑکائی ہے اس آگ کو ٹھنڈا کرے کون
آگ دینا	آگ لگانا	باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آگ لگانا	عذاب میں ڈالنا	کیا ہوتا ہے چاہت میں مجھ کو تو معلوم نہیں جس نے آگ لگائی ہے وہ خود ہی بجھا جائے گا
آگ لینے جانا	روشنی حاصل کرنا	خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے
آگ ہونا	غصے ہونا	آگ ہو جاتے ہیں میری چشم پر نم دیکھ کر آگ پانی کا باہم ہونا کبھی آساں نہیں
آگ لگنا	مہنگا ہونا	گرانی کا نہ پوچھو حال یارو اس زمانے میں لگی ہے آگ ہر ایک چیز کو ہر چیز مہنگی ہے
آگے پیچھے پھرنا	خوشامد کرنا	آگے پیچھے پھرنے والے کام لیتے ہیں نکال ہم وضع داری کے باعث کچھ بھی کر سکتے نہیں
آنسو پلکوں سے اٹھانا	ناممکن کام کرنا	کھسیانی ہنسی ہنسنا اک بات بنانا ہے ٹپکے ہوئے آنسو کو پلکوں سے اٹھانا ہے
آنسو پونچھنا	تسلی دینا	ظفر ہم اپنا رونا روئیں جا کر سامنے کس کے رہا کون اپنے سوا آنسو پونچھنے والا زمانے میں
آنسو پی جانا	صبر کرنا	کھل نہ جائے عشق کا پردہ کہیں آنسوؤں کو اپنے پی جاتے ہیں ہم
آنسو تھمنا	رونا بند کرنا	تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے
آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا	شرمانا	اللہ رے ناز کی حیا بار ہو گئی کل مجھ کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا یار نے
آنکھ اوپر نہ اٹھنا	شرمندہ ہونا	اپنے جور و جفا جو یاد آئے آنکھ اوپر نہ اٹھ سکی ان سے

آنکھ بچا کے نکل جانا.	چھپ جانا	آئے تو تھے وہ نظر سرراہ کل مگر کیوں جانے مجھ سے آنکھ بچا کے نکل گئے
آنکھ بدلنا	بے مروت ہونا	ہرگز نہ پلاتے تو مجھے آنکھ بدل کر ساقی ترے کوچہ سے نہ جاؤں گا سنبھل کر
آنکھ بند کر کے	لاپروائی کرنا	آپ نے تو گھر کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں
آنکھ بھر کے دیکھنا	غور سے دیکھنا	جان سے ہو گئے بدن خالی جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
آنکھ بھر کے نہ دیکھنا	غور سے دیکھنا	کسی نے بھی دیکھا نہ آنکھ بھر کے مجھے گزر گئی جرس گل اداس کر کے مجھے
آنکھ پر پردہ پڑنا	غافل ہونا	ان جاہلوں کی ضد پر سرِ دار آ گیا کیوں پردہ آنکھوں پر تیری منصور پڑ گیا
آنکھ پتھرا جانا	بے نور ہونا	مریض عشق کی پتھرا گئی جو آنکھ اس کے لیے ایک مونس وہمدم سے صنم کیا
آنکھ چرانا	نظر بچانا	اے ہمت مردانہ نظر میں تری جا ہے مت آنکھ چرا مجھ سے اگر شرط وفا ہے
آنکھ چھپانا	آنکھ چرانا	سرمہ لگا کے یار چھپاتا ہے مجھ سے آنکھ کشتہ ہوں اس جان دنبالہ دار کا
آنکھ سے آنکھ لڑانا	نگاہیں چار ہونا	جب آنکھ سے اس ترک ستم گر کی لڑی آنکھ نرگس پہ پڑی نہ آہو پہ پڑی آنکھ
آنکھ کھلنا	ہوشیار ہونا	ع جب آنکھ کھلی تو موسم تھا خزاں کا
آنکھ لگنا	سونا	سودا کے جو بالیں پہ ہوا شور قیامت خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

آنکھ لڑانا	پیار کرنا	سب سہوں گا میں اگر لاکھ برائی ہو گی پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی
آنکھ مارنا	اشارہ کرنا	تھے ہر طرف سے جاڑے کا ساماں پکارتے تارے بھی اک کنارے سے تھے آنکھ مارتے
آنکھ ملانا	نظر ملانا	دل چرایا ہے وہ اب آنکھ ملائیں کیوں کر سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہ گار کی آنکھ
آنکھ میں کھٹکنا	برا معلوم ہونا	دوسروں کا عروج دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔
آنکھیں بچھانا	عزت کرنا	جب سے یہ سنا ہے کہ آج وہ تشریف لائیں گے آنکھوں کو ہم نے تا حد امکان بچھا دیا
آنکھیں بدلنا	بے مروتی ظاہر کرنا	وہ آج مجھ سے چال قیامت کی چل گئے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آنکھیں بدل گئے
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنا	حیرانگی سے دیکھنا	ہم ان کے سامنے جو کچھ تھا صاف کہہ گزرے وہ دیکھتے ہی رہے پھاڑ پھاڑ کے آنکھیں
آنکھیں پتھرانا	مرنے کے قریب ہونا	خدا کے واسطے آ کر دکھادے اک جھلک مجھ کو ارے ظالم مری آنکھیں بھی اب پتھرائی جاتی ہیں
آنکھیں پھیر لینا	بے مروت ہونا	جو تھا مطلب، تھا سب سے مطلب پھری آنکھ پورا ہوا، جب سے مطلب
آنکھیں ترسنا	بے تاب ہونا	وہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں مدت ہوئی ہے میں ان کو بسا چکا ہوں
آنکھیں چار ہونا	آمنے سامنے ہونا	بے حجابانہ ہر اک راہرو کو وہ دیکھا کیے ہم سے آنکھیں چار ہوتے ہی نظر شرما کے رہ گئی

آنکھیں چرانا	سامنا نہ کرنا	کل جو تم بزم غیر میں آنکھیں چرا گئے کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے
آنکھیں چھت سے لگنا	قریب المرگ ہونا	گرے یوں بستر پر کہ آنکھیں لگیں چھت سے نظر آیا تھا جرات ہم کو جلوہ بام پر
آنکھیں دکھانا	غصے سے گھورنا	آنکھیں دکھا کے ہم کو آخر چلے گئے وہ اور چشم نم سے آنسو برسا کے رہ گئے ہم
آنکھیں سفید ہونا	اندھا ہونا	آنکھیں برنگ نقش قدم ہو گئیں سفید اس سے زیادہ خاک کروں انتظار خط
آنکھیں کھل جانا	انجام معلوم ہونا	اس سے پہلے میں مصیبت سے ذرا واقف نہ تھا جب پڑی سر پر مصیبت میری آنکھیں کھل گئیں
آنکھیں موند جانا	آنکھیں بند ہونا	عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند یعنی رات تھے بہت جاگے صبح ہوئی آرام کیا
آنکھیں نکالنا	غصے ہونا	ع نکل آئے اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں
آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہونا	پیار ہونا	آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے تم ہمارے، ہم تمہارے ہو گئے
آنکھوں پر پردہ پڑنا	معلوم نہ ہونا	معلوم اپنے گھر کی حقیقت ہے سب انہیں آنکھوں پہ ان کے پڑ گئے پردے تو کیا کریں
آنکھوں پر ٹھیکری رکھنا	بے مروتی کرنا	فطرت اہل جہاں نے بے مروت کر دیا ٹھیکری ہم نے بھی آنکھوں پر اب ہے رکھی ہوئی
آنکھوں میں چبھنا	پسند آنا	ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا

آنکھوں میں جہان تاریک ہونا	انتہائی رنج پہنچنا	جب ہجر میں رونے والے کا صدمے سے کلیجہ پھوٹ گیا آنکھوں میں جہاں تاریک ہوا، دل ڈوب گیا دم ٹوٹ گیا
آنکھوں میں رات کٹنا	جاگتے رہنا	سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی
آنکھوں میں سمانا	پیارا لگنا	پھریں جو شیر تو سامنے آتا نہیں کوئی یہ آنکھ وہ ہے جس میں سماتا نہیں کوئی
آنکھوں میں لہو اترنا	غضب ناک ہونا	سرخ چشم اتنی کہیں ہوتی ہے بیداری سے لہو اترا ہے تری آنکھوں میں خون خواری سے
آہ خالی نہ جانا	فریاد کا اثر ہونا	آہ جو دل سے نکالی جائے گی دیکھنا ہرگز نہ خالی جائے گی
اپنا الو سیدھا کرنا	مطلب نکالنا	میٹھی باتوں سے مجھے پھسلا کر اپنا الو کر گئے سیدھا
اپنا سہ منہ لے کر رہ جانا	شرمندہ ہونا	آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے صاحب دل کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
اپنی اپنی بولی بولنا	اپنا مدعا بیان کرنا	یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں بول کر اڑ جائیں گے
اپنی ٹکی لگانا۔	مطلب نکالنا	یاں پلیتھن نگل وہاں میر اپنی ٹکی لگائے جاتے ہیں
اپنی کھال میں مست ہونا	اپنے حال میں خوش ہونا	کوئی بے بہا مال میں مست ہے کوئی اپنی کھال میں مست ہے

محاورہ	معنی	مثال
اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا	اپنا نقصان خود کرنا	کسی بھی کام کو جو سوچ کر نہیں کرتے کلہاڑی پاؤں پہ اپنے وہ خود ہی مارتے ہیں
اپنے منہ میاں مٹھو بننا	خود اپنی ہی تعریف کرنا	اپنی تعریف آپ کرتے ہو اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہو
اٹھکیلیاں سوجھنا	ناز نخرہ کرنا	نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
ادھر کی دنیا ادھر ہونا	حالت بدلنا	یہ کس مہ کی ترچھی نظر ہو گئی ادھر کی جو دنیا ادھر ہو گئی
استغفار کرنا	توبہ کرنا	سن کے میرا نام استغفار کہتا ہے رقیب کہہ دو اس شیطان سے میں باپ ہوں شیطان کا
اشارے پر چلنا	فرمانبرداری کرنا	کہا جو جینے کو جی گئے ہم کہا جو مرنے کو مر گئے ہم اب اور کیا چاہتا ہے ظالم تیرے اشاروں پہ چل گئے ہم
افسانہ رہ جانا	بات رہ جانا	ہم ہوں گے نہ تم، بدلے گا زمانہ بھی رہ جائے گا دونوں کا افسانہ مگر باقی
الٹی پٹی پڑھانا	ورغلانا	اس نے افسر کو ایسی الٹی پٹی پڑھائی وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا
الٹی سیدھی کرنا	برا بھلا کہنا	سیدھے منہ بات نہیں کرتے الٹی سیدھی ہمیں سناتے ہیں
الٹی گنگا بہانا	ہٹ دھرمی کرنا	مجھ پہ رکھتے ہیں غیر کا الزام الٹی گنگا بہائی جاتی ہے
ا،ب،ت سے کہنا	معمولی بات کہنا	ا، ب، ت سے اکبر میں نے جانا ا اللہ کا اور ماسوا بت

الف کے نام سے نہ جاننا	جاہل ہونا	الف کا نام وہ بے جانتے نہیں لیکن سمجھ رہے ہیں وہ خود کو بڑا ہی دانش مند
اللہ اللہ کرنا	وظیفہ کرنا	آ ہی جاتا ہے زندگی میں اک وقت کرنا پڑتا ہے سب کو اللہ اللہ
اللے تللے کرنا	فضول خرچی کرنا	یہی اللے تللے رہے تو آپ کو بھی ہماری طرح ہونا ہے اک روز فقیر
الو بنانا	بے وقوف بنانا	سچ کو اب چھپا رہے ہو تم ہم کو الو بنا رہے ہو تم
امید بر آنا	آرزو پوری ہونا	کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی
اندھیر مچانا	ظلم و ستم کرنا	بوڑھے ماں باپ کو دیتے ہو اذیت دن رات کیسا اندھیر مچایا ہے یہ تم نے گھر میں
انگاروں پر لوٹنا	اذیت دینا	بتاؤں آہ سوزاں کھینچ کر تاروں کو میں اخگر خدا چاہے تو انگاروں پہ لوٹے آسماں برسوں
انگلیاں اٹھانا	اعتراض کرنا	مستوں پہ انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں دیکھو تو ہوش بھی ہے کسی ہشیار میں
ایڑیاں رگڑنا	سخت تکلیف میں ہونا	مریض ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا
اینٹ سے اینٹ بجانا	تباہ کرنا	لشکر غم نے کیا کعبہ دل کو برباد اینٹ سے اینٹ بجادی خدا کے گھر کی
ایک رنگ آنا ایک رنگ جانا	رنگ فق ہونا	اک دلنشین تصور آنکھوں پہ چھا رہا ہے ایک رنگ آ رہا ہے اک رنگ جا رہا ہے

محاورہ	معنی	مثال
بات بڑھنا	کلام کو طول دینا	دیکھتے ہی دیکھتے بات بڑھ گئی اور ہاتھا پائی تک نوبت آ گئی۔
بات بگاڑنا	کام بگاڑنا	اس نے برے کاموں میں پڑ کر بات بگاڑ لی۔
بات بگڑنا	کام بگڑنا	میاں صاحب کے مرتے ہی بات بگڑ گئی۔
بات بننا	کامیاب ہونا	نکتہ چیں ہے غم اس کو سنائے نہ بنے کیا بات بنے جہاں بات بنائے نہ بنے
بات کاٹنا	قطع کلام کرنا	بزرگوں کی باتیں کاٹنا ادب کے منافی ہے۔
بات گھڑنا	بہانا بنانا	بعض لوگ بات گھڑنے میں ماہر ہوتے ہیں۔
بات نہ پوچھنا	خبر نہ لینا	انہوں نے آپ کی بات نہ پوچھی کہ آپ کیا کرتے ہیں۔
باتوں میں آنا	دھوکے میں آنا	میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں تم لاکھ جتن کرو۔
باتوں میں لگانا	مصروف رکھنا	ٹھگ نے مسافر کو باتوں میں لگا کر اسے لوٹ لیا۔
باتیں بنانا	جھوٹ بولنا	قاصد آ کے بنا جاتے ہیں جھوٹی باتیں لائیں مہری کوئی اس سیم بدن کا کاغذ
باچھیں کھلنا	خوش ہونا	امتحان میں کامیابی کی خبر سن کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔
باڑھ چڑھنا	دھار بنانا	تلوار پر باڑھ چڑھی ہوئی ہے خیال کرو۔
بازار سرد ہونا	بے رونق ہونا	کل ہڑتال کی وجہ سے بازار سرد تھا۔
بازار گرم ہونا	ترقی ہونا	کیا پوچھتے ہو عالم رفتار عہد نو ہر سمت بس فریب کا بازار گرم ہے
بازی لگانا	شرط باندھنا	دنیائے عاشقی میں ذرا نام چاہیے جاں باز بنیے جان کی بازی لگایے

بازی لے جانا	سبقت لے جانا	کس پہ عاشق ہیں اب تک یہ بھی نہیں پتا حق تو یہ ہے کہ عشق میں ہم سب پہ بازی لے گئے
باسی کڑھی میں ابال آنا	بے وقت خوش ہونا	جو بے وقت باسی کڑھی میں ابال آیا تو کیا ہوا۔
باغ باغ ہونا	خوش ہونا	ماں بچے کو دیکھ کر باغ باغ ہوگئی۔
باگ ڈھیلی چھوڑنا	چشم پوشی کرنا	باگ ڈھیلی چھوڑ دینے سے بچے آوارہ گرد ہو جاتے ہیں۔
بال آنا	ٹوٹنے کے آثار نمودار ہونا	کب دل شکستہ لب بریاں عرض حال آیا ہے وہ بے صدا وہ حسیں جس میں بال آیا
بال بیکا ہونا	نقصان پہنچنا	بال بیکا اس کا ہوتا اگر دل کو رہ جاتے دونوں تھام کر
بال کی کھال اتارنا	نکتہ چینی کرنا	وہ ایسی بات کی کھال اتارتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔
بال کی کھال کھینچنا	چھان بین کرنا	کتنے نکتے نکالتے ہو تم بال کی کھال کھینچتے ہو تم
بال بال بچنا	زندہ سلامت بچنا	کار کے حادثے میں ڈرائیور بال بال بچ گیا۔
باوا آدم نرالا ہونا	سب سے جدا	نہیں کوئی اس گھر میں سنتا ہماری کہ اس گھر کا باوا آدم نرالا ہے
بتا دینا	فریب دینا	بتا دینا شریف لوگوں کا کام نہیں ہے۔
بتیسی بجنا	دانت بجنا	سخت سردی کے باعث بتیسی بج رہی تھی۔
بٹا لگنا	کمی آنا	دیکھو عزت میں بٹا نہ لگے۔ ہوشیاری سے کام لو!

بخیہ ادھیڑنا	قلعی کھولنا	شرارت سے باز آ جاؤ ورنہ بخیے ادھیڑ دوں گا۔
بدنام ہونا	رسوا ہونا	ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
بدن کے رونگٹے کھڑے ہونا	خوف کھانا	جب میں نے ڈاکوؤں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
بڑا بول بولنا	غرور کرنا	ہمیشہ عاجزی سے پیش آؤ بڑا بول بولنے سے کیا فائدہ؟
بغلیں بجانا	خوشی منانا	کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر بغلیں بجانا دانش مندی نہیں۔
بلائیں لینا	صدقے ہونا	مائیں اپنے بچوں کی بلائیں لیتی ہیں۔
بل نکالنا	سزا دینا	اقبال عشق نے میرے سب بل دیے نکال مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی
بوٹی بوٹی پھڑکنا	ہر عضو کا متحرک ہونا	بوٹی بوٹی ناز سے جس کی پھڑکتی ہے مدام اس کے غم سے سینے میں ہر لخت دل بے تاب ہے۔
بول بالا ہونا	شہرت ہونا	دنیا میں ہمیشہ سچ کا بول بالا ہوتا ہے۔
بہانہ ڈھونڈنا	عذر کرنا	آتی ہے کس طرح سے میری قبض روح کو دیکھوں تو موت ڈھونڈتی ہے بہانہ کیا
بھرے بیٹھے ہیں	نہایت غصے میں ہیں	دیکھا آخر نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہے ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو
بھانڈا پھوٹنا	راز فاش ہونا	دل کے ہاتھوں یارو جس دم صبر کا دامن چھوٹ گیا ایک ہی آنسو آنکھ سے ٹپکا سارا بھانڈا پھوٹ گیا

بھنویں تاننا	غصے ہونا	کیوں بھنویں تانتے ہو بندہ نواز سینہ کس وقت میں سپر نہ کیا
بے پر کی اڑانا	بے اصل بات کہنا	کام کی بات کرو بے پر کی اڑانے سے کیا فائدہ۔
بیڑا اٹھانا	ذمہ لینا	گلوری پان کی غیروں کو تم کھلاتے ہو ہمارے قتل کا بیڑا مگر اٹھاتے ہو
بے نقط سنانا	گالیاں دینا	کیا بے نقط سناتا ہے تیرا دہان تنگ گویا وہ میم کلمہ دشنام ہو گیا
بیل منڈھے چڑھنا	کام بننا	آپ مانیں یا نہ مانیں مجھے یہ بیل منڈھے چڑھتی دکھائی نہیں دیتی۔
بے نیاز ہونا	پروا نہ کرنا	جو خدا پر بھروسہ کرتے ہیں وہ بے نیاز ہو جاتے ہیں۔
پاپڑ بیلنا	مشکل کام کرنا	اس نے نوکری کے لیے کئی پاپڑ بیلے مگر کامیابی نہ ہوئی۔
پالا پڑنا	واسطہ پڑنا	ہمیں ہندوستان جیسے مکار ملک دشمن سے پالا پڑا ہے۔
پانچوں سواروں میں نام لکھوانا	خوانخواہ ناموری میں شامل ہونا	تا کہ مشہور ہوں ہزاروں میں ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں
پانچوں انگلیاں برابر نہیں	سب برابر نہیں	ایک آدمی کے جرم کی وجہ سے سب کو بدنام کیوں کیا جائے، پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔
پانی بھرنا	عاجز آنا	پانی بھرے ہے جلوہ آتش فشاں شمع میرا رونا اگر دیکھو تو پانی بھرے شبنم

پانی پر لکھا ہوا	ناپائیدار ہونا	کہوں کیا ماجرا بے ثباتی نقش ہستی کا مٹا جاتا ہے گویا کہ یہ پانی پہ لکھا ہے
پانی پانی ہونا	نادم ہونا	وہ پانی پانی ہوا شرم سے تو محفل میں بہا کے اشک ہوا کیا ہی انفعال مجھے
پانی پھر جانا	غرق ہونا	ذراسی غفلت سے سارے کیے کرائے پر پانی پھر گیا۔
پانی پھیر دینا	محنت ضائع کرنا	آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی جب یہ عاصی عرق شرم میں تر ہو جائیں گے
پانی پی پی کر کوسنا	بددعا دینا	طعنہ سن کر اس کی آتش صدمہ اور تیز ہوئی اور وہ پانی پی پی کر کوسنے لگا۔
پانی سے پہلے پل باندھنا	فکر بے جا کرنا	وقت آنے پر دیکھا جائے گا، پانی سے پہلے پل باندھنے سے کیا فائدہ۔
پانی میں آگ لگانا	ناممکن بات کرنا	حنا مل مل کے ہاتھوں سے جو دریا بہاتے ہو غضب کرتے ہو ظالم آگ پانی میں لگاتے ہو
پانی نہ مانگنا	فوراً مر جانا	کالے سانپ کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔
پاؤں پھسلنا	بھٹک جانا	منزل عشق میں ثابت قدمی مشکل ہے اچھے اچھوں کے وہاں پاؤں اکھڑ جاتے ہیں
پاؤں پھیلانا	ضد کرنا	قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اٹھ کہیں گھر چلیں خدا کے واسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا
پاؤں دھو کے پینا	خدمت کرنا	وہ دن رات ماں باپ کے پاؤں دھو کے پیتا ہے۔

پاؤں رکاب میں ہونا	جانے پر آمادہ ہونا	اب دیر کوچ میں نہیں پابہ رکاب ہیں
پاؤں پھونک پھونک کر چلنا	احتیاط سے کام لینا	دنیا تماشا نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے یہاں پاؤں پھونک پھونک کر رکھیں۔
پاؤں پھیلا کر سونا	حد سے بے فکر ہونا	پیوند زمیں کر کے اعزا مرے بولے اب سوؤ یہاں پاؤں پھیلا کر ہمیشہ
پاؤں توڑ کر بیٹھنا	ہمت ہار جانا	جو پاؤں توڑ کے یوں آج راہ میں بیٹھ گئے تیری تلاش تیری جستجو میں نکلے تھے
پاؤں تلے سے زمین نکل جانا	اوسان خطا ہونا	مقدمہ میں شکست کی خبر سن کر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔
پاؤں کی جوتی سمجھنا	بے عزت خیال کرنا	بعض لوگ عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں۔
پتھر کا کلیجا کر لینا	سنگ دل ہونا	بھاگو الفت سے کہ اچھا نہیں انجام اس کا جس کا پتھر کا کلیجا ہو وہ لے نام اس کا
پر پرزے نکالنا	ہوشیار ہونا	اب تو اس نے پر پرزے نکال لیے خدا خیر کرے۔
پروان چڑھانا	بڑھانا	جو دانے تھے خاک میں پریشاں سب آ کے چڑھائے تو نے پرواں
پردہ کھولنا	بھید ظاہر کرنا	رہنے دے بات بنی کھول نہ پردہ میرا تھی خبر گرم کے غالب کے اڑیں گے پرزے
پسلی پھڑک اٹھنا	یاد آنا	چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل میں نمود تھی پسلی پھڑک اٹھی نظر انتخاب کی

پگڑی اتر جانا	بے عزت ہونا	نالائق نے اپنے ماں باپ کی پگڑی اتر جانے کی بھی پروانہ کی۔
پگڑی اچھالنا	ذلیل کرنا	دوسروں کی پگڑی اچھالنا شرافت نہیں ہے۔
پگڑی بدلنا	بھائی بنانا	اب ہر گزشتہ بات بھلا دیں گے ہم پگڑی بدل کے ہم انہیں بھائی بنا چکے ہیں
پگڑی سنبھالنا	عزت بچانا	اپنی حدوں میں رہیے کہ رہ جائے آبرو اوپر جو دیکھنا ہے تو پھر پگڑی سنبھالیے
پلہ بھاری ہونا	زیادہ تعداد میں ہونا	خدا کی رحمت سے پاکستانی فوج کا پلہ بھاری رہا۔
پہلو تہی کرنا	بچنا	لیے تو چلتے ہیں حضرت دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن ہمارے پہلو میں بیٹھ کر تم ہمیں سے تہی نہ کرنا
پھاگ کھیلنا	خوشی منانا	یوں برسی ہے آسمان سے آگ جیسے کوئی ہولی میں کھیلے پھاگ
پھوٹ پڑنا	نفاق پیدا ہونا	آج کل سیاسی لیڈروں میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔
پھوٹ ڈالنا	دشمنی پیدا کرنا	شریر آدمی نے سگے بھائیوں میں پھوٹ ڈال دی۔
پھوٹ پھوٹ کر رونا	بہت زیادہ رونا	نوجوان کی اچانک موت پر اس کی بہنیں پھوٹ پھوٹ کر روئیں۔
پھولا نہ سمانا	زیادہ خوش ہونا	اپنی کامیابی کی خبر سن کر وہ پھولا نہ سمایا۔
پھول جھڑنا	شیریں کلام ہونا	جب وہ بات کرتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔

پھونک پھونک کر قدم رکھنا	احتیاط کرنا	زمانہ نازک ہے پھونک پھونک کر قدم رکھو۔ رکھو قدم پھونک پھونک کر ناداں ذرے ذرے میں جاں ہے پیارے
پھیکا پڑ جانا	مدھم پڑ جانا	ایک دفعہ کی دھلائی سے کپڑے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔
پیٹ پر پتھر باندھنا	صبر کرنا	جب کھانے کو کچھ نہ ملے تو پیٹ پر پتھر باندھنے پڑتے ہیں۔
پیٹ کاٹنا	خوراک بچانا	علم دوست نے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر قرضہ ادا کیا۔
پیٹ میں بل پڑنا	مارے ہنسی کے لوٹنا	مشتاق احمد یوسفی کی کتاب "چراغ تلے" پڑھ کر پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔
پیٹ میں پانی نہ پچنا	راز نہ چھپا سکنا	کم ظرف لوگوں سے میل نہ رکھو ان کے پیٹ میں پانی نہیں پچتا۔
پیٹ میں چوہوں کا قلابازیاں کھانا	مارے بھوک کے برا حال ہونا	اتنی سخت بھوک لگی ہے کیا بتاؤں پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھا رہے ہیں۔
پیچ و تاب کھانا	غضب ناک ہونا	خط پڑھ کر وہ اور بھی ہوا پیچ و تاب میں کیا جانے لکھ دیا اس نے اضطراب میں
پیٹھ پیچھے کہنا	چغلی کھانا	جو منہ پر کچھ نہیں کہہ سکتا وہ پیٹھ کے پیچھے کہتا ہے۔
پیٹھ دکھانا	بھاگ جانا	لڑائی میں پیٹھ دکھانا مردوں کا شیوہ نہیں۔
تاک میں رہنا	جستجو میں رہنا	امجد اپنے دشمنوں کی تاک میں رہتا ہے۔

تارے توڑنا	مشکل کام کرنا	توبہ توبہ وہ اتنا چالاک ہے کہ آسمان کے تارے توڑتا ہے۔
تارے گننا	انتظار کرنا	تارے گنتے رات کٹتی ہے نہیں آتی ہے نیند دل کو تڑپاتا ہے ہجر آنکھوں کو ترساتی ہے نیند
تازہ گل کھلنا	نئی بات ظاہر ہونا	آج کل میں کوئی تازہ گل کھلنے والا ہے۔
تاؤ کھانا	غصے ہونا	ماتحت کی گستاخی پر افسر نے تاؤ کھا کر اسے برطرف کر دیا۔
ترکی بہ ترکی جواب دینا	فوراً جواب	واہ بھئی واہ تم نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اب وہ پھر سوال نہیں کرے گا۔
تصویر بن جانا	حیرت سے ساکت ہونا	تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں اور بن جائیں گے تصویر جو حیراں ہوں گے
تین پانچ کرنا	ٹھکرانا	تین پانچ کرنا شرفا کا کام نہیں ہے۔
ٹاپتا پھرنا	حیران و پریشان ہونا	صبح سے شام تک وہ ٹاپتا پھرتا رہا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔
ٹال مٹول کرنا	بہانہ بنانا	آپ کو میرے ساتھ جانا ہوگا ٹال مٹول نہیں کرنے دوں گا۔
ٹانکے ادھڑ جانا	سلائی ٹوٹنا	آستین کے ٹانکے ادھڑ گئے ہیں دوبارہ سلائی کروالو۔
ٹس سے مس نہ ہونا	اثر نہ ہونا	اسے لاکھ سمجھایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔
ٹسوے بہانا	جھوٹ موٹ رونا	مکار عورت نے ٹسوے بہا کر خاوند کو منوالیا۔

ٹکا سا جواب دینا	صاف انکار کرنا	روز کی ٹال مٹول سے ٹکا سا جواب دینا بہتر ہے۔
ٹکٹکی باندھنا	برابر دیکھتے رہنا	ننھے بچے عموماً چاند کو ٹکٹی باندھ کر دیکھتے ہیں۔
ٹکر لینا	مقابلہ کرنا	سمگلروں سے ٹکر لینا کوئی آسان کام نہیں۔
ٹوٹ پڑنا	حملہ کرنا	خطرناک بارش ٹوٹ پڑی۔
ٹھنڈا پڑ جانا	سرد ہو جانا	جب غصہ ٹھنڈا پڑ جائے تو اس وقت کوئی فیصلہ کرو۔
ٹھیس لگنا	ٹھوکر لگنا	عمر رفتہ کی کبھی جب یاد آتی ہے مجھے ٹھیس سی لگتی ہے دل پر آہ لب پہ آئے ہے
ٹھیس لگنا	ٹھوکر لگنا	خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو
ثابت قدم رہنا	ڈٹے رہنا	محبت میں قدم لیتی ہے اٹھ اٹھ کر ہر ایک مشکل میں وہ ثابت قدم ہوں مجھ کو ہٹ جانا نہیں آتا
ثواب کمانا	نیک کام کرنا	بھئی کچھ رقم یتیم خانہ میں دے کر ثواب کماؤ کل یہی کام آئے گا۔
جادو چلنا	سحر ہونا	تمہارا صرف نظم پر جادو چلتا ہے۔
جا دھمکنا	بہت جلد پہنچنا	میں وہاں پہنچا ہی تھا کہ وہ مجھ پر آ دھمکا۔
جال میں پھنسنا	دھوکے میں آنا	اکبر نے زید کو جال میں پھنسا دیا۔
جامے سے باہر ہونا	بے قابو ہونا	کم ظرف آدمی خوشی کے موقع پر جامے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

جان بیچنا	سخت محنت کرنا	لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے جس سے بھی ملے جہاں بھی ملے جس قدر ملے
جان پر کھیلنا	جان قربان کرنا	جان پر کھیلنا مشکل ہے مگر یاد رہے کھیلنے پر کوئی آ جائے تو آسان بھی ہے
جان جوکھوں میں پڑنا	مصیبت میں پڑنا	پیٹ کی خاطر بعض اوقات انسان کی جان جوکھوں میں پڑ جاتی ہے۔
جان دینا	صدقہ دینا	جان دی دی ہوئی اس کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
جان سے ہاتھ دھونا	مر جانا	بجلی کے تار کو مت چھوؤ ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔
جان کا لاگو ہونا	کسی کو مارنے کی فکر کرنا	خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑو کیوں میری جان کے لاگو ہو گئے ہو۔
جان کو رونا	بد دعا دینا	اب کیا رہا ہے جس سے رقیبوں کا ڈر کریں ہم تو بروں کی جان کو پہلے ہی رو چکے
جان کے لالے پڑنا	زندگی سے ناامید ہونا	فسادات کے دوران میں ہر ایک کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔
جان میں جان آنا	تسلی ہونا	ع آئے جان میں جان، آؤ اگر تم
جان ہلکان کرنا	بہت رونا	محبت میں ہم اپنی جان کو ہلکان کرتے ہیں خود اپنے ہاتھ اپنی موت کا سامان کرتے ہیں

جلا کر خاک کرنا	تباہ کرنا	پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کر خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں
جلتی پر تیل ڈالنا	کسی مصیبت میں اضافہ کرنا	پرانی باتوں کو دہرا کر جلتی پر تیل ڈالتے ہو۔
جل کر خاک ہونا	ختم ہونا	بھائی کیا بتاؤں دو لاکھ کی بلڈنگ جل کر خاک ہو گئی۔
جلے پر نمک چھڑکنا	زیادہ ستانا	تم نے قصہ کہن چھیڑ کر جلے پر نمک چھڑک دیا۔
جم کے برسنا	زور شور سے برسنا	اے ابر کرم آج ذرا تھم کے برسنا آجائے مرا یار تو پھر جم کے برسنا
جن چڑھنا	سخت غصے ہونا	تمہیں تو معمولی بات پر جن چڑھ جاتے ہیں۔
جنگل میں منگل ہونا	رونق ہونا	موسم بہار میں جنگل میں منگل ہو جاتا ہے۔
جواب دینا	انکار کرنا	یہ لڑکا بڑا بے ادب ہے ہر ایک کو جواب دیتا ہے۔
جوت جگانا	کوشش کرنا	ہم جوت جگاتے ہیں ملن کی تم اس کو آ کے بجھاتے ہو
جوتوں میں دال بٹنا	خانہ جنگی ہونا	مونگ چھاتی پہ جو دلتے ہیں کسی کی دیکھنا جوتیوں میں دال ان کی اے ظفر بٹ جائے گی
جوتیاں چٹخانا	مارے مارے پھرنا	آج کل بے روزگاری اتنی زیادہ ہے کہ نوجوان جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔

جوتیاں سیدھی کرنا	خدمت کرنا	وہ اپنے افسر کی جوتیاں سیدھی کرتا ہے تاکہ ترقی ہو جائے۔
جوڑتوڑ کرنا	لگائی بجھائی کرنا	کامیابی حاصل کرنے کے لیے امیدوار نے کافی جوڑتوڑ کیا۔
جونک ہو کے لپٹنا	زیادہ منہمک ہونا	وہ ہر کام کو جونک ہو کر لپٹتا ہے اور مکمل کر کے چھوڑتا ہے۔
جونک پتھر میں لگنا	مشکل کام کرنا	اس کو نیک کام پر مائل کرنا جونک پتھر میں لگانا ہے۔
جوئے شیر لانا	مشکل کام کرنا	روٹھے محبوب کو منانا جوئے شیر لانا ہے۔
جھاڑ ہو کر لپٹنا	سر ہونا	مجھے جھاڑ ہو کر کیوں لپٹتے ہو جاؤ اپنا کام کرو۔
جہان سے گزرنا	مرنا	کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
جھانسے میں آنا	دھوکے میں آنا	آپ بہت سیدھے سادھے آدمی ہیں مکار کے جھانسے میں آ ہی گئے۔
جھک جھک کرنا	تکرار کرنا	کیا جھک جھک کر رہے ہو، سامنے آ کر بات کرو۔
جھگڑا پاک ہونا	جھگڑا ختم ہونا	بیوی کو گھر سے نکال دینے سے جھگڑا پاک نہیں ہوتا۔
جی تلے اوپر ہونا	گھبرانا	نہ جانے میرا جی کیوں اوپر تلے ہو رہا ہے۔
جی بھر آنا	رحم آنا	بڑھیا کی درد بھری داستان سن کر جی بھر آیا۔
جی چرانا	بہانہ کرنا	محنت سے جی چرانا مردوں کا کام نہیں۔
جی چھوڑ دینا	ہمت ہارنا	مشکلات سے گھبرا کر جی چھوڑ دینا جواں مردی نہیں۔

جی جلانا	تنگ کرنا	جی جلانا اچھا نہیں کبھی بد دعا بھی لگ جاتی ہے۔
جی سے جانا	مرجانا	ٹھہرو کوئی دم کہ جان ٹھہرے مت جاؤ کے جی سے جائیں گے ہم
جی کا بخار نکالنا	غصہ نکالنا	خوب ہی میں نے نکالا ہے جی کا بخار ہوئی آج میری اس کی صفائی مت گنا
جی کی جی میں رہنا	امید پوری نہ ہونا	جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی ایک بھی ان سے ملاقات نہ ہونے پائی
جیتے جی مرجانا	زندگی سے مایوس ہونا	لوگ کہتے ہیں کہ موت آئے گی جیتے جی مر گئے ہم تو
جینے کے لالے پڑنا	زندگی سے مایوس ہونا	ناتوانی نے ہماری رنگ دکھلایا ہمیں پڑ گئے بستر پہ اور جینے کے لالے پڑ گئے
چاٹ لگنا	عادت ڈالنا	یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو سیری نہ ہوئی ہو گئے کتنے ہی قاتل لے کے نمک داں خالی
چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا	مقدور کے مطابق خرچ کرنا	فضول خرچی نہ کرو چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ ایسا نہ ہو کہ سر پکڑ کر رونا پڑے۔
چار آنکھیں ہونا	آمنے سامنے ہونا	جونہی شیر سے آنکھیں چار ہوئیں خوف کے مارے کانپ گیا۔
چال چلنا	دھوکا دینا	اٹھو ورنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی دوڑو کہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا
چاندی ہونا	نفع ہونا	تجارت کرو خوب چاندی ہوگی اور مزے کرو گے۔

چٹکیوں میں اڑا دینا	پروانہ کرنا	تم کیا چیز ہو؟ وہ بڑے بڑوں کو چٹکیوں میں اڑا دیتا ہے۔
چاند کا کھیت کرنا	چاند کا نکلنا	ع کیا چاند نے کھیت غار حرا سے
چراغ پا ہونا	بے قرار ہونا	ہمت سے کام لو چراغ پا ہونے سے کچھ نہیں ملتا۔
چراغ سحر ہونا	قریب المرگ ہونا	ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے کیا یار بھروسہ ہے چراغ سحری کا
چراغ گل ہونا	خاتمہ ہونا	موت نے اچانک بیچارے کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔
چراغ لے کر ڈھونڈنا	بہت تلاش کرنا	آئے عشاق وعدہ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر
چرچا ہونا	شہرت ہونا	ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
چرکا لگانا	داغ لگانا	اک دسترس سے ابھی تیری حالی بچا ہوا تھا اس کے بھی دل پہ تو نے چرکا لگا کے چھوڑا
چکر میں آنا	مصیبت میں پھنسنا	نعیم ٹھگ کی باتوں میں ایسا چکر میں آیا کہ اسے کچھ پتا نہیں چلا۔
چکمہ دینا	دھوکا دینا	ٹھگ نے مسافر کو چکمہ دے کر لوٹ لیا۔
چکنا گھڑا بننا	نہایت بے حیا ہونا	اس زمانے کے چکنے چپڑوں میں تم بھی چکنے گھڑے بنے نہ پھرو
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا	بنتے کام کو بگاڑ دینا	نالہ جب دل سے چلا سینے میں پھوڑا اٹکا چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا

چل نکلنا	بھاگ جانا	ہوش کرو تمہارا اس طرح چل نکلنا ٹھیک نہیں باپ کی عزت کا خیال کرو۔
چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا	شرمندہ ہونا	غیرت و شرم وہ اپنے میں اگر پاتے ہیں چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جاتے ہیں
چوٹ کھانا	زخمی ہونا	چوٹ کھانا دل حزیں نہ کہیں درد رہ جائے گا کہیں نہ کہیں
چہرہ اتر جانا	کمزور ہونا	بیماری کی وجہ سے اس کا ہشاش بشاش چہرہ اتر گیا۔
چھاتی پر سانپ لوٹنا	صدمہ ہونا	غیر سے سینہ بسینہ وہ ہوئے سانپ چھاتی پہ یہاں لوٹ گیا
چھاتی پر مونگ دلنا	سخت ایذا دینا	مونگ چھاتی پہ جو دلتے ہیں کسی کی دیکھنا جوتیوں میں دال ان کی اے ظفر بٹ جائے گی
چھاتی سے لگا رکھنا	بہت احتیاط کرنا	وہ ہر وقت محبوب کی تصویر کو چھاتی سے لگائے رکھتی ہے۔
چھٹی کا دودھ یاد آنا	خوب سزا دینا	مزہ چکھایا ہے کوہکن کو جو عشق آیا امتحان پر کہ روئے تو جوئے شیر لیکن چھٹی کا دودھ آ گیا زبان پر
چھکے چھوٹ جانا	پریشان ہونا	1965ء کی جنگ میں بھارتی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔
چھوئی موئی ہونا	کمزور ہونا	ذرا سی بات پر روٹھ جاتے ہو چھوئی موئی بنے ہو۔
چیونٹی کے پر نکلنا	موت قریب آنا	چیونٹی کے پر نکلنا پیغام موت ہے۔
چین آنا	آرام ہونا	جب تک کام مکمل نہ ہو جائے چین نہیں آتا۔

حاتم کی قبر پر لات مارنا	مفلسی میں سخاوت کرنا	ہمارا فیض صورت بہرام جاری ہے ہمیں نے قبر پہ حاتم کے لات ماری ہے
حاشیہ چڑھانا	تفسیر بتانا	لوگ معمولی سی بات پر حاشیہ چڑھا کر کیا سے کیا بنادیتے ہیں۔
حال سے بے حال ہونا	حواس جاتے رہنا	عشق میں وہ حال سے بے حال ہوا۔
حرف آنا	عزت میں فرق پڑنا	ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے تمہاری عزت پر حرف آئے۔
حسرت برسنا	افسوس ظاہر ہونا	رات کے سناٹے میں در و دیوار سے حسرت برس رہی تھی۔
حشر برپا ہونا	ہنگامہ آرائی ہونا	مرجائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے منصف ہو اگر حشر برپا کیوں نہیں کرتے
خاطر میں نہ لانا	پروانہ کرنا	غریبوں کو خاطر میں کون لاتا ہے۔
خاک اڑانا	بدنام کرنا	ٹھکراؤ نہ مدفن کو دبی رہنے دو مٹی عالم میں مری خاک اڑانا نہیں اچھا
خاک چھاننا	آوارہ گردی کرنا	جو لوگ کل امیر تھے آج در بدر کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔
خاک ڈالنا	چھپانا	پچھتا رہے ہیں خون میرا کر کے کیوں حضور اب اس پر خاک ڈالیے جو کچھ ہوا سو ہوا
خاک میں ملانا	تباہ ہونا	چوری کر کے اس نے اپنی عزت خاک میں ملادی۔
خاک ہونا	برباد ہونا	ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک

خبر گرم ہونا	مشہور ہونا	ہے خبر گرم ان کے آنے کی آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا
خدا پر چھوڑ دینا	خدا پر بھروسہ رکھنا	احسان ناخدا اٹھائے مری بلا کشتی پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ کر
خدا سے لو لگانا	خدا سے تعلق قائم کرنا	لو لگانا چاہتے ہو تو خدا سے ہی لو لگاؤ۔
خدا لگتی کہنا	سچی بات کہنا	کیا خبر تھی کہ یہ خدائی اور ہے ہائے میں نے کیوں خدا لگتی کہی
خط آنا	داڑھی نکلنا	جب تلک کہ صاف تھے قاصد جواب صاف تھا جب سے خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگے
خط بنانا	داڑھی بنوانا	خط بنوانے گیا تھا مونچھ اتروا کے آ گیا۔
خلاف ہونا	برعکس ہونا	طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا
خمیازہ اٹھانا	سزا جھیلنا	تم نے شرارت کی ہے اب اس کا خمیازہ اٹھاؤ۔
خواب وخیال ہونا	ناممکن ہونا	دور ہنگامہ نشاط نہ پوچھ اب وہ سب کچھ خواب وخیال ہوا
خوابوں میں ملنا	بالکل نہ ملنا	اب کے ہم بچھڑے تو شاید خوابوں میں ملیں جیسے سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں
خوابیدہ فتنے جگانا	شرارت کرنا	نرگس و گل کی کھلی جاتی ہیں دیکھو کلیاں سب پھر انہی خوابیدہ فتنوں کو جگاتی ہے بہار
خون پانی ایک کرنا	سخت محنت کرنا	مزدور بے چارے خون پانی ایک کرتے ہیں تب بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

خون جگر پینا	برداشت کرنا	اتنا ستم نہ کر آخر کب تک میں خون جگر پیتا رہوں گا۔
خون خشک ہونا	ڈر جانا	جنگ کے خوف سے عوام کا خون خشک ہو گیا۔
خون دل پینا	مصیبت اٹھانا	خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو
خون سفید ہونا	محبت نہ رہنا	خون ابنائے جہاں کا ہے ہوا ایسا سفید شیر مادر یہ سمجھتے ہیں لہو بھائی کا
خون کے گھونٹ پینا	غصے کو برداشت کرنا	غریبی میں جینا گویا خون کے گھونٹ پینا ہے۔
خیر باد کہنا	رخصت کرنا	فارغ ہوئے جو قبر میں مجھ کو اتار کر احباب خیر باد مجھے کہہ کر چل دیے
داغ اٹھانا	صدمہ برداشت کرنا	اس نے غم ہجر کے داغ پر داغ اٹھائے مگر اف تک نہ کی۔
داغ دینا	صدمہ پہنچانا	کیا پوچھتے ہو داغ جگر میں کہاں کے ہیں کچھ تو آپ کے دیے ہیں کچھ آسمان کے ہیں
داغ لگنا	عیب لگنا	بری صحبت میں بیٹھ کر خود کو بدنامی کا داغ لگا دیا۔
دال نہ گلنا	کامیابی نہ ہونا	اب قوم بیدار ہو چکی ہے غداروں کی دال نہ گلے گی۔
دامن پھیلانا	مانگنا	یہ دکھ درد کی برکھا بندے، دین ہے ترے داتا کی شکر نعمت بھی کرتا جا دامن بھی پھیلاتا جا
دام میں لانا	فریب دینا	بھولے بھالے دیہاتی کو دام میں لانا کون سی بڑی بات ہے۔

دانت کھٹے کرنا	شکست دینا	سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان میں کھٹے کر دوں ایک دام میں ظفر ستم کے دانت
دانتوں میں انگلی دبانا	حیران رہ جاتا	تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا میرا اور تیرا دانتوں میں انگلی دبانا یاد ہے
دانتوں میں زبان کی طرح رہنا	محفوظ رہنا	کام سے کام ہے ان کو گو ہو عالم نکتہ چیں رہتے ہیں بتیس دانتوں میں زباں کی طرح
دانہ پانی اٹھنا	مرجانا	اس بیچارے بوڑھے کا دانہ پانی اٹھ گیا۔
دابے پاؤں آنا	آہستہ آنا	وہ ترا کھڑکی میں چھپ کر مسکرانا یاد ہے وہ دبے پاؤں ترا کوٹھے پہ آنا یاد ہے
درد کے گیت گانا	دل سوزی کرنا	اہل زباں تو بہت ہیں کوئی نہیں اہل دل کون تری طرح حفیظ درد کے گیت گا سکے
دست و گریباں ہونا	جھگڑا کرنا	معزز لوگ دست و گریباں ہونے سے بچتے ہیں۔
دکان بڑھانا	کام ختم کرنا	جو بیچتے تھے دوائے درد دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے
دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا	کمزوری معلوم کرنا	اپنا کام وہ نکال سکتا ہے جو دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا جانتا ہو۔
داڑھ گرم کرنا	رشوت دینا	داڑھ گرم کرنا اب رواج بن گیا ہے، اس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا۔
دریا کو کوزے میں بند کرنا	مختصر کرنا	ضبط تحریر نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا چشم کو کوزے میں دریا بند کر دکھلا دیا

دل آنا	محبت کرنا	میرا دل تو تجھ پر آیا ہوا ہے مگر مجھے تیری حالت کی خبر نہیں ہے
دل بجھنا	دل گھبرانا	دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو
دل بھرآنا	رحم آنا	دل امڈ آیا ہے احساں بھر آئے ہیں آنسو جب سنا ہے کسی فنکار نے فن بیچ دیا
دل پر اندھیرا چھاجانا	غم سے نڈھال ہونا	جہاں دل پر اندھیرا سا چھا گیا ارماں مصیبتوں نے بجھائے مسرت کے دیے
دل رکھنا	حوصلہ بندھوانا	قصہ مختصر غم یہ ہے کہ دل رکھتا ہوں راز کونین خلاصہ ہے اس فسانے کا
دل پر بجلی پڑنا	دل کو ٹھیس پڑنا	بس دل عشاق پر بجلی سی پڑ جاتی ہے آہ جب سمند ناز کو اپنے وہ چمکا جائے ہے
دل بیٹھنا	حوصلہ ہارنا	بیٹھنے لگتا ہے دل آوے کی طرح باتیں ڈراتی ہیں چھلاوے کی طرح
دل پر چوٹ لگنا	صدمہ پہنچنا	چوٹ دل پر لگے آہ رسا پیدا ہو صدمہ شیشے کو جو پہنچے تو صدا پیدا ہو
دل پسیجنا	رحم پیدا ہونا	بیوہ کی آہ وزاری سن کر سب کا دل پسیج گیا۔
دل ٹوٹنا	ہمت پست ہونا	شیشہ ٹوٹ کر جڑ سکتا ہے دل نہ جڑے اگر ٹوٹے
دل توڑنا	مایوس کرنا	نازک خیالیاں مری توڑ دیں عدو کا دل میں وہ دل ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

شعر	معنی	محاورہ
سینہ پہ ہاتھ رکھیو مرے ذرا ایک بار ہاتھ یہ حال ہے کہ اچھلے ہے دل چار چار ہاتھ	بہت خوش ہونا	دل چار ہاتھ اچھلنا
دل خون ہوا جاتا ہے لب پر ہے تبسم ہم جان فدا کرتے ہیں کس بے جگری سے	صدمہ پہنچنا	دل خون ہونا
دل دے دیا ہے ان کو دیکھیں وہ کیا کریں گے رکھتے ہیں دل کو دل سے یا جدا کریں گے	عاشق ہونا	دل دینا
شوق سے ناکامی کی بدولت کوچہ دل ہی چھوٹ گیا ساری امیدیں ٹوٹ گئیں جی بیٹھ گیا دل چھوٹ گیا	گھبرانا	دل ڈوب جانا
دامان تیغ جو دھویا تو کیا ہوا عالم کے دل سے داغ مٹایا نہ جائے گا	بھلا دینا	دل سے داغ مٹانا
محبت میں دل سے دل ملتے ہیں	اتفاق ہونا	دل سے دل ملنا
چپ جو رہتا ہوں تو رہ رہ کے خلش اٹھتی ہے آہ جب کھینچتا ہوں دل سے دھواں اٹھتا ہے	سخت غمگین ہونا	دل سے دھواں اٹھنا
دل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا ساغر ذرا سا مجھ کو جام جہاں نما ہو	آرزو پوری ہونا	دل کی کلی چٹکنا
دل کی دل میں رہی بات نہ ہونے پائی آخری ان سے ملاقات نہ ہونے پائی	حسرت باقی رہنا	دل کی دل میں رہنا
اگر اٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے لگایا جی کو اپنے روگ جب دل کو لگا بیٹھے	محبت کرنا	دل لگانا
بہتر تو یہ ہے کہ دنیا سے دل لگے پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چاہے	محبت ہونا	دل لگنا

دل میں اتر جانا	یاد ہونا	شعر دراصل وہی ہیں حسرت جو سنتے ہی دل میں اتر جائیں
دل میں جگہ کرنا	اثر کرنا	کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے انسان وہ کیا نہ جو دل دلبر میں گھر کرے
دلیل لانا	ثبوت دینا	واعظ دلیل لائے جو مے کے جواز میں اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے
دماغ چل جانا	پاگل ہونا	سوچ کر باتیں کرو تمہارا دماغ چل گیا ہے کیا؟
دم بخود ہونا	خاموش ہونا	واعظ کا پرتاثیر وعظ سن کر میں دم بخود رہ گیا۔
دم بھرنا	حمایت کرنا	حکومت کی وفاداری کا دم بھرنا ہمارا اولین فرض ہے۔
دم توڑنا	مرنا	ڈاکٹر کے آنے سے پہلے مریض دم توڑ چکا تھا۔
دم دبا کر بھاگنا	ڈر کر بھاگنا	جونہی پولیس نے لاٹھی چلائی لوگ دم دبا کر بھاگ نکلے۔
دم دینا	فریب دینا	پی پلا کر اسے رحمت کی قسم دیتے ہیں کیسے بندے ہیں اللہ کو دم دیتے ہیں
دم مارنا	دعویٰ کرنا	کس کی مجال ہے کہ خدا کے سامنے دم مارے
دم میں دم آنا	دھوکے میں آنا	وہ ٹھگ کے دم میں آ گیا اور اپنا سب کچھ لٹا بیٹھا۔
دم میں دم رہنا	زندہ رہنا	غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا دم کے جانے کا نہایت غم رہا
دم نہ مارنا	اف تک نہ کرنا	لیجیے جان ہے یہی جو خوشی کیجیے ظلم دم نہ ماریں گے
دن پھرنا	اچھا وقت آنا	دن میرے ہائے دیکھیے کس دن اے شب انتظار پھرتے ہیں

دندان شکن جواب دینا	منہ توڑ جواب دینا	1965ء میں پاکستانی فوج نے بھارتی فوج کو دندان شکن جواب دیا۔
دن کو تارے نظر آنا	حیران ہونا	بات ایک ایسی سنائیں گے تمھیں دن کو ہم تارے دکھائیں گے تمھیں
دن ڈھل جانا	دن گزر جانا	ڈھل جائے جو دن تو اس طرح کروں شام اور چاہوں کہ گھر آج سے کل جائے تو اچھا ہے
دن لگنا	مدت لگنا	دل لگنے میں کتنے دن لگتے ہیں۔
دنوں کا پھیر ہونا	برے دن آنا	اچھا وقت بھی آئے گا کچھ دنوں کا پھیر ہے۔
دوبدو ہونا	آمنے سامنے ہونا	سودا بدل کے قافیہ اس غزل کو لکھ اے بے ادب تو درس سے اب دو بدو نہ ہو
دو بول پڑھانا	شادی کرنا	دو بول پڑھوانے کے لیے لاکھوں روپوں کی ضرورت ہے۔
دوچار ہونا	شکار ہونا	آج کل ہم مصیبت سے دوچار ہیں۔
دوٹوک جواب دینا	صاف انکار کرنا	وہ ہر کسی کو دوٹوک جواب دیتا ہے۔
دودھ بڑھانا	بچے سے دودھ چھڑانا	اس نے اپنے بچے کی دودھ بڑھانے کی رسم شان و شوکت سے منائی۔
دوڑ دھوپ کرنا	کوشش کرنا	نوکری کے لیے بڑی دوڑ دھوپ کی مگر نہ ملی۔
دھاوا بولنا	حملہ کرنا	کشمیری مجاہدین نے بھارتی فوج پر دھاوا بول دیا۔

دھجیاں اڑانا	ٹکڑے ٹکڑے کرنا، مخالفت کرنا	مولوی صاحب نے تقریر میں مخالفین کی خوب دھجیاں اڑائیں۔
ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا	کسی کے ساتھ مل کر نہ رہنا	مل جل کر سب اتفاق سے رہو۔ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے سے کیا فائدہ؟
ڈول ڈالنا	بنیاد رکھنا	اس دنیا میں سب سے پہلے شیطان نے برائی کا ڈول ڈالا۔
ڈنکا بجانا	شہرت ہونا	اسٹیج پروگراموں میں طارق عزیز کا ڈنکا بج رہا ہے۔
ڈنڈے بجانا	بیکار رہنا	اکثر نوجوان بے روزگار ہیں کام نہ ہونے کی وجہ سے ڈنڈے بجاتے پھرتے ہیں۔
ڈورے ڈالنا	دھوکہ دینا	وہ شادی رچانے کے لیے لڑکی پر ڈورے ڈالتا ہے۔
رات آنکھوں میں کاٹنا	جاگنا	سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات اب سحر ہونے کو آئی ہے ٹک تو کہیں مر بھی
رات دن ایک کرنا	محنت کرنا	عظمت کے راز کو پانے کے لیے دن رات ایک کرنا پڑتا ہے۔
راستہ دکھانا	انتظار کروانا	جلدی آؤ ہمیں راستہ نہ دکھاؤ۔
رال ٹپکنا	منہ میں پانی بھر آنا	مٹھائی دیکھ کر ہر بچے کی رال ٹپکنے لگی۔
راہ پر آنا	ٹھیک ہونا	آ ہی جاتے وہ راہ پر غالب کوئی دن اور گر جیے ہوتے

راہ پر لگانا	اپنے موافق کرنا	راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے سچ تو یہ ہے کہ مے آشام بدلے ہوئے ہیں
رائی کا پہاڑ بنانا	چھوٹی بات کا بتنگڑ بنانا	اخباری نامہ نگار عام طور پر رائی کا پہاڑ بناتے ہیں۔
رسی کا سانپ بنانا	معمولی بات کو بڑھانا	جھوٹا آدمی رسی کو سانپ بنا دیتا ہے اور مسئلے کو اور الجھا دیتا ہے۔
رخ پھیرنا	انقلاب لانا	چند نامور شخصیات ایسی بھی پیدا ہوئیں جنہوں نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔
رفو چکر ہونا	بھاگ جانا	چور پولیس کو دیکھتے ہی رفو چکر ہو گیا۔
رنگ جمانا	اثر ڈالنا	اس نے خوش گفتاری سے محفل پر رنگ جمالیا۔
رنگ فق ہونا	چہرے کا رنگ اڑنا	سانپ کو دیکھ کر چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔
رنگ لانا	نتیجہ برآمد ہونا	قرض کی پیتے تھے مے اور دل میں کہتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
رونگٹے کھڑے ہونا	ڈرنا	جنگ کی تباہ کاریوں کا حال سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
ریوڑی کے پھیر میں آنا	لالچ میں آنا	ہندوستان خواہ مخواہ پاکستان کے ساتھ پنجہ آزمائی کر کے ریوڑی کے پھیر میں آ گیا۔
زبان بگاڑنا	بدزبانی کرنا	آوارہ لڑکوں میں رہ کر اپنی زبان مت بگاڑو۔
زبان بند کرنا	خاموش ہونا	یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تری محفل میں یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
زبان دینا	وعدہ کرنا	جب تم زبان دے چکے ہو تو پورا کرو۔

زبان کو لگام دینا	زبان قابو میں رکھنا	دیکھو! بہت ہو چکا اب زبان کو لگام دو۔
زبان کے نیچے زبان ہونا	ایک بات پر قائم نہ رہنا	وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہتا اس کی زبان کے نیچے زبان ہے۔
زبان لال ہونا	بول نہ سکنا	ترے وصف میں ہے زباں لال اپنی
زخم بھرنا	زخم مندمل ہونا	دوست غم خواری میں مری سعی فرمائیں گے کیا زخم کے بھرنے تک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا
زخم پر نمک چھڑکنا	ایذا دینا	اس نے پرانی باتیں چھیڑ کر زخم پر نمک چھڑک دیا۔
زمین و آسمان کے قلابے ملانا	بے حد تعریف کرنا	بعض لوگ افسروں کو خوش کرنے کے لیے ان کی مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔
زمین میں گڑنا	بے حد شرمندہ ہونا	بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں اکبر زمین میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
زندگی سے تنگ آنا	جینے سے بیزار ہونا	اب جو سو جائیں گے تو اٹھیں گے نہ محشر میں بھی ہم زندگی سے تو ہم ہیں اس درجہ تنگ آئے ہوئے
زہر اگلنا	جلی کٹی سنانا	جموں ریڈیو ہر وقت پاکستان کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے۔
زہرہ آب ہونا	خوفزدہ ہونا	شیر کو دیکھتے ہی میرا زہرہ آب ہو گیا۔
زیر و زبر ہونا	تباہ ہونا	پیر گردوں نے کہا طرفہ قیامت آئی اب کوئی آن میں ہوتا ہے زیر و زبر
سابقہ پڑنا	واسطہ پڑنا	خدا جانے کس بے وقوف سے سابقہ پڑا ہے۔
سات پردوں میں چھپا رکھنا	نہایت احتیاط سے رکھنا	وہ اپنی بیوی کو سات پردوں میں چھپائے رکھتا ہے۔

ساکھ جاتی رہنا	آبرو میں فرق پڑنا	بزرگوں کا قول ہے"لاکھ جائے مگر ساکھ نہ جائے۔"
ساز باز کرنا	سازش کرنا	دشمن ساز باز کرتے رہتے ہیں ہمیں مستقل مزاج ہونا چاہیے۔
سامنا کرنا	مقابلہ کرنا	زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
سانپ سونگھ جانا	خاموش ہو جانا	جواب کیوں نہیں دیتے سانپ سونگھ گیا ہے کیا؟
سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا	چھوٹے بڑے کا خیال نہ رکھنا	اس دور میں شریف اور رذیل دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا ہے۔
سبز باغ دکھانا	فریب دینا	کل شیخ جی تھے مجتہد العصر ساقیا دکھلا کے سبز باغ ثواب وعذاب کا
ستارہ بلند ہونا	خوش نصیب ہونا	خدا کے فضل وکرم سے آپ کا ستارہ بلند ہے۔
ستارہ گردش میں ہونا	مصیبت میں پڑنا	آج کل میرا ستارہ گردش میں ہے۔اللہ جانے انجام کیا ہو گا۔
سرآنکھوں پر بٹھانا	عزت کرنا	لوگ علامہ اقبال کو سرآنکھوں پر بٹھاتے تھے۔
سر پر ہاتھ دھر کے رونا	بہت رونا	اے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
سرِ تسلیم خم کرنا	اطاعت کرنا	حکم خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا چاہیے۔

سرتوڑ کوشش کرنا	سخت محنت کرنا	اس نے کامیابی حاصل کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کی۔
سر چڑھ کر بولنا	خود ظاہر ہونا	کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے
سرخاب کا پر لگنا	خاص بات ہونا	اس میں کوئی سرخاب کا پر لگا ہے کہ تم اتنی تعریف کر رہے ہو۔
سرخرو ہونا	کامیاب ہونا	خدا پر بھروسہ رکھنے والے ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں۔
سر دھڑ کی بازی لگانا	محنت کرنا	اس نے سر دھڑ کی بازی لگا کر نمایاں پوزیشن حاصل کی۔
سر دھننا	تعریف کرنا	سامعین شعر سن رہے تھے اور سر دھن رہے تھے۔
سر قلم کرنا	تہ تیغ کرنا	اٹھایا بارہا خنجر مگر گر ہی پڑا آخر کہاں تھا زور بازو میں جو کرتے سر قلم میرا
سر کرنا	فتح کرنا	بڑی تگ ودو سے قلعہ سر ہوا۔
سر کے بل چلنا	انتہائی محنت کرنا	تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش گلِ مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے
سکہ بٹھانا	حکومت جمانا	وہ آفتاب جو چمکتا ہے جہاں پر بیٹھا تھا جس کا سکہ زمین و آسماں پر
سنی ان سنی کرنا	توجہ نہ دینا	مفت میں سن لی یگانہ کی غزل ان سنی کر دی جو مطلب کی کہی
سونے کی چڑیا ہونا	عمدہ اور گراں ہونا	روح دولت تھی جو نکلی جسم سے سمجھے یہ ہم باہر اپنے ہاتھوں سے سونے کی چڑیا ہو گئی

شرم رکھنا	عزت رکھنا	مجھ کو دیار غیر میں مارا وطن سے دور رکھ لی میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم
شیخی کرکری ہونا	غرور ٹوٹنا	آج اس کا پول کھل گیا اور ساری شیخی کرکری ہوگئی۔
شیشے میں اتارنا	موہ لینا	اس نے دھوکا دے کر اسے شیشے میں اتار لیا۔
صاف صاف سنانا	کھری کھری سنانا	صاف دل اس طرح کہتے ہیں برابر صاف صاف جس طرح آئینہ کہہ دیتا ہے منہ پر صاف صاف
صلہ دینا	معاوضہ دینا	مٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقت دفن زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے
صلواتیں سنانا	گالیاں دینا	بھٹیارن نے وہ صلواتیں سنائیں کہ خدا کی پناہ
طشت از بام کرنا	راز فاش کرنا	اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہارا راز طشت از بام کردوں گا۔
طوطا چشم ہونا	بے وفائی کرنا	بعض لوگ بڑے طوطا چشم ہوتے ہیں اور جلد آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔
طوطی بولنا	شہرت ہونا	آج پاکستان میں قائد اعظم کا طوطی بول رہا ہے۔
طومار باندھنا	زیادہ باتیں بنانا یا کرنا	آپ نے تو باتوں کا طومار باندھ دیا ہے۔
عقدہ وا ہونا	مشکل آساں ہونا	وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا ہمت کرے انساں تو کیا ہو نہیں سکتا
عذاب مول لینا	خواہ مخواہ تکلیف میں پڑنا	دل دیا اس حسیں کو ہم نے مفت کا ایک عذاب مول لیا
عرش پر چڑھانا	بہت تعریف کرنا	جو آج چڑھاتے ہیں ہمیں عرش بریں پر

عرق عرق ہونا	شرمندہ ہونا	محفل میں اس کا راز فاش ہوا اور وہ عرق عرق ہوا۔
عش عش کر اٹھنا	بہت زیادہ تعریف کرنا	اس نے ایسی عمدہ تعریف کی کہ سامعین عش عش کر اٹھے۔
عقل کے ناخن لو	ہوش میں آؤ	عقل کے ناخن لو بھئی کیسی باتیں کر رہے ہو۔
عنقا ہونا	نہ ملنا	آج کل سچی ہمدردی عنقا ہو گئی ہے۔
غصہ تھوک دینا	برداشت کرنا	غصہ تھوک دو اور پیار و محبت کی باتیں کرو۔
غم غلط کرنا	غم بھلانا	غم غلط کرنے کے لیے کتاب کا مطالعہ بہترین ذریعہ ہے۔
فاتحہ پڑھنا	مایوس ہنا	مذاق خدمت صیاد، مدت میں ملا ہم کو مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھیے رہائی کا
فاختہ اڑانا	عیش کرنا	وہ دن گئے جب خلیل میاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔
فراٹے بھرنا	بہت تیز پڑھنا	آہستہ پڑھو بھائی! فراٹے بھرنے سے کیا فائدہ؟
فق ہونا	حیران رہ جانا	گردوں پہ رنگ چہرہ ماہتاب فق ہوا سلطان شرق وغرب کا نظم نسق ہوا
فقروں میں آنا	دھوکے میں آنا	تم لاکھ جتن کرو میں تمہارے فقروں میں نہیں آنے والا۔
قافیہ تنگ کرنا	عاجز آنا	قرض خواہوں نے آج کل قافیہ تنگ کر رکھا ہے۔
قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھنا	بہت بوڑھا ہونا	بڑے میاں اللہ اللہ کرو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو اور جوانی کا بھوت سر پر سوار ہے۔
قدم رنجہ فرمانا	تشریف لانا	کبھی میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں۔

قدم لینا	تعظیم کرنا	گدا سمجھ کے وہ چپ تھا میری جو شامت آئی اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے
قطع تعلق کرنا	تعلق چھوڑنا	قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے کچھ نہیں تو عداوت ہی سہی
قصہ پاک کرنا	مارنا	چوہوں کا قصہ پاک کردیجیے۔
قضا سر پر کھیلنا	موت قریب آنا	قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے مگر اسے خبر نہیں۔
قضا سے کھیلنا	موت سے کھیلنا	حیات وموت کے جھگڑوں میں پڑنا ہم کو آتا ہے تیری زلفوں سے کھیلیں گے قضا سے کھیلنے والے
قلعی کھولنا	راز فاش کرنا	ساری رقم واپس دو ورنہ تمہاری قلعی کھول دوں گا۔
قلم بند کرنا	لکھنا	میں نے جلسے کی کارروائی قلم بند کرلی ہے۔
قلم توڑ دینا	زبردست تحریر کرنا	تحریری مقابلہ جیت کر اسلم نے قلم توڑ دیا۔
قول دینا	وعدہ کرنا	نہیں وہ قول کا سچا قول دے دے کر جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
قیامت آنا	مصیبت پڑنا	ستم سے باز آ ظالم قیامت آنے والی ہے بہ پیشِ داورِ محشر عدالت آنے والی ہے
کام آنا	مددگار ہونا	یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان کہ کام آئے انسان کے انساں
کام تمام ہونا	ختم ہونا	الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا آخر اس بیماریٔ دل نے اپنا کام تمام کیا

کاغذ کے گھوڑے دوڑانا	خط لکھنا	جب فتح ہوئی تو ہر طرف کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیے گئے۔
کافور ہونا	غائب ہونا	سورج کے طلوع ہوتے ہی اندھیرا کافور ہوگیا۔
کان پر جوں نہ رینگنا	پروانہ کرنا	اسے لاکھ سمجھایا مگر اس کے کان پر جوں نہ رینگی۔
کان پکڑنا	توبہ کرنا	اس نے چوری کرنے سے کان پکڑ لیے۔
کان کھڑے کرنا	ہوشیار ہونا	خطرے کے وقت گھوڑا کان کھڑے کر لیتا ہے۔
کانوں پر ہاتھ دھرنا	لاعلمی کا اظہار کرنا	سوداگر نے کانوں پر ہاتھ دھرے کہ میں بالکل بے قصور ہوں۔
کانوں کان خبر نہ ہونا	پتا نہ لگنا	میری اگر سنو تو کبھی شوروشر نہ ہو الفت کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو
کانٹا سا کھٹکنا	برا لگنا	پاکستانی فوج ہندوستان کی نظروں میں کانٹا سا کھٹکتا ہے۔
کانٹوں کا کھینچنا	سزا دینا	جلی ہیں دھوپ میں شکلیں جو ماہتاب کی تھیں کھنچی ہیں کانٹوں پہ پتیاں جو گلاب کی تھیں
کایا پلٹ دینا	حال بدل دینا	عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس ایک آن میں اس کی کایا
کتے کی موت مرنا	خراب حالت میں مرنا	ظالم آدمی کتے کی موت مرتا ہے۔
کروٹ بدلنا	تڑپنا	کباب سیخ میں کروٹیں بدستور بدلتے ہیں جو جل اٹھا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

کروٹ لینا	جاگنا	جہاں سے لیے کروٹ عدم کو چلتے ہیں ہم تو اب اپنا مکان اور ہی بدلتے ہیں
کسی کی آگ میں پڑنا	دوسروں کی مصیبت میں پھنسنا	اپنے کام سے کام رکھو کسی کی آگ میں نہ پڑو۔
کلنک کا ٹیکہ لگنا	بے عزت ہونا	چوری کر کے اس نے اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگوا لیا۔
کلمہ پڑھنا	گرویدہ ہونا	افلاطون کی حکمت کا سب کلمہ پڑھتے ہیں۔
کلیجا اچھلنا	خوش ہونا	کامیابی کی خوش خبری سنتے ہی اس کا کلیجا اچھل پڑا۔
کلیجا پکڑنا	مصیبت برداشت کرنا	سنا ہے کبھی ماجرا درد و غم کا کسی دل جلے کی زبانی کہو تم نکل آئیں آنسو کلیجہ پکڑ لو کروں عرض اپنی کہانی کہو تم
کلیجہ ٹھنڈا ہونا	خوش ہونا	کہہ گیا شمع سے پروانا کہ ناممکن ہے میں جلوں اور کلیجہ رہے ٹھنڈا تیرا
کلیجہ چھلنی ہونا	بہت دکھ ہونا	طعن آمیز باتیں بعض اوقات کلیجہ چھلنی کر دیتی ہیں۔
کلیجہ منہ کو آنا	گھبرانا	دل کا ہے رونا کھیل نہیں منہ کو کلیجا آنے دو تھمتے تھمتے اشک تھمیں گے ناصح کو سمجھانے دو
کلیجے سے لگائے رکھنا	بہت عزیز رکھنا	ہے ساری تصور کی کرامات کلیجے سے لگا رکھتا ہوں تم کو
کمر باندھنا	ہمت کرنا	کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
کمر ٹوٹ جانا	مایوس ہونا	مہنگائی سے غریب عوام کی کمر ٹوٹ گئی۔

کوڑی کے کام کا نہیں	نکما	دعویٰ بڑا سوز کو اپنے کلام کا جو غور کیجیے نہیں کوڑی کے کام کا
کوڑیوں کے مول لینا	سستا	محبت کوڑیوں کے اگر ہو مول بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول
کھٹائی میں پڑنا یا ڈالنا	تاخیر ہونا	سلامتی کونسل نے مسئلہ کشمیر کھٹائی میں ڈال دیا۔
کھچڑی پکانا	سازش کرنا	کھچڑی سی گھٹا میں پک رہی تھی کچھ کچھ بجلی چمک رہی تھی
کھری کھری سنانا	صاف صاف کہنا	واعظ ہوں، حضرت ناصح ہوں یا کہ شیخ ہم تو سنا ہی دیتے ہیں سب کو کھری کھری
کھوے سے کھوا چھلنا	بھیڑ ہونا	بازار میں اس قدر بھیڑ تھی کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔
کھویا جانا	بدحواس ہونا	کل جو تم بزم غیر میں آنکھیں چرا گئے کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے
کھیل سمجھنا	آسان سمجھنا	تیر پر تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہیں کیوں جی تم کھیل سمجھتے ہو لگانا دل کا
کھیل کھیلنا	چال چلنا	جو کھیل کھیلا ہم نے وہ صاحبِ تدبیر کیا کھیلے پر اب باری دیکھیے تقدیر کیا کھیلے
گاؤ خورد ہونا	برباد ہونا	پورا دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔
گردن مارنا	قتل کرنا	اسلام میں گردن مارنے کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔

گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا	ایک حال میں نہ رہنا	اس کی باتوں کا کیا اعتبار وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔
گریبان میں منہ ڈالنا	شرمندہ ہونا	دوسروں کے عیب گنواتے وقت اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے۔
گڑھے مردے اکھاڑنا	پرانی باتوں کو تازہ کرنا	کام کی باتیں کرو گڑھے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ؟
گل کھلانا	عجیب واقعہ رونما ہونا	یہاں آئے دن کوئی نہ کوئی گل کھلتا ہی رہتا ہے۔
گلے پڑنا	لڑائی ہونا	تم کسی کے گلے نہ پڑو کسی دن پٹائی ہو جائے گی۔
گلے کا ہار ہونا	زیادہ قریب ہونا	دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ انسان گلے کا ہار ہو جائے۔
گن گانا	تعریف کرنا	خدا تعالیٰ کے گن گانا انسان کا فرض ہے۔
گونگے کا گڑ کھانا	خاموش رہنا	بولتے کیوں نہیں ہو کہیں گونگے کا گڑ تو نہیں کھا لیا۔
گھٹنوں کے بل چلنا	آہستہ چلنا	گرتے ہیں شہ سوار ہی میدان جنگ میں وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے
گھٹی میں پڑنا	عادی ہونا	شراب اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔
گھر سر پر اٹھا لینا	شور مچانا	والد جونہی گھر سے نکلا بچوں نے گھر سر پر اٹھا لیا۔
گھر کرنا	جگہ نکالنا	ذہن میں جو گھر کیا لا انتہا کیوں کر ہوا جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا
گھڑوں پانی پڑ جانا	بہت شرمندہ ہونا	امتحان میں فیل ہو جانے پر اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

گھوڑا مارنا	گھوڑا دوڑانا	گھڑ سوار نے گھوڑا مارا اور آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔
گھوڑے بیچ کر سونا	بے فکر ہو کر سونا	وہ ایسے گھوڑے بیچ کر سویا کہ اٹھنے کا نام نہیں لیا۔
گھی کھچڑی ہونا	گھل مل جانا	بعض سیاسی جماعتیں اس وقت گھی کھچڑی ہو رہی ہیں۔
گھی کے چراغ جلانا	کمال خوشی ہونا	اگر دیدار نصیب ہوا تو گھی کے چراغ جلائیں گے۔
لاکھوں گھڑے پانی پڑنا	زیادہ شرمندہ ہونا	جب اس کی چوری پکڑی گئی تو اس پر لاکھوں گھڑے پانی پڑ گیا۔
لال پیلا ہونا	بہت زیادہ خفا ہونا	جناب مجھ پر کیوں لال پیلے ہو رہے ہو میں نے کیا بگاڑا ہے۔
لالے پڑنا	خطرہ ہونا	لالے پڑے تھے جان کے ہر جاندار کو اجڑے چمن ترستے تھے بہار کو
لام کاف بکنا	بدزبانی کرنا	سپاہی لام کاف بکتا رہا اور ڈرائیور چلا گیا۔
لتے لینا	پرخچے اڑانا	بم کے دھماکے نے گدھے کے لتے لیے۔
لٹیا ڈبونا	آبرو جاتی رہنا	چوری کر کے اس نے اپنے خاندان کی لٹیا ڈبو دی۔
لفافہ کھل جانا	راز فاش ہونا	وہ نواب بنا پھر رہا تھا اچانک اس کی ظاہرداری کا لفافہ کھل گیا۔
لمبی تان کر سونا	بے فکر ہو کر سونا	جس روز چھٹی ہوتی ہے ملازم لمبی تان کر سوتے ہیں۔
لنگوٹی میں پھاگ کھیلنا	تنگدستی میں عیاشی کرنا	مجید ان لوگوں میں نہیں جو لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے ہیں۔
لو لگانا	تعلق پیدا کرنا	اب اور سے لو لگائیں گے ہم چوں شمع تجھے جلائیں گے ہم

لوہا منانا	قائل کر لینا	میدان جنگ میں اس نے اپنی بہادری کا لوہا منوا لیا۔
لوہے کے چنے چبانا	مشکل کام کرنا	اگر کوئی فساد کرے تو لوہے کہ چنے چبوا کر چھوڑوں گا۔
لہو پانی ایک کرنا	سخت محنت کرنا	لہو پانی ایک کر کے حلال روزی کمائی جاتی ہے۔
لہو رونا	زیادہ رونا	ایسا آساں نہیں لہو رونا دل میں طاقت جگر میں حال کہاں
لہو سفید ہونا	محبت نہ رہنا	آج کا دور ایسا ہے کہ بیگانوں کا کیا اپنوں کا بھی لہو سفید ہو گیا ہے۔
لہو کے گھونٹ پینا	سخت برداشت کرنا	نہیں جینے کی خواہش مجھ کو ہمدم پھر بھی جیتا ہوں میں رنگ اہل عالم پر لہو کے گھونٹ پیتا ہوں
لہو لگا کر شہیدوں میں ملنا	بغیر قربانی کے شہید ہونا	ناخن سے بوالہوس کا گلا یونہی چھل جائے گا وہ لہو لگا کر شہیدوں میں مل جائے گا
لہو میں نہانا	زخمی ہونا	بہت آرزو تھی گلی کی تری سو یاں سے لہو میں نہا کر چلے
لیت و لعل کرنا	ٹال مٹول کرنا	بھاتی ہے سب کو تری یہ لیت و لعل تو نے سیکھی ہے کہاں سے آج کل
لینے کے دینے پڑنا	نقصان اٹھانا	چور آیا تھا مال و زر لینے اور لینے کے پڑ گئے دینے
مات دینا	شکست دینا	تاج محل خوبصورتی میں جدید عمارتوں کو بھی مات دیتا ہے۔
ماتھا ٹھنکنا	خیال بد گزرنا	اس کے تیور دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا کہ وہ فسادی ہے۔

مٹر گشت کرنا	سیر کرنا	وہ شہر میں مٹر گشت کرتے ہوئے پولیس کے ہتھے چڑھ گیا۔
مٹھی گرم کرنا	رشوت دینا	جب تک دفاتر میں کسی کلرک کی مٹھی گرم نہ کی جائے اس وقت تک کام نہیں بنتا۔
مٹی خراب کرنا	ذلیل کرنا	طاقت جواب دے گئی باقی رہی نہ تاب ہوتی ہے فرط ضعف سے مٹی ولا خراب
مٹی عزیز ہونا	قدر ہونا	ہمیں اپنے وطن کی مٹی عزیز ہے۔
مذاق اڑانا	ہنسی اڑانا	میری غربت نے اڑایا میرے فن کا مذاق تیری دولت نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں
مرمر کے جینا	ناممکن کام کرنا	ہر نفس عمر گذشتہ کی ہے میت فانی زندگی نام ہے مرمر کے جیے جانے کا
مسیں بھیگنا	مونچھیں نکلنا	اس کی مسیں بھی نہ بھیگی تھیں کہ قضا نے آلیا۔
مکھی پر مکھی مارنا	ہو بہو نقل کرنا	آج کل طلبا امتحان میں مکھی پر مکھی مارتے ہیں۔
منہ بنانا	خفا ہونا	ذراسی بات پر منہ بنالینا شرفا کا کام نہیں۔
منہ پر ہوائیاں چھوٹنا	حیران رہ جانا	غم نے کی دل سے کج ادائی سی منہ پر چھٹنے لگی ہوائی سی
منہ پھیر لینا	انکار کرنا	آج کل لوگ اسلام سے منہ پھیر رہے ہیں۔
منہ دیکھنا	حیران ہونا	دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغام زبانی اور ہے
منہ دکھانا	سامنا کرنا	ع۔ کس سے اجل کو منہ دکھائیں گے ہم
منہ رکھنا	لحاظ رکھنا	تم یہ سب باتیں منہ رکھنے کے لیے کہہ رہے ہو۔

منہ سے پھول جھڑنا	خوش کلامی کرنا	عبد المنان صاحب بات کیا کرتے ہیں منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔
منہ سے دودھ کی بو آنا	بچہ یا نابالغ ہونا	ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے تمہیں کیا معلوم کہ بڑھاپا تجربوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔
منہ کالا ہونا	ذلیل ہونا	حق کا بول بالا ہوتا ہے اور باطل کا منہ کالا۔
منہ کی کھانا	ذلیل ہونا	بھارت نے ہر وقت بدنیتی ظاہر کی اور ہر بار منہ کی کھائی۔
منہ لگانا	چکھنا	اے ذوق دیکھ دختر رز کو منہ نہ لگانا چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
منہ موڑنا	کنارہ کشی کرنا	ہم حرص و ہوا کو چھوڑ چکے اس نگری سے منہ موڑ چکے ہم جو زنجیریں توڑ چکے تم لاکے وہی پہناتے ہو
منہ میں پانی بھر آنا	جی للچانا	سیب کو دیکھتے ہی بچے کے منہ میں پانی بھر آیا۔
منہ میں زبان رکھنا	جواب دینے کی طاقت رکھنا	ہمارے منہ میں بھی زبان ہے ہم جواب دیں گے۔
منہ میں زبان نہ ہونا	خاموش رہنا	جرم ہے اس کی جفا کا کہ وفا کی تقصیر کوئی تو بولو، میاں منہ میں زبان ہے کہ نہیں
میدان مارنا	جیت جانا	اس دفعہ ہاکی ٹیم نے میدان مارلیا۔
میدان مانگنا	وسعت چاہنا	امریکہ خواہ مخواہ روس سے میدان مانگ رہا ہے کسی بھی وقت جنگ چھڑ سکتی ہے۔
میدان ہاتھ میں آنا	جیت جانا	1965ء کی جنگ میں میدان پاکستان کے ہاتھ آیا۔

ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینا	توجہ نہ کرنا	وہ اتنا خودسر ہے کہ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔
ناک بھوں چڑھانا	ناراض ہونا	ذرا سی بات پر بعض لوگ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں۔
ناکوں چنے چبوانا	تنگ کرنا	کتاب کی اشاعت میں ناشر نے ناکوں چنے چبوائے۔
ناک چڑھانا	غصے ہونا	ناک چڑھانا دکانداروں کا کام نہیں، انہیں خوش خلقی سے پیش آنا چاہیے۔
ناک رگڑنا	عاجز ہونا	پچھلے پہر اٹھ اٹھ کر نمازیں سجدے کرنا ناک رگڑنا جو نہیں جائز اس کی دعائیں اف ری جوانی ہائے رے زمانے
ناک کاٹنا	ذلیل کرنا	تم نے بھری مجلس میں اس کا راز فاش کر کے اس کی ناک کاٹ دی۔
ناک کٹوانا	بدنام ہونا	چوری کر کے اس نے اپنی ناک کٹوا دی۔
ناک میں دم کرنا	پریشان کرنا	قرض خواہوں نے آج کل ناک میں دم کر رکھا ہے۔
نانی یاد آنا	مشکل سے گھبرانا	جب اسے پہلوان سے پالا پڑا تو نانی یاد آ گئی۔
نام دھرنا	عیب لگانا	خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر نام دھرنا بہت بڑی ناشکری ہے۔
نام روشن کرنا	عزت پانا	جو چاہتے ہو کہ روشن بڑوں کا نام کرو تو جن نے ان کو بڑا کر دیا وہ کام کرو
نشان مٹ جانا	باقی نہ رہنا	نہ گور سکندر نہ قبر دارا مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

نشہ ہرن ہونا	نشہ دور ہونا	جب گھریلو ذمہ داریاں پڑتی ہیں تو جوانی کا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔
نظر سے ٹپک جانا	ذلیل ہونا	دل مت چک نظر سے کہ پایا نہ جائے گا جوں اشک پھر زمیں سے اٹھایا نہ جائے گا
نظر سے گرنا	بے عزت ہونا	بے ادب لڑکے اساتذہ کی نظر سے گر جاتے ہیں۔
نظر لگنا	نظر بد کا اثر ہونا	جب سے تمہاری نظر لگی تب سے طبیعت خراب ہے۔
نظر ملانا	دیکھنا	شوق وصال ہے یہاں، لب پہ سوال ہے یہاں کِس کی مجال ہے یہاں ہم سے نظر ملا سکے
نمک پھوٹ پھوٹ کر نکلنا	نمک حرامی کی سزا ہونا	گر نمک خوار حیلہ گر نکلے تو نمک پھوٹ پھوٹ کر نکلے
نمک مرچ لگانا	مبالغہ کرنا	اس نے نمک مرچ لگا کر بات کا بتنگڑ بنالیا۔
ننانوے کے پھیر میں آنا	رقم کی فکر میں	روپیہ جمع کر کے وہ ہر وقت ننانوے کے پھیر میں رہتا ہے۔
ننگ وناموس بھول جانا	عزت بے عزتی کا خیال نہ کرنا	تمہارے عشق میں ہم ننگ ونام بھول گئے جہاں کے تھے کام جتنے تمام بھول گئے
نو دو گیارہ ہونا	بھاگ جانا	چور چوری کر کے نو دو گیارہ ہو گیا۔
نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیرنا	اندھا ہونا	اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی گئی اس کا قصور صرف اتنا تھا کہ اس نے آزادی کے لیے جدوجہد کی تھی۔
نیند حرام کرنا	جاگنا	گرمیوں میں مچھر نیند حرام کر دیتے ہیں۔
وقت پڑنا	مصیبت پڑنا	دوست وقت پڑنے پر آزمایا جاتا ہے۔

ہاتھ اٹھانا	مارنا	یہ کہہ کر میرے قتل سے اس نے اٹھائے ہاتھ کہ بے قصور کو لازم ہے سزا دینا
ہاتھ بٹانا	مدد کرنا	نیک اولاد اپنے ماں باپ کا ہاتھ بٹاتی ہے۔
ہاتھ پاؤں پھولنا	گھبرا جانا	اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہا جو اس نے ذرا مرے پاؤں داب تو دے
ہاتھ پاؤں توڑنا	اعضا توڑنا یا نکما ہونا	ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے سے روزی نہیں ملتی۔
ہاتھ پھیلانا	مانگنا	پھیلائے کیا کوئی میرے پروردگار ہاتھ بندے کا ایک ہاتھ تیرے ہزار ہاتھ
ہاتھ تنگ ہونا	غریب ہونا	دوست وہ ہے جو اس وقت بھی ساتھ دے جب ہاتھ تنگ ہو۔
ہاتھ دانتوں سے کاٹنا	افسوس کرنا	دامن چھڑا کے جب سے گیا وہ بے وفا دانتوں سے کاٹتا ہوں میں بے اختیار ہاتھ
ہاتھ دھو بیٹھنا	محروم ہونا	وہ پتنگ اڑانے کے شوق میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔
ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنا	ستانا	ہاتھ دھو کے پڑے ہو پیچھے تم جان پر آبنی حواس ہیں گم
ہاتھ رنگنا	قتل کرنا	ظالموں نے نہ صرف مردوں کو قتل کیا بلکہ بچوں کے خون سے بھی ہاتھ رنگے۔
ہاتھ صاف کرنا	قتل کرنا	بدمعاش نے اپنے عزیزوں پر بھی ہاتھ صاف کیے۔
ہاتھ قلم کرنا	ہاتھ کاٹنا	اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ قلم کرنا ہے۔
ہاتھ لگنا	حاصل ہونا	منافع میں اس سال ایک بڑی رقم ہاتھ لگی ہے۔

ہاتھ ملنا	افسوس کرنا	وقت سے فائدہ اٹھالو ورنہ ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔
ہاتھوں کے طوطے اڑنا	حیران رہ جانا	ہم نے جب بچے کے قتل کی خبر سنی تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔
ہاتھوں ہاتھ لینا	عزت کرنا	یا ہاتھوں ہاتھ لے لو مجھے جام سے یا تھوڑی دور ساتھ چلو میں نشے میں ہوں
ہن برسنا	دولت برسنا	آج کل لیڈروں کے گھروں میں ہن برس رہا ہے۔
ہوا باندھنا	تعریف کرنا	کیوں میر صاحب کی اتنی ہوا باندھ رہے ہو ان کی شاعری سے ہم خوب واقف ہیں
ہوا بدلنا	رنگ بدلنا	گناہ گاروں سے کہہ دو کہ اس کی رحمت نے ہوا بدلی گل وگلزار جنت بن گئے شعلے جہنم کے
ہوا دینا	اشتعال دینا	باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے
ہوا سے باتیں کرنا	تیز دوڑنا	ہرن ہوا سے باتیں کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔
ہوا میں قلعے بنانا	خیالی باتیں بنانا	کام کرتے نہیں بس ہوا میں قلعے بناتے رہتے ہو۔
ہوا میں گرہ لگانا	چالاکی کرنا	وہ بڑھیا ہوا میں گرہ لگانا جانتی ہے۔
ہوا نہ دینا	محفوظ رکھنا	نام اس کا صبا نہ لیتی تھی اس گل کو ہوا نہ دیتی تھی
ہوا ہو جانا	فنا ہو جانا	بوئے گل ہوں ابھی چاہوں تو ہوا ہو جاؤں باغ عالم میں درختوں کی روش تنگ نہیں
ہوائی اڑانا	افواہ پھیلانا	کون کہتا ہے کہ ہم تم میں لڑائی ہو گی یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

ہوائیاں اڑنا	رنگ فق ہونا	گرفتاری کا وارنٹ دیکھتے ہی اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔
ہو کا عالم ہونا	بہت زیادہ خاموشی	قبرستان میں رات کے وقت عجیب ہو کا عالم ہوتا ہے دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔
ہوس نکالنا	ارمان پورا کرنا	اب نکال تو اے گرد افلاک ہوس ہوں گے جب خاک تو پھر نکلے گی خاک ہوس
ہوش کھونا	عقل ٹھکانے نہ رہنا	میرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا جرس کے بھی ہوش کھوتا رہے گا
ہوک اٹھنا	درد پیدا ہونا	اک ہوک سی اٹھتی ہے اک درد سا ہوتا ہے میں رات کو اٹھ اٹھ کر روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے
ید طولیٰ رکھنا	مہارت حاصل کرنا	مہدی حسن کو گانے میں ید طولیٰ حاصل ہے۔

ضرب الامثال

ضرب الامثال	مفہوم وموقع محل
آ بڑے باپ کی بیٹی ہے تو مجھ سے پنجہ کر لے	اگر بڑا حوصلہ ہے۔
آب آب کر مر گئے سرہانے دھرا پانی رہا۔	کام نہ آیا۔
آپ آئے بھاگ آئے۔	آپ کا آنا ہماری خوش قسمتی کا باعث ہے۔
آپ بھلے تو جگ بھلا۔	جو خود اچھا ہو دوسرے بھی اسے اچھے لگتے ہیں۔
آپ بیتی کہوں یا جگ بیتی۔	اپنا ماجرہ کہوں یا دوسروں کا۔
آپ ڈال ڈال ہیں تو میں پات پات۔	میں آپ سے زیادہ ہوشیار ہوں۔
آپ ڈوبے تو ڈوبے ساتھ اور کو بھی لے ڈوبے۔	آپ بھی برباد ہوئے اور دوسروں کو بھی برباد کیا۔
آپ راہ راہ دم کھیت کھیت۔	بظاہر نیک لیکن باطن گناہ گار۔
آپ سے اچھا خدا۔	اپنی ذات سے بہتر ذات اللہ کی۔
آپ سے گیا جگ سے گیا۔	جو چیز پاس نہ رہی دنیا سے گئی۔
آپ فضیحت اوروں کو نصیحت۔	خود برے کام کرنا اور دوسروں کو نصیحت کرنا۔
آپ کاج مہا کاج۔	جو کام اپنے ہاتھوں سے کیا جائے بہتر ہے۔
آپ کا نام ہوگا ہمارا کام ہوگا۔	آپ کی شہرت ہوگی ہمیں فائدہ ہوگا۔
آپ کا نوکر ہوں بینگنوں کا نوکر نہیں۔	آپ کی رائے سے اتفاق ہے۔
آپ کھائے بلی کو بتائے۔	اپنا الزام دوسروں کے سر۔

آپ کی دال یہاں نہ گلے گی۔	آپ کا جادو یہاں نہ چلے گا۔
آپ مرے جگ پرلو۔	آپ مر گئے تو گویا سارا جہان مر گیا۔
آپ یہاں صوبے دار گھر میں بیوی جھونکے بھاڑ۔	بظاہر امیر لیکن اندر غریب۔
آپ ہی بی بی آپ ہی باندی۔	گھر کا کام خود کرنے والی خاتون۔
آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔	آپ کی بخشش پر گزارہ ہے۔
آپ ہی مارے آپ ہی چلائے۔	خود ہی ظلم کرے خود ہی فریاد کرے۔
آتا ہو آئے جاتا ہو جائے۔	کوئی آئے یا جائے ہمیں پروا نہیں۔
آتے کا نام سجا جاتے کا نام مکتا۔	آؤ تو خوب نہ آؤ تو پروا نہیں۔
آٹا دال اُلو بھی ہے۔	اچھائی کے ساتھ برائی بھی ہے۔
آٹے کا چراغ گھر رکھو تو چوہا کھائے باہر رکھو تو کوا لے جائے۔	وہ بات جس میں ہر طرف سے نقصان ہی نقصان ہے۔
آٹھ بار نو تیوہار۔	عیش و عشرت کی زیادتی۔
آٹھ جولاہے نو حقے، اس پر بھی دھکم دھکے۔	زیادہ سامان ہونے کے باوجود جھگڑا۔
آٹھ گاؤں کا چوہدری بارہ گاؤں کا راؤ اپنے کام نہ آؤ تو ایسی تیسی میں جاؤ۔	کام نہ آنے والا آدمی
آج آئے کل چلے۔	بہت مختصر قیام
آج زبان کھلی ہے کل بند۔	زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔
آج سے کل نزدیک ہے۔	آنے والے وقت کو دور نہ سمجھو۔
آج کرے گا کل پائے گا۔	جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔
آج کے بنیے کل کے سیٹھ۔	انقلاب زمانہ سے چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں۔

آج مرے کل دوسرا دن۔	وقت بہت جلدی گزرتا ہے۔
آج میں کل تو۔	موت ہر شخص کو آنی ہے۔
آج ہمارے لیے کل تمہارے لیے۔	سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا۔
آخر آدمی نے کچا دودھ پیا ہے۔	غلطی اور بھول انسان کی فطرت ہے۔
آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر۔	سب آدمی ایک جیسے نہیں ہوتے۔
آدمی اناج کا کیڑا ہے۔	آدمی اناج کھا کر ہی زندہ رہتا ہے۔
آدمی پانی کا بلبلہ ہے۔	انسان فانی ہے۔
آدمی پیٹ کا کتا ہے۔	روزی کے لیے انسان سب کچھ کرتا ہے۔
آدمی کا شیطان آدمی ہے۔	آدمی کو آدمی ہی بہکاتا ہے۔
آدھا تیتر آدھا بٹیر	بے جوڑ اور بے ڈھنگا۔
آدھی کو چھوڑ ساری کو دھائے آدھی رہے نہ ساری پائے۔	زیادہ لالچ کرنے سے تھوڑی بھی نہیں ملتی۔
آدھے میاں موج، آدھے میں ساری فوج۔	یعنی آدھ حصہ ایک فرد کو اور آدھا پوری جماعت کو ملے۔
آسا جیے نراسا مرے۔	انسان امید کے سہارے زندہ رہتا ہے۔
آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔	کسی اچھے آدمی پر الزام لگانے سے اپنی ذلت ہوتی ہے۔
آسمان کی چیل زمین کی اصیل۔	بہت چالاک عورت جو ایک جگہ نہ ٹکے۔
آگ اور روئی کی کیا دوستی۔	دو جانی دشمنوں کا ملاپ نہیں ہو سکتا۔
آگ پانی ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔	دو مخالف یکجا نہیں رہ سکتے۔
آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔	حکم دینے والا ذمہ دار ہے تعمیل کرنے والے کا قصور نہیں۔

آگ کا جلا آگ سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔	گرمی کا علاج گرمی ہے۔
آگ کھائے منہ جلے، ادھار کھائے پیٹ۔	قرض آگ سے زیادہ خطرناک ہے۔
آگ لگا کر پانی کو دوڑنا۔	لڑائی کروا کر صلح کروانی۔
آگے آگے گرو پیچھے پیچھے چیلا۔	جیسا استاد ویسا شاگرد۔
آگے جاتے گھٹنے ٹوٹیں، پیچھے دیکھتے آنکھیں پھوٹیں۔	کام کرنے کا راستہ نہ ملنا۔ ہر طرف سے نقصان۔
آگے چلتے ہیں پیچھے کی خبر نہیں۔	غور کیے بغیر کام کا آغاز کرنا۔
آگے کی خدا جانے۔	مستقبل کا علم خدا کو ہے۔
آم کھایے پال کا، خربوزہ کھایے ڈال کا، پانی پیئے تال کا۔	آم پال میں پکا ہوا خربوزہ بیل سے توڑا ہوا اور پانی تالاب کا استعمال کرنا چاہیے۔
آم کے آم، گٹھلیوں کے دام۔	دوہرا فائدہ۔
آمدم برسر مطلب۔	اب میں اصل بات کہتا ہوں۔
آنسو ایک نہیں کلیجہ ٹوک ٹوک۔	جھوٹ موٹ کا رونا۔
آنسوؤں سے پیاس نہیں بجھتی۔	رونے سے دل کی حسرت نہیں نکلتی۔
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔	آنکھ بند ہوگئی تو پہاڑ بھی نظر نہیں آتا۔
آنکھ چُکی مال یاروں کا۔	نظر چوکی اور مال غائب ہوگیا۔
آنکھ کا اندھا گانٹھ کا پورا۔	بے وقوف گاہک جس کو مال خریدنے کی تمیز نہ ہو۔
آنکھ لجائی، دھی ہوئی پرائی۔	رشتہ منظور ہے۔
آنکھ نہ دیدہ کاڑھے کشیدہ۔	لیاقت کچھ نہیں دعوے بڑے بڑے۔
آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ۔	جھوٹے دعوے۔

آنکھیں پھیرے طوطے کی سی باتیں کرے مینا کی سی۔	بے وفا ہونا۔
آنکھیں ہوئی چار، دل میں آیا پیار آنکھیں ہوئیں اوٹ، دل میں آیا کھوٹ۔	سامنے تعریف پیٹھ پیچھے برائی۔
آنولے کا کھایا اور بڑے کا کہا بعد میں مزہ دیتا ہے۔	اچھی باتوں کا پتا بعد میں چلتا ہے۔
آؤ جاؤ گھر تمہارا، کھانا مانگے دشمن ہمارا۔	نہایت کنجوس آدمی۔
آئی تو روزی، نہیں تو روزہ۔	مل گیا تو کھالیا نہ ملا تو فاقہ۔
آئی تو نوش، نہیں تو فراموش۔	پینے کو ملا تو پی لیا ورنہ بھول گیا۔
آئی تھی آگ کو، رہ گئی رات کو۔	بے حیا عورت۔
آئی ہے جان کے ساتھ جائے گی جنازے کے ساتھ۔	عادت نہیں بدلتی۔
آیا بندہ آئی روزی، گیا بندہ گئی روزی۔	ہر شخص کا رزق اس کے ساتھ آتا ہے۔
آیا رمضان، بھاگا شیطان۔	نیک کے آنے پر بد کا چلا جانا۔
اپنا بسم اللہ، دوسروں کا نعوذ باللہ۔	لوگ صرف اپنی چیز کی تعریف کرتے ہیں۔
اپنی اپنی ڈفلی، اپنا اپنا راگ۔	اتفاق رائے نہ ہونا۔
اپنی پگڑی اپنے ساتھ۔	اپنی عزت اپنے ہاتھوں میں۔
اپنی گرہ نہ ہو پیسا تو پرایا آسرا کیسا۔	کام ہمیشہ اپنے بھروسے پر ہوتا ہے۔
اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔	اپنے علاقے میں ہر شخص کی جرأت بڑھ جاتی ہے۔
اپنے اپنے گھر سب بادشاہ ہیں۔	ہر شخص کی اپنے گھر میں حکومت ہوتی ہے۔

اپنے بچھڑے کے دانت سب کو معلوم ہوتے ہیں۔	اپنے آدمی کے حالات سے آدمی باخبر ہوتا ہے۔
اپنے/اپنی چھاچھ کو کون کھٹا کہتا ہے۔	اپنی برائی کوئی نہیں کرتا۔
اپنے دہی کو کون کھٹا کہتا ہے۔	اپنی چیز کی ہر کوئی تعریف کرتا ہے۔
اپنے سوئی نہ جانے دو دوسرے کے بھالے گھسیڑ دو۔	اپنے حق میں رحم دل دوسروں کے حق میں سنگ دل۔
اپنے گھر آئے ہوئے کتے کو نہیں دھتکارتے۔	مہمان سے برا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔
اپنے گھر ستو نہ اور کے گھر پیڑا۔	اپنے گھر کھانے کو کچھ نہیں دوسروں کے گھر میں عمدہ کھانوں کی فرمائش کرنا۔
اپنے گھر کو آتا کس کو برا لگتا ہے۔	اپنا نفع کسی کو برا معلوم نہیں ہوتا۔
اپنے ہی تن کا پھوڑا ستاتا ہے۔	اپنے عزیزوں سے دکھ پہنچتا ہے۔
اپنے ہی گھر سے آگ لگی ہے۔	اپنوں کا اٹھایا فساد ہے۔
اتار لی منہ کی لوئی، تو کیا کرے گا کوئی۔	بے حیا سب کچھ کر سکتا ہے۔
اتنا کھائے جتنا پچے۔	اپنا نفع لے جو اعتدال سے نہ بڑھے۔
اتنا نہ گدگداؤ کہ آدمی رو دے۔	اس قدر چھیڑ چھاڑ نہ کرو کہ گراں گزرے۔
اجڑے گاؤں سے ناتا کیا۔	جس چیز کو چھوڑ دیا اس کی کیا فکر۔
اچھے کی صحبت بیٹھیے کھایئے ناگر پان، برے کی صحبت بیٹھے کٹایئے ناک اور کان۔	اچھے کی صحبت سے فائدہ اور برے کی صحبت سے نقصان ہے۔
احسان لیجیے جہان کا نہ لیجیے شاہ جہان کا۔	انسان کسی کی مدد نہ لے خود محنت کرے۔
احمد کی پگڑی محمود کے سر۔	ایک کا حق دوسرے کو دینا۔
ادھر قبلہ ادھر قطب بی خدیجہ ہوئے کدھر	ہر طرف مشکل ہی مشکل۔

ادھر کنواں ادھر کھائی۔	ہر طرف نقصان۔
ادھر کی نہ ادھر کی یہ بلا کدھر کی۔	جو کسی قابل نہ ہو۔
اڑھائی ہاتھ کی ککڑی نو ہاتھ کا بیج۔	بچہ ماں سے بھی زیادہ شریر ہے۔
اس زمانے میں خون سفید ہو گئے۔	آج کل لوگوں میں محبت نہیں رہی۔
اچھے سے اچھا تو خدا کا نام ہے۔	بہت اچھی چیز ہے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔
اس کو خدا پر چھوڑ دو۔	جب کوئی تدبیر نہ بن سکے تو اس طرح کہتے ہیں۔
اس گھر کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔	ان کا طریقہ ہی سب سے جدا ہے۔
اس کی لاٹھی میں آواز نہیں۔	خدا کا قہر اچانک نازل ہوتا ہے۔
اس کے دینے کے ہزاروں ہاتھ ہیں۔	خدا کے پاس سب کچھ ہے۔
اس کے نام کا کتا بھی نہیں پالتے۔	اس سے انتہائی نفرت ہے۔
اس کی جوتی اس کے سر۔	اس کی چیز اسی کے حوالے۔
استاد بیٹھے پاس، کام آئے راس۔	وہ کام زیادہ اچھا ہوتا ہے جو ماہر کی نگرانی میں ہو۔
اسی برس کی عمر نام میاں معصوم۔	بڑھاپے میں بچوں کی سی حرکتیں کرنا۔
اشراف پاؤں پڑے، کمینہ سر چڑھے۔	شریف شرافت کی وجہ سے نرمی کرتا ہے اور کمینہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے ڈر گیا ہے۔
اشراف وہ ہے جس کے پاس اشرفی ہے۔	اس دور میں مالدار ہی شریف سمجھا جاتا ہے۔
اشرفیاں لٹیں، کوئلوں پر مہر۔	فضول کاموں پر خرچ اور جائز کاموں پر کنجوسی۔

اصیل گھوڑے کو چابک کی حاجت نہیں۔	شریف سے کام لینے کے لیے زبردستی کی ضرورت نہیں۔
افیم کھائے امیر یا کھائے فقیر۔	افیم انسان کو نکما بنا دیتی ہے۔
اکھلی میں سر دیا تو دھمکیوں کا کیا ڈر۔	خطرہ مول لینے کے بعد ڈرنا کیسا۔
اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا۔	اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔
اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا۔	اکیلے آدمی سے کوئی بات نہیں بن پاتی۔
اگلا کرے پچھلے پر آئے۔	بڑے قصور کریں چھوٹے سزا پائیں۔
اگلے تو اندھا، نگلے تو کوڑی۔	ہر طرف نقصان۔
ال جاؤں، بل جاؤ، جلوے کے وقت ٹل جاؤں۔	محبت کے بڑے دعوے مگر وقت پر کام نہ آنا۔
البیلی نے پکائی کھیر، دودھ کی جگہ ڈالا پنیر۔	بے وقوفی سے کام بگاڑ دیا۔
الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔	جرم خود کرنا اور دوسروں کو ڈانٹنا۔
الٹے بانس بریلی کو۔	نقصان کا کام۔
السی کا جھوڑا نہ گدھا کھائے نہ گھوڑا۔	کسی کام کا نہیں۔
اللہ کا دیا نور، کبھی نہ ہووے دور۔	اللہ کی دی ہوئی چیز کو زوال نہیں۔
اللہ ملائی جوڑی، کوئی اندھا کوئی کوڑی۔	دونوں ایک جیسے ہیں۔
امیری فقیری کی بو چالیس برس تک نہیں جاتی۔	امارت اور فقر کا اثر دیر تک رہتا ہے۔
انت بھلا سو بھلا۔	وہی کام اچھا جس کا انجام اچھا۔
اندھا بانٹے ریوڑیاں ہر پھر اپنوں کو ہی دے۔	اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچانا۔
اندھا جانے آنکھوں کی سار۔	اندھے کو آنکھوں کی قدر ہوتی ہے۔

اندھاراجاچوپٹ نگری۔	ظالم اور بےوقوف بادشاہ کی بے آئین حکومت۔
اندھا کیا جانے بسنت کی بہار۔	نااہل کے پاس قدر نہیں ہوتی۔
اندھا گائے بہرا بجائے۔	نااہلوں کا مجمع۔
اندھا گیا سگائی کو، آپ کو کہ بھائی کو۔	خودغرض کو اپنے مطلب سے مطلب۔
اندھی پیسے کتا کھائے۔	بدسلیقہ عورت۔
اندھے حافظ کانے راجا۔	مزاحالا پرداکو کہتے ہیں۔
اندھے کے آگے روئے اپنے دیدے کھوئے۔	نالائق پر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔
اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔	ناانصافی۔ایک ہی بھاؤ۔
انگور کھٹے ہیں۔	ناکامی پر کہتے ہیں۔
اور کو نصیحت اپنے تئیں فضیحت۔	دوسروں کو نصیحت کرنا خود عمل نہ کرنا۔
اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔	نتیجہ کیا ہوتا ہے۔
اونٹ کے گلے میں بلی۔	غلط مثال۔
اونٹ کے منہ میں زیرہ۔	بے حقیقت،نہایت تھوڑا۔
اونگتے کو ٹھیلتے کا بہانہ۔	کام نہ کرنا چاہے تو کوئی بہانہ بنالے۔
ایک انار سو بیمار، ایک انگور سوزنبور۔	چیز تھوڑی ضرورت زیادہ۔
ایک انڈہ وہ بھی گندا۔	ایک بیٹا وہ بھی نالائق۔
ایک ایک دو گیارہ۔	اتفاق میں برکت ہے۔
ایک بات ہزار منہ۔	ہر شخص اپنی بات کہتا ہے۔
ایک تو چوری دوسری سینہ زوری۔	قصور بھی کرنا اور شرمندہ بھی نہ ہونا۔

ایک تو میاں اونگھتے اوپر کھائی بھنگ، تلے ہوا سر اوپر ہوئی ٹنگ۔	کاہل اور سست آدمی۔
ایک توے کی روٹی کیا پتلی کیا موٹی۔	چھوٹے بڑے سب ایک قسم کے ہیں۔
ایک جان ہزار غم۔	ایک شخص پر زیادہ مصیبتیں۔
ایک جان ہے چاہے خدا لے چاہے بندہ۔	مشکل کام میں جان کی پروانہ کرنا۔
ایک چنے کی دو دالیں۔	ہم شکل۔
ایک حمام میں سب ننگے۔	سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔
ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔	برے کے برائی کے لیے سبب پیدا ہو گئے۔
ایک سے ایک اعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ۔	شرارت میں بڑھ کر ایک سے ایک۔
ایک شیر مارتا ہے سو گیدڑ کھاتے ہیں۔	ایک کماتا ہے سو کھاتے ہیں۔
ایک کو دے رتبہ عالی، ایک کو دے کھرپا جالی۔	خدا کے کام۔
ایک کہے نہ چار سنے۔	نہ کسی کو برا کہو نہ برا سنو۔
ایک کی لاٹھی دس کا بوجھ۔	ایک فرد پر پورے گھر کی ذمہ داری۔
ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔	ایک نالائق سارے خاندان کو بدنام کرتا ہے۔
ایک مرغی نو جگہ حلال نہیں ہوتی۔	تھوڑی چیز زیادہ لوگوں میں تقسیم نہیں ہوتی۔
ایک نہ سو سکھ۔	تھوڑی سی بے مروتی ہزار آفتوں سے بچاتی ہے۔
ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔	عداوت دونوں طرف سے ہوتی ہے۔
باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔	بڑوں کا ادب کرنے والا خوش نصیب ہوتا ہے۔

باپ بھلا نہ بھیا، سب سے بھلا روپیا	دولت زیادہ کام آتی ہے۔
باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔	ہر شخص میں خاندانی اثر ضرور ہوتا ہے۔
باپ نہ مارے پدّی بیٹا تیر انداز	جب کوئی خاندان کی حیثیت سے بڑھ کر کام کرے۔
بات بدلی ساکھ بدلی۔	بات میں فرق آیا اعتبار گیا۔
بات رہ جاتی ہے وقت نکل جاتا ہے۔	مصیبت کا وقت نکل جاتا ہے بات یاد رہتی ہے۔
بات کہی اور پرائی ہوئی۔	منہ سے نکلی بات پرائی ہو جاتی ہے۔
بات کہیے جگ بھاتی، روٹی کھایے من بھاتی۔	جو جی چاہے کھائیں مگر بات وہ کریں جو سب کو پسند ہو۔
بات کی بات، لات کی لات۔	ناگوار بات۔
بات لاکھ کی، کرنی خاک کی۔	صرف باتیں بنانا کام نہ کرنا۔
بازار اس کا جو لے کے دے۔	معاملہ صاف رکھو تو اعتبار ہوگا۔
بازار کی گالی کس کی، جس نے سنی اس کی۔	جو بات کا جواب دے گا وہی ظاہر ہوگا۔
باسی بچے نہ کتا کھائے۔	جو چیز پاس ہو خرچ کر دینا۔
بالوں کی سیاہی گئی دل کی چاہ نہ گئی۔	بڑھاپا آیا مگر محبت جوان ہے۔
برے وقت کا کون ہے۔	برے وقت کوئی کام نہیں آتا۔
بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔	بڑے تو بڑے چھوٹے بھی شرارتی نکلے۔
بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔	بکری ایک نہ ایک دن ذبح ہو جائے گی۔
بلی خدا واسطے چوہا نہیں مارتی۔	ہر ایک اپنے نفع کے لیے کام کرتا ہے۔

بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔	خود غرض کو صرف مطلب سے غرض ہے
بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔	مراد پوری ہو گئی۔
بلی نے شیر پڑھایا بلی کو کھانے آیا۔	شاگرد استاد کا مقابلہ کرنے لگا۔
بندر کی دوستی جی کا جنجال۔	کمینے کی دوستی میں نقصان ہوتا ہے۔
بنیا بھولتا ہے تو زیادہ بتاتا ہے۔	بھول کر بھی دکاندار فائدے میں رہتا ہے۔
بنیا جس کا یار اس کو دشمن کیا درکار۔	بنیا سخت بے وفا ہوتا ہے۔
بنیے کا قرض اور گھوڑے کی دوڑ برابر ہے۔	بنیا سود بڑھاتا رہتا ہے۔
بہت قریب، زیادہ رقیب	قرابتی کو زیادہ حسد ہوتا ہے۔
بہو شرم کی، بیٹی کرم کی۔	شرمیلی بہو اچھی اور بیاہی بیٹی اچھی۔
بھاگتے چور کی لنگوٹی سہی۔	جو رقم ڈوبنے سے بچ گئی بہتر ہے۔
بھینس کے آگے بین بجائے، بھینس کھڑی پگرائے۔	فضول آدمی کو نصیحت کرنا۔
بی دیا سلائی صبح کو گئی شام کو آئی۔	آوارہ گرد عورت۔
بیاہ نہیں کیا براتیں تو دیکھی ہیں۔	خود کام نہیں کیا دوسروں کو کرتے دیکھا ہے۔
بیٹھے بیٹھے تو قارون کا خزانہ بھی خالی ہو جاتا ہے۔	بیکار رہنے سے خرچ میں اضافہ ہوتا ہے۔
بیٹی اور مری مچھلیاں رکھنے کی چیز نہیں۔	دونوں جلدی بڑھتی ہیں۔
پاپ کی ناؤ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ڈوبی۔	ظالم کو ضرور سزا ملتی ہے۔
پتھر کو جونک نہیں لگتی۔	کوئی اثر نہیں ہوتا۔
پرائی آنکھیں کام نہیں آتیں۔	دوسروں کا مال فائدہ نہیں دیتا۔
پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔	جب کم علم شیخی بگھارے تو کہتے ہیں۔

پڑھیں فارسی بیچیں تیل، یہ دیکھو قدرت کا کھیل۔	بدقسمت عالم کے بارے میں کہتے ہیں۔
پھول ٹہنی میں ہی اچھا لگتا ہے۔	ہر چیز اپنے مقام پر ہی اچھی ہے۔
پیٹ کا کھایا کوئی نہیں دیکھتا تن کا پہنا سب دیکھتے ہیں۔	باطن کو کوئی نہیں دیکھتا۔
پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت۔	نہایت بوڑھا۔
پیٹ میں پڑا چارا تو کودنے لگا بے چارا۔	روٹی مل گئی تو شرارت سوجھی۔
پیٹ ہے یا خواجہ خضر کی زنبیل۔	سب کچھ کھا جاتا ہے۔
پیسا نہیں پاس، چلے نواب کے ساتھ۔	غریب ہو کر امیروں کی صحبت اختیار کرنا۔
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔	اپنے کام سے کام رکھو۔
تختے پر تختی، میاں جی کی آئی کم بختی۔	بدشگونی۔
تلوار سے پانی جدا نہیں ہوتا۔	نفاق کے باوجود خاندان کا خون الگ نہیں ہوتا۔
تلوار کا گھاؤ بھر سکتا ہے زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا۔	زبان کی کاٹ تلوار کی کاٹ سے سخت ہے۔
تم ڈال ڈال تو میں پات پات۔	میں تمہاری چالیں خوب سمجھتا ہوں۔
تو کو نہ مو کو چولہے میں جھونکو۔	برباد کرنا۔
توتی کی آواز نقار خانے میں کون سنتا ہے۔	بڑوں کی باتوں کے سامنے چھوٹوں کی باتوں کی کیا حقیقت۔
تھوتھا چنا باجے گھنا۔	نالائق اور کم ظرف۔
تھوڑا کھانا سکھی رہنا۔	کم خوری سے تندرستی رہتی ہے۔
تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو۔	صبر کرو۔

تیلی کا تیل جلے، مشعلچی کا دل جلے۔	خرچ کسی کا ہو اور فکر کسی کو ہو۔
تین میں نہ تیرہ میں ستلی کی گرہ میں۔	عزت نہ ہونا۔
ٹاٹ کا لنگوٹا، نواب سے یاری۔	اپنی حیثیت سے بڑھ کر امیروں کی صحبت اپنانا
ٹکے کی بڑھیا نو ٹکے سر منڈائی۔	تھوڑے کام کے لیے زیادہ خرچ۔
ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے۔	دھیمے مزاج کا آدمی گرم مزاج پر غالب رہتا ہے۔
ثابت نہیں کان، بالیوں کا ارمان۔	کام کی لیاقت نہیں سامان کی شکایت ہے۔
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔	تدبیر وہی اچھی جو کارگر ثابت ہو۔
جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام۔	ناحق گرم جوشی سے ملنا۔
جان جائے پر آن نہ جائے۔	عزت میں فرق نہ پڑے۔
جان ہے تو جہان ہے، جان ہے تو سب کچھ ہے۔	جب تک زندگی ہے یہ سارے لطف ہیں۔
جانتا چور گاؤں اجاڑے۔	گھریلو دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔
جاہل فقیر شیطان کا ٹٹو۔	بے علم فقیر شیطان کی مانند ہوتا ہے۔
جتنا اوپر ہے اتنا ہی نیچے۔	شرارتی آدمی۔
جتنا سیانا اتنا دیوانہ۔	عقل مند بھی بے وقوفی کی بات کہہ جاتا ہے۔
جتنا چھوٹا اتنا کھوٹا۔	شرارتی آدمی۔
جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ۔	اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔
جتنی دولت، اتنی مصیبت۔	امیروں کو زیادہ فکر رہتی ہے۔
جتنے منہ اتنی باتیں۔	ہر شخص اپنی اپنی کہتا ہے۔

جس برتن میں کھائیں اسی میں چھید کریں۔	نمک حرام۔
جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔	جس کا کام ہے وہی کرے۔
جس کا کوئی نہیں اس کا خدا۔	غریبوں کا مددگار خدا ہے۔
جس کی آنکھ میں تل وہ بڑا بے سل۔	جس کی آنکھ میں خال ہو وہ بڑا بے وفا ہوتا ہے۔
جس کی تیغ اس کی دیگ۔	مال و دولت زبردست کے لیے ہے۔
جس میں چمک نہیں وہ ہیرا نہیں جس میں دمک نہیں وہ عورت نہیں۔	اچھی خاصیتوں کے بغیر چیز بے کار ہے۔
جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟	جس پر خدا مہربان ہو اس کا کوئی کیا کر سکتا ہے؟
جل تو جلال تو آئی بلا ٹال تو۔	خدا بلا سے محفوظ رکھے۔
جلدی کام شیطان کا۔	جلدی سے کام بگڑتا ہے۔
جمعہ کو نکاح ہفتہ کو طلاق۔	جلد جھگڑا فساد ہونا۔
جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا۔	عزت وہ جو اپنے وطن میں ہو۔
جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔	جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
جو کرے سیوا وہ کھائے میوہ۔	جو خدمت کرتا ہے وہی فائدہ اٹھاتا ہے۔
جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔	باتیں بنانے والے کام نہیں کرتے۔
جو گڑ دینے سے مرے تو زہر کیوں دو۔	جو کام نرمی سے ہو سختی کیوں کریں۔
جھوٹے کا منہ کالا سچ کا بول بالا۔	جھوٹا ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے۔
چار برساتیں زیادہ دیکھی ہیں۔	عمر اور تجربہ زیادہ ہے۔
چاند آسمان چڑھا سب نے دیکھا۔	ظاہر بات چھپ نہیں سکتی۔

چپ کی داد خدا دیتا ہے۔	صبر کا پھل خدا سے ملتا ہے۔
چراغ سے چراغ جلتا ہے۔	ایک سے دوسرے کو فائدہ ہوتا ہے۔
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔	فضول خرچ کے پاس مال نہیں رہتا۔
حاکم کے مارے اور کیچڑ کے پھسلے کا کس نے برا منایا۔	حاکم پر اعتراض نہیں۔
حاکم کی آنکھیں نہیں کان ہوتے ہیں۔	حاکم سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔
حال کا نہ قال کا روٹی چھچھ دال کا۔	نکما آدمی۔
حال گیا احوال گیا پر دل کا خیال نہ گیا۔	صحت خراب ہوگئی۔
حلال میں حرکت حرام میں برکت۔	نیک کاموں میں تکلیف ہوتی ہے برے میں آرام۔
خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔	خدا دینا چاہے تو کوئی سبب بن جاتا ہے۔
خدا دیتا ہے تو نہیں پوچھتا تو کون ہے۔	خدا اچھے بُرے کی تحقیق کر کے نہیں دیتا۔
خدا دے کھانے کو، بلا جائے کمانے کو۔	مفت ملے تو محنت کیوں کریں۔
خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔	صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔
خود کردہ را علاجے نیست۔	اپنے کیے کا کوئی علاج نہیں۔
دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔	بیوقوف کے ہاتھوں نقصان پہنچتا ہے۔
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔	انسان کے اعمال سے پتا چلتا ہے۔
دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔	محبت دونوں طرف سے ہوتی ہے
دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی۔	اصل قیمت کم اور خرچ زیادہ۔
دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔	ایک دفعہ کا ڈرا آئندہ احتیاط کرتا ہے۔
دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔	جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔

دیمک کے دانت، سانپ کے پاؤں، چیونٹی کی ناک کس نے دیکھی۔	انوکھی بات۔
رات بھر ممیائی اور ایک بچہ بیائی۔	زیادہ محنت فائدہ کم۔
رات کو مچھر کی ٹانگیں پکڑیں دن میں اونٹ نہ سجھائی دے۔	جس کو رات کے وقت زیادہ دکھائی دے۔
راجا کا دوجا اور بکری کا تیجا دونوں خراب۔	راجہ کا دوسرا بیٹا جھگڑتا ہے بکری کا تیسرا بچہ بھوکا رہتا ہے۔
رذالوں کی دوستی پانی کی لکیر، شریفوں کی دوستی پتھر کی لکیر۔	کمینوں کی دوستی کا اعتبار نہیں۔
رنڈی کا یار سدا خوار۔	رنڈی کا آشنا ہمیشہ مفلس رہتا ہے۔
رنڈی کے سینکڑوں یار۔	رنڈی کے تعلقات زیادہ ہوتے ہیں۔
رواں نہ دھواں بیوی مارے جواں۔	سارا دن بے کار رہنا۔
روپیہ کو روپیہ کماتا ہے۔	دولت خرچ کر کے نفع کمایا جاتا ہے۔
روٹی کھایئے شکر سے دنیا لیجیے مکر سے۔	چالاک لوگ عیش کرتے ہیں۔
ریچھ کا بال بھی بہت ہے۔	برے آدمی سے جو مل جائے اچھا ہے۔
زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا نہیں۔	خدا سب پر مہربان ہے۔
زمانہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔	وقت کبھی کچھ ہوتا ہے کبھی کچھ۔
زمین سخت ہے آسمان دور ہے۔	سخت مصیبت۔
زن، زمین، زر تینوں لڑائی کے گھر۔	عورت زمین اور دولت جھگڑے کا باعث ہیں۔
زیادہ مٹھائی میں کیڑے پڑتے ہیں۔	زیادہ بے تکلفی رنج کا باعث ہوتی ہے۔
ساجھے کی ہنڈیا چوراہے میں پھوٹتی ہے۔	مشترکہ چیزوں میں جھگڑا ہوتا ہے۔

ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف۔	زن مرید جس پر سسرال بھاری ہو۔
ساری خدائی ایک طرف فضل الٰہی ایک طرف۔	خدا مہربان ہو تو کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔	بعض اوقات ایک کیفیت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔
ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے۔	ہمیشہ یکساں حالت میں رہنا۔
سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔	سب ایک جیسے ہیں۔
سب بات کھوٹی پہلے دال روٹی۔	اول طعام بعد کلام۔
سچا جائے روتا آئے جھوٹا جائے ہنستا آئے۔	سچا آدمی نقصان کر لیتا ہے جھوٹا فائدے میں رہتا ہے۔
سچے مر گئے جھوٹوں کو تپ نہ آئی۔	سچے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے جھوٹے مزے کرتے ہیں۔
سخی سے شوم بھلا جو ترت دے جواب۔	انتظار میں رکھنے سے انکار بہتر ہے۔
سدا ایک رخ ناؤ نہیں چلتی۔	ہمیشہ ایک حال نہیں رہتا۔
سدا رہے نام خدا کا۔	سب دنیا فانی ہے۔
سدا کاغذ کی ناؤ نہیں چلتی۔	ہر دفعہ دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔
سر سلامت ہے تو پگڑی پچاس۔	جیتے رہے تو سب کچھ ہے۔
سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔	کام شروع ہوتے ہی خراب ہو گیا۔
ستا روئے بار بار، مہنگا روئے ایک بار۔	سستی چیز جلدی خراب ہوتی ہے۔
سمندر میں رہ کر مگر مچھ سے بیر۔	ایک ادارے میں رہ کر سربراہ سے اختلاف۔

سو دن چور کا ایک دن بادشاہ کا۔	چور ایک دن ضرور پکڑا جاتا ہے۔
سو سیانے ایک مت۔	سب کی ایک ہی رائے۔
سونے کا نوالہ کھلائے شیر کی نظر رکھے۔	بچوں کو اچھی خوراک دیں سخت نگرانی کریں۔
سونے میں سہاگہ موتیوں میں دھاگا۔	سونے کی خوبصورتی سہاگے اور موتی دھاگے سے۔
سیٹھ کیا جانے صابون کا بھاؤ۔	جس شخص کو کسی چیز سے تعلق نہیں اس کی قدر کیا۔
سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا۔	نرمی سے کام نہیں چلتا۔
شام کا بھولا صبح گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔	غلطی کے بعد اصلاح کر لینا غلط کاری نہیں۔
شکل بھوت کی سی نام البیلے خان۔	نام صفات کے خلاف ہونا۔
شوربا حلال بوٹی حرام۔	بڑا گناہ کرنا چھوٹا چھوڑ دینا۔
شیطان نے لڑکوں سے پناہ مانگی۔	لڑکے شیطان سے بھی شریر نکلے۔
صبح کا بھولا شام کو آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔	گناہ رغلطی کے بعد توبہ کر لے تو گنہگار نہیں۔
صبر کی داد خدا کے ہاتھ ہے۔	صبر کرنے والوں کا انصاف خدا کرتا ہے۔
ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔	ضرورت طور اطوار سکھاتی ہے۔
ضرورت میں گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں۔	ناچاری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔
ظاہر رحمٰن کا باطن شیطان کا۔	دیکھنے میں نیک حقیقت میں برا۔
عاشق اندھا ہوتا ہے۔	یعنی اسے ہر طرف معشوق نظر آتا ہے۔

عاشق کی آبرو ہے گالی اور مار کھانا۔	عشق میں گالیاں اور مار کھانا باعث عزت ہے۔
عاشقی خالہ جی کا گھر نہیں۔	عاشقی مشکل کام ہے۔
عشق کے کوچے میں عاشق کی حجامت ہوتی ہے۔	عشق میں عاشق کا نقصان ہوتا ہے۔
عشق مشک، کھانسی خشک، خون خرابہ چھپائے نہیں چھپتے۔	یہ چیزیں ضرور ظاہر ہوتی ہیں۔
عورت کی ذات بے وفا ہوتی ہے۔	عورت وفا نہیں کرتی۔
عورت کا کیا اعتبار۔	کسی بھی وقت عورت بدچلن ہو سکتی ہے۔
عورت نہ مرد موا ہیجڑا ہے ہڈی نہ پسلی موا پھپھڑا ہے۔	بزدل اور کمزور۔
غرض پڑنے سے آدمی باولا ہو جاتا ہے۔	ضرورت کے وقت انسان دیوانوں کی طرح کام کرتا ہے۔
غریبوں نے روزے رکھے دن بڑے ہو گئے۔	نیک کام میں دشواری پیدا ہونا۔
غریب کی جورو سب کی بھابھی۔	غریب پر سب کا زور چلتا ہے۔
فاتحہ نہ درود کھانے کو موجود۔	بغیر محنت کے کھانا۔
فاتحہ نہ درود مر گئے مردود۔	ظالم شخص مر گیا۔
فقیر کو تین چیز چاہیے فاقہ، قناعت، ریاضت۔	جب یہ تینوں خواص نہ ہوں فقیر نہیں ہوتا۔
فکر اور ذکر دونوں چاہییں۔	خدا کی یاد خضوع وخشوع کے ساتھ کرو۔
قاضی بہ رشوت راضی۔	رشوت دینے سے سبھی راضی ہوتے ہیں۔

قاضی کی کے گھر کے چوہے بھی سیانے۔	عقل مندوں کے چھوٹے بھی عقل مند ہوتے ہیں۔
قدر کھودیتا ہے روز کا آنا جانا۔	بے تکلفی سے عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔
قہر درویش بر جان درویش۔	غریب کا غصہ اپنی جان پر۔
کابل میں کیا گدھے نہیں ہوتے۔	جہاں اچھے لوگ ہوتے ہیں وہاں برے بھی ہوتے ہیں۔
کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبی۔	ناپائیدار شے کا اعتبار نہیں۔
..الے آدمی صابن سے گورے نہیں ہوتے۔	پیدائشی بات کبھی نہیں جاتی۔
کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔	زبردست کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔
کام کرے سپاہی نام ہو سردار کا۔	کام کسی کا اور صلہ کسی کو ملے۔
کبھی تولہ کبھی ماشہ۔	جس کی حالت بدلتی رہے اسے کہتے ہیں۔
کبھی زمین پر کبھی آسمان پر۔	نہایت غصے میں۔
کتے کی موت آئے تو مسجد کو جائے۔	خواہ مخواہ مصیبت میں پڑنا۔
کتے کے بھونکنے سے ہاتھی نہیں ڈرتا۔	ذلیل اور کمینے دھمکی کی پروا نہیں کرتے۔
کچھ گیہوں گیلے کچھ جندر ڈھیلے۔	بہانہ کرنے والی عورت کے متعلق کہتے ہیں۔
کرتا استاد ہے۔	کرنے ہی سے ماہر بنتا ہے۔
کڑوا کڑوا تھو تھو میٹھا میٹھا ہپ ہپ۔	بری چیز کو چھوڑ دینا اچھی چیز لے لینا۔
کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔	کسی کا نقصان ہو اور کوئی خوش ہو۔
کمان سے نکلا تیر منہ سے نکلی بات پھر نہیں آتے۔	بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔	ہر کوئی اپنی جنس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

کنواری کھائے روٹیاں بیاہی کھائے بوٹیاں۔	عورت کی شادی کے بعد اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔
کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔	کسی کی نقل کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔
کوئی کسی کی قبر میں نہیں جاتا۔	کوئی دوسروں کی مصیبت ذمے نہیں لیتا۔
کوئی نہیں پوچھتا کہ ترے منہ میں کتنے دانت ہیں۔	امن وچین کا زمانہ۔سب اپنے اپنے کام میں مگن۔
کہنے کو منہ میں زبان رکھتے ہیں۔	سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔
کہیں بوڑھے طوطے بھی پڑھتے ہیں۔	بڑی عمر کے لوگ بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔
کہیں ہاتھوں کی لکیریں بھی ٹلتی ہیں۔	کہیں تقدیر بھی خطا کرتی ہے۔
کھانا پرایا ہے پیٹ تو پرایا نہیں۔	جب کوئی زیادہ کھا کر بدہضمی کا شکار ہو تو کہتے ہیں۔
کھانے کو اونٹ کمانے کو مجنوں۔	کھانے میں تیز،کام میں سست۔
کھانے کو بسم اللہ کمانے کو استغفر اللہ۔	کھانا خوشی سے اور کام سے جی چرانا۔
کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔	شرمندہ دوسروں پر شرمندگی اتارتا ہے۔
کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی۔	مفلس کے پاس کیا ہے۔
گالی اور ترکاری کھانے کے واسطے ہیں۔	جھگڑا ٹالنے کے لیے طنزاً کہتے ہیں۔
گائے کو اپنے سینگ بھاری نہیں ہوتے۔	انسان اپنے بچوں کی پرورش بوجھ نہیں لگتی۔
گدھا کیا جانے زعفران کی بہار۔	بے وقوف کے پاس کسی چیز کی قدر نہیں ہوتی۔
گدھے کے منہ میں خشکہ۔	نااہل کو کوئی اچھی چیز دینا۔
گربہ کشتن روز اول۔	رعب پہلے دن ہی بیٹھتا ہے۔

گڑ ہوگا تو مکھیاں بھی آئیں گی۔	دولت ہوگی تو یار بہت زیادہ۔
گزر گئی گزران کیا جھونپڑی کیا مکان۔	عمر کا زیادہ حصہ گزر گیا۔
گوشت کھائے گوشت بڑھے ساگ کھائے اوجھڑی۔	گوشت کھانے سے انسان موٹا ہوتا ہے۔
گھر کی مرغی دال برابر۔	گھر کی اچھی چیز کی قدر نہیں ہوتی۔
گھر میں نہیں اناج ملک میں کریں راج۔	مفلس جو شیخی بگھارتا ہے۔
گئے تھے روزے بخشوانے نماز گلے پڑی۔	ایک کام سے عذر کیا تو دوسرا۔
گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑے۔	ایضاً
گیدڑ کی شامت آئے تو گاؤں کی طرف بھاگے۔	جب برے دن آتے ہیں بری سوجھتی ہے۔
گیہوں دے کر گاجریں کھانا۔	عمدہ چیز دے کر ادنیٰ چیز لینا
گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔	زبردست کے ساتھ کمزور بھی مارا جاتا ہے۔
لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔	شریر سختی کے بغیر باز نہیں آتے۔
لڑکا روئے بالوں کو نائی روئے منڈائی کو۔	ہر شخص اپنا اپنا دکھڑا روتا ہے۔
لڑے فوج نام سرکار کا۔	چھوٹوں کا کام بڑوں کا نام۔
لکڑی کے بل بندریا ناچے۔	اپنے حمایتی کے زور پر کودنا۔
لکھے موسیٰ پڑھے خدا (لکھے مُوسا پڑھے خود آ)	ایسی تحریر جو کسی سے نہ پڑھی جاسکے۔
لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔	عالمانہ شان رکھنے والا جاہل۔
لنکا میں جو چھوٹا باون گز کا۔	سارے بری عادتوں میں مبتلا۔
مارنے والے سے بچانے والا بڑا دانا ہے۔	دشمن سے بچانے والا طاقت ور ہے۔
مارے نہ چوہی نام فتح خان۔	مفت میں بہادر مشہور ہو جانا۔

مال حرام بود بہ جائے حرام رفت۔	حرام کا کمایا ہوا ضائع جاتا ہے۔
مال مفت دل بے رحم۔	جب پرایا مال بے دریغ خرچ کیا جائے۔
ماں ایلی بات تیلی پوت شاخ زعفران۔	کمینہ شیخی باز۔
ماں پسنہاری بھلی، باپ ہفت ہزاروی کچھ نہیں۔	ماں کی محبت باپ سے زیادہ ہوتی ہے۔
ماں پنہاری باپ کنجر بیٹا مرزا سنجر۔	مغرور آدمی۔
ماں چیل پوت کوا۔	دوغلا آدمی۔
ماں فقیرنی پوت فتح خان۔	مفت کی شہرت۔
مان نہ مان میں تیرا مہمان۔	زبردستی معاملات میں دخل دینا۔
مایا کو ملے مایا کر کر لمبے ہاتھ، تلسی داس غریب کی کوئی نہ پوچھے بات۔	دولت مند ہی دولت مند کی قدر کرتا ہے۔
مایا کے ہیں تین نام پرسو، پرسا، پرسرام۔	جوں جوں دولت بڑھتی ہے عزت بڑھتی ہے۔
مدعی سست گواہ چست۔	دعویدار سے حمایتی بڑھ کر۔
میاں بیوی (مرد، عورت) راضی تو کیا کرے قاضی۔	جب آپس میں اتفاق ہو تو دوسرا کیسے دخل دے۔
میری بلی اور مجھی سے میاؤں۔	میرا مطیع اور مجھ سے مقابلہ۔
میری مرغی کی تین ٹانگیں۔	اپنی چیز کی زیادہ تعریف۔
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔	کام نہ آتا ہو تو ہتھیاروں کو برا بھلا کہنا۔
نادان دوست سے دانا دشمن بھلا۔	عقلمند دشمن بے وقوف دوست سے بہتر ہے
نادان کی دوستی جی کا زیان۔	بے وقوف کی دوستی سے نقصان ہوتا ہے۔
ناک کٹی بازار میں میرے گھر خبر نہ کرنا۔	بدنامی پر پردہ ڈالنا۔

نام بڑا اور درشن تھوڑے۔	جتنا نام ہے اتنا کام نہیں۔
نام بڑا اونچا کانوں سے بوچا۔	خاندان کے نام پر دھبہ۔
نانی خصم کرے نواسا چٹی بھرے۔	کرے کوئی بھرے کوئی۔
نانی کے ٹکڑے کھاوے دادا کا پوتا کہلاوے۔	فائدہ کہیں سے پائے اور خدمت کسی اور کی کرے۔
نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔	نہ اتنا زیادہ سامان ہوگا نہ کام۔
نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے۔	کچھ خرچ نہ کرنا پڑے اور فائدہ زیادہ ہو۔
واہ پیر علیا، پکائی تھی کھیر ہو گیا دلیا۔	بنا بنایا کام بگڑ گیا۔
واہ میاں کالے، کیا رنگ نکالے۔	مکر فریب ظاہر ہو گیا۔
واہ واہ میاں بانکے، تیرے گلے میں سو سو ٹانکے۔	غریب ہو کر امیروں کی زندگی بسر کرنا۔
ولایت میں کیا گدھے نہیں ہوتے۔	بے وقوف ہر جگہ ہوتے ہیں۔
وہ دن گئے جب خلیل میاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔	اقبال کا زمانہ گزر گیا۔
وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں	وہم دور کرنے کی کوئی تدبیر نہیں۔
وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔	اپنی ہی رٹ لگانا۔
وہی من وہی چالیس سیر۔	مطلب ایک ہی ہے۔
ہاتھ بیچے ہیں ذات نہیں بیچی۔	نوکری کی ہے مگر گالی گلوچ برداشت نہیں کریں گے۔
ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جس کا ہاتھی اس کا ناؤں۔	جس کی چیز ہو اس کا نام ہوتا ہے۔
ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔	بڑے آدمی کے سب مطیع ہوتے ہیں۔

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔	ظاہراً کچھ باطن میں کچھ اور۔
ہاتھی نکل گیا دم اٹکی رہ گئی۔	سارا کام ہو گیا تھوڑی سی کسر رہ گئی۔
ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے۔	روز ایسا عمدہ موقع ہاتھ نہیں آتا۔
ہر فرعونے راموسیٰ۔	ایک پر ایک غالب ہے۔
ہر کمالے راز والے۔	ترقی کے بعد تنزل ہے۔
ہر گلے را رنگ و بود یگر است۔	ہر ایک کا انداز جدا جدا ہے۔
ہر الگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آوے۔	بغیر خرچ کیے کام بنے۔
ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔	ہونہار بچے کے آثار پہلے ہی اچھے دکھائی دیتے ہیں۔
ہیجڑے کا اللہ میاں نے اُٹھنی کا اعتبار نہیں کیا۔	ہیجڑے کا بالکل اعتبار نہیں۔
ہیجڑے کے گھر بیٹا ہوا۔	ناممکن بات۔
یار کی یاری سے کام اس کے فعلوں سے کیا کام۔	دوست کی دوستی سے غرض ہے نہ کہ اس کے کام سے۔
یاروں کی مونچھیں ہی مونچھیں ہیں۔	ہمارے پاس کچھ نہیں۔
یکے نقصان مایہ دیگر ے شماتت ہمسایہ۔	ایک مال کا نقصان دوسرا ہمسائیوں کے طعنے۔
یکے یوسف ہزار خریدار۔	ایک جنس کے کئی خریدنے والے۔
یہ دیکھو قدرت کے کھیل چھچھوندر ملے چنبیلی کا تیل۔	بے حیثیت کو حوصلہ ہوا۔

یہ منہ اور مسور کی دال۔	تم اس لائق نہیں ہو۔
یہ وہ فقیر نہیں جو کھا کے دعا دیں۔	ناشکر گزار آدمی۔
یہ وہ گڑ نہیں جسے مکھیاں کھائیں۔	ہمارا مال کوئی نہیں کھا سکتا۔

مقولات

مقولات	معانی
اپنی جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔	اپنی جان بچانے کی سب کوشش کرتے ہیں۔
اپنی عقل اور پرائی دولت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔	ہر شخص خود کو عقل مند اور دوسروں کو دولت مند سمجھتا ہے۔
اپنی مصلحت ہر شخص جانتا ہے۔	اپنے اچھے برے کو ہر شخص جانتا ہے۔
اس درد کی دوا خدا کے گھر میں بھی نہیں۔	یہ مرض لا دوا ہے۔
استاد باپ کی جگہ ہے۔	استاد کا درجہ باپ کے برابر ہے۔
افیمی تین منزل سے پہچانا جاتا ہے۔	افیمی دور سے پہچانا جاتا ہے۔
الجھنا آسان سلجھنا مشکل۔	کام بگاڑنا آسان بنانا مشکل ہے۔
اللہ لاٹھی لے کے تھوڑا ہی مارتا ہے۔	خدا براہ راست سزا نہیں دیتا۔
اللہ میاں بھرے کو بھرتے ہیں۔	دولت مند کو ہی مزید دولت ملتی ہے۔
اللہ غنی تو کا ہے کو کمی۔	خدا کے پاس سب کچھ ہے۔
امانت میں خیانت تو زمین بھی نہیں کرتی۔	انسان امانت میں خیانت نہ کرے۔
اونٹ فرشتے کی ذات ہے۔	اونٹ صابر اور قانع ہے۔
اونٹ کی پکڑ اور عورت کے فریب سے خدا بچائے۔	دونوں سے جان بچانا مشکل ہے۔

اونٹ کی پکڑ اور کتے کی جھپٹ۔	دونوں کے حملے خطرناک ہیں۔
اونچے سے گرا سنبھل سکتا ہے نظروں سے گرا نہیں سنبھل سکتا۔	ذلیل ہو کر عزت مشکل سے ملتی ہے۔
ایک پاپی ناؤ کو لے ڈوبتا ہے۔	ایک برا سارے خاندان کو بدنام کرتا ہے۔
ایک دن کا مہمان دو دن کا مہمان تیسرے دن بلائے جان۔	مہمان ایک دو دن ہی کا ہوتا ہے۔
ایک دن کا مہمان گلاب کا پھول، دو دن کا	ایضاً
مہمان کنول کا پھول، تین دن کا مہمان گھر کیوں گیا بھول۔	ایضاً
ایک دن کھوٹا پیسہ بھی کام آ جاتا ہے۔	ناقص چیز بھی کام آ جاتی ہے۔
ایک ہنر اور ایک عیب ہر آدمی میں ہوتا ہے۔	اچھائی اور برائی سب میں ہوتی ہے۔
باتوں سے کام نہیں چلتا۔	کام کرنے سے ہی ہوتا ہے۔
بازاری آدمی کا کیا اعتبار۔	بازاری قابل اعتبار نہیں ہوتا۔
برے وقت یار بھی آنکھیں چرا گئے۔	برے وقت میں سب آنکھیں چراتے ہیں۔
بڑھاپے میں مٹی خراب۔	پچھلی عمر میں تکلیف ہوتی ہے۔
بہانے سے موت حیلے سے روزی۔	موت یا زندگی کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔
بہت گئی تھوڑی رہی۔	جو وقت گزر گیا۔
بہرا بہشتی، اندھا دوزخی۔	جو سن نہ سکتا ہو۔
بیچ کی انگلی بڑی ہوتی ہے۔	ہر بات کا اوسط اچھا ہوتا ہے۔
بیمار کی خدمت خدا کی عبادت۔	تیمارداری کرنا عبادت ہے۔
بیمار کی رات پہاڑ کے برابر۔	مصیبت کا زمانہ دوبھر معلوم ہوتا ہے۔

بیماری آخر بیماری ہے۔ | مصیبت آخر مصیبت ہوتی ہے۔
پرائی نوکری کرنا اور سانپ کھلانا برابر ہے۔ | نوکری خطرناک کام ہے۔
پیٹ تو سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ | ہر ایک کو کھانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔
پیڑ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ | انسان کی باتوں سے اس کے ضمیر کا پتہ چلتا ہے۔
پیسہ روپیہ ہاتھ کا میل ہے۔ | دولت ادنی چیز ہے۔
تقدیر سے زور نہیں چلتا۔ | جو قسمت میں لکھا ہے ہو کر رہتا ہے۔
تندرستی ہزار نعمت ہے۔ | صحت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔
خدا کی خدائی میں کسے دخل۔ | خدا جو چاہے کرے۔
خدمت سے عظمت ہے۔ | کارگزاری سے درجہ ملتا ہے۔
خلقت مردہ پسند ہے۔ | لوگ زندوں کی قدر نہیں کرتے۔
دشمنوں میں ایسے رہیے جیسے دانتوں میں زبان۔ | محتاط رہنا۔
دیر میں دیر ہوتی ہی ہے۔ | اکثر دیر کے کاموں میں دیر ہوتی ہے۔
رونے سے روزی نہیں بڑھتی۔ | گلہ شکوہ کرنے اور کام نہ کرنے سے رزق نہیں بڑھتا۔
ریاست بے سیاست نہیں ہوتی۔ | حکومت کرنے کے لیے سیاسی بصیرت ضروری ہے
زبان ہلانے سے کام نکلتا ہے۔ | کہے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔
زمانہ ایک رنگ پر نہیں رہتا۔ | کسی کی حالت یکساں نہیں رہتی۔
سخی کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔ | سخی کے پاس ہمیشہ روپیہ رہتا ہے۔
سخی کا بیڑا پار شوم کی مٹی خراب۔ | سخی کامیاب رہتا ہے اور شوم ناکام۔
عاجزی خدا کو بھی پسند ہے۔ | عجز وانکسار کو خدا پسند کرتا ہے۔

عورت کی مت مان۔	عورت کا کہا نہیں ماننا چاہیے
عورت مرد کا جوڑا ہے۔	عورت اور مرد کو اکٹھا رہنا پڑتا ہے۔
کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔	کسی ہنر میں کمال حاصل کرتا کہ دنیا میں ہر دلعزیز ہو۔
مال کا منہ کرتا ہے جان کا منہ نہیں کرتا۔	بخیل جو مال کی فکر کرتا ہے جان کی نہیں کرتا۔
مرد کا کیا ہے ایک جوتی پہنی ایک اتار دی۔	مرد جب چاہے عورت کو طلاق دے دے۔
مرد کا نام مرد سے بہتر ہے۔	آدمی کے نام کا رعب بہت ہوتا ہے۔
مرد کا نہانا عورت کا کھانا برابر ہے۔	دونوں کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔
مرد کو گرد ضرور ہے۔	مرد کو محنت کرنی پڑتی ہے۔
مرد کو ہشیاری لازم ہے۔	انسان کو چوکنا رہنا چاہیے۔
مرد کی موت نامرد کے ہاتھ۔	کبھی کمزور بھی طاقتور کو مار لیتا ہے۔
وقت جا کر نہیں آتا۔	جو لمحہ گزر جاتا ہے پھر نہیں آتا۔
وقت سب کچھ کرا لیتا ہے۔	موقع اور ضرورت کے وقت انسان کام آتا ہے۔
وہی ہم وہی تم۔	پرانی جان پہچان۔
وہی ہوگا جو قسمت میں لکھا ہے۔	نوشتہ تقدیر پورا ہو کر رہتا ہے۔

اغلاط زبان

بلحاظ املا

غلط	درست
اس میں کیا ہرج ہے۔	اس میں کیا حرج ہے۔
اس نے گاجر کا مربع کھایا۔	اس نے گاجر کا مربہ کھایا۔
اس کے پاس چار مربہ زمین ہے۔	اس کے پاس چار مربع زمین ہے۔
بے فضول بات مت کرو۔	فضول بات مت کرو۔
دوکاندار دوکان پر بیٹھا ہے۔	دکان دار دکان پر بیٹھا ہے۔
داؤد ایک کابل لڑکا ہے۔	داؤد ایک قابل لڑکا ہے۔
قابل یہاں سے دور ہے۔	کابل یہاں سے دور ہے۔
قیوم نے انور کو تھپڑ مارا۔	قیوم نے انور کے تھپڑ مارا۔
مجھے یہ سن کر بڑی حیرانگی ہوئی۔	مجھے یہ سن کر بڑی حیرانی ہوئی۔
مراسی گا رہا ہے۔	مراثی گا رہا ہے۔
میری بھاوجہ بیمار ہے۔	میری بھاوج بیمار ہے۔
میں آپ کا تابعدار ہوں۔	میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔
وہ بڑا بے پرواہ ہے۔	وہ بڑا لاپروا ہے۔
وہ بے ناغہ کالج جاتا ہے۔	وہ بلا ناغہ کالج جاتا ہے۔
وہ خوردسالہ بچہ ہے۔	وہ خوردسال بچہ ہے۔
یہ کل شام کا واقع ہے۔	یہ کل شام کا واقعہ ہے۔

بلحاظ تذکیر و تانیث

آج کی اخبار نہایت دلچسپ تھی۔	آج کا اخبار نہایت دلچسپ تھا۔
اس کا ناک موٹا ہے۔	اس کی ناک موٹی ہے۔
اس کی مرض بڑھ گئی۔	اس کا مرض بڑھ گیا۔
اس گلی میں بڑی کیچڑ ہے۔	اس گلی میں بڑا کیچڑ ہے۔
اسے شاہی دربار سے خلعت عطا ہوئی۔	اسے شاہی دربار سے خلعت عطا ہوا۔
بازار میں ادرک بک رہی ہے۔	بازار میں ادرک بک رہا ہے۔
تمہارے نام تار آئی ہے۔	تمہارے نام تار آیا ہے۔
سڑک پر گھاس پھوس پڑی ہے۔	سڑک پر گھاس پھوس پڑا ہے۔
شیر گہرے غار میں رہتا ہے۔	شیر گہری غار میں رہتا ہے۔
صابن سے جسم کی میل دور کرو۔	صابن سے جسم کا میل دور کرو۔
ضد کرنی اچھی نہیں۔	ضد کرنا اچھا نہیں۔
قیدیوں کے لیے جیل بنائی گئی ہے۔	قیدیوں کے لیے جیل بنایا گیا ہے۔
کرکٹ اچھی کھیل ہے۔	کرکٹ اچھا کھیل ہے۔
کل مجھے تقریر کرنا ہے۔	کل مجھے تقریر کرنی ہے۔
میں نے آج رات خواب دیکھی۔	میں نے آج رات خواب دیکھا۔
میرا جیب پھٹ گیا۔	میری جیب پھٹ گئی۔
میرا گیند گم ہو گیا۔	میری گیند گم ہو گئی۔
میری قلم نئی ہے۔	میرا قلم نیا ہے۔
میں نے ٹکٹیں خریدیں۔	میں نے ٹکٹ خریدے۔
میں نے عرض کیا تھا۔	میں نے عرض کی تھی۔
نیکی کا راہ اختیار کرو۔	نیکی کی راہ اختیار کرو۔
یہ مال میرے پسند کا ہے۔	یہ مال میری پسند کا ہے۔

یہ آج کی اخبار ہے۔	یہ آج کا اخبار ہے۔
یہ دہی بہت کھٹی ہے۔	یہ دہی بہت کھٹا ہے۔
یہ لڑکی اچھی گاتی ہے	یہ لڑکی اچھا گاتی ہے۔
یاراں، سولا اور ستاراں مل کر چتالی ہوتے ہیں۔	گیارہ، سولہ، اور سترہ مل کر چوالیس ہوتے ہیں۔

بلحاظ زائد الفاظ

آب حیات کا پانی زندگی بخشتا ہے۔	آب حیات زندگی بخشتا ہے۔
اس نے میرے برخلاف گواہی دی۔	اس نے میرے خلاف گواہی دی۔
براہ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔	براہ مہربانی بیٹھ جائیں۔
دراصل میں وہ جھوٹا ہے۔	دراصل وہ جھوٹا ہے۔
سائنس روم کا کمرہ بہت صاف ہے۔	سائنس روم بہت صاف ہے۔
سنگ مرمر کا پتھر بہت خوبصورت ہے۔	سنگ مرمر بہت خوبصورت ہے۔
شب برات کی رات برکت والی ہے۔	شب برات برکت والی ہے۔
کوہ ہمالیہ کا پہاڑ بہت اونچا ہے۔	کوہ ہمالیہ بہت اونچا ہے۔
ماہ رمضان کا مہینہ بھی آ گیا۔	ماہ رمضان بھی آ گیا۔
میں آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہوں۔	آپ کی خیریت نیک مطلوب ہے۔
میں بخریت سے ہوں۔	میں بخریت ہوں۔
وہ برلب سڑک کے کنارے رہتا ہے۔	وہ سڑک کے کنارے رہتا ہے۔

بلحاظ غلط العام/غلط العوام

آپ کا غریب خانہ کہاں ہے۔	آپ کا دولت خانہ کہاں ہے۔
آپ کو کس نے کہا تھا۔	آپ سے کس نے کہا تھا۔
اس نے میری بات کو سن لیا۔	اس نے میری بات سن لی۔
انہوں نے وہاں جانا ہے۔	انہیں وہاں جانا ہے۔
بڑھیا عورت مر گئی۔	بڑھیا مر گئی۔
تم نے آج کیا کرنا ہے۔	تمہیں آج کیا کرنا ہے۔
تم مجھے خط لکھو۔	آپ مجھے خط لکھیں۔
جھوٹ مارنا تو اس کی عادت ہے۔	جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے۔
سرگودھے کا موسم گرم ہے۔	سرگودھا کا موسم گرم ہے۔
کان کھول کر بات سنو۔	کان کھول کر بات سنیں۔
کتاب کو میز کے اوپر رکھ دو۔	کتاب کو میز پر رکھ دو۔
میں آپ کا مشکور ہوں۔	میں آپ کا شکر گزار ہوں۔
میں نے آج لاہور جانا ہے۔	مجھے آج لاہور جانا ہے۔
وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے۔	وہ آئے دن غیر حاضر رہتا ہے۔
وہ بہت گالیاں نکالتا ہے۔	وہ بہت گالیاں دیتا ہے۔
وہ جلدی چلا جائے گا۔	وہ جلد چلا جائے گا۔
وہ حجامت کروا رہا ہے۔	وہ حجامت بنوا رہا ہے۔
وہ چھت پر سے گر گیا۔	وہ چھت سے گر گیا۔
وہ ہر دن کام کرتا ہے۔	وہ ہر روز کام کرتا ہے۔

بلحاظ محاورات وضرب الامثال

آسمان سے گرا درخت میں اٹکا۔	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
آم کے آم چھلکوں کے دام۔	آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔
الٹا چور دوسروں کو ڈانٹے۔	الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔
ایک انار کئی بیمار۔	ایک انار سو بیمار۔
اندھیر نگری چوپٹ راج۔	اندھیر نگری چوپٹ راجہ۔
بوڑھی گھوڑی سرخ لگام۔	بوڑھی گھوڑی لال لگام۔
بھاگتے چور کا جوتا ہی سہی۔	بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔
خدا گنجے کو بال نہ دے۔	خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔
نقار خانے میں توتے کی آواز کون سنتا ہے؟	نقار خانے میں توتی کی آواز کون سنتا ہے؟
نیا نو دن پرانا کئی دن۔	نیا نو دن پرانا سو دن۔

بلحاظ واحد جمع

دروازوں کو بند کردو۔	دروازے بند کردو۔
راجے نے نوکر کو حکم دیا۔	راجہ نے نوکر کو حکم دیا۔
یہ ہمارے نانے کی دکان ہے۔	یہ ہمارے نانا کی دکان ہے۔

باب ششم
متعلقات نگارش

رسم الخط

انسان نے کب لکھنا شروع کیا اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کھنڈرات کی کھدائی سے جو تصویریں سامنے آئی ہیں اُن سے اندازہ لگانا مشکل نہیں قدیم رسم الخط تصویری تھے۔ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں عراق کی سمیری تہذیب اور مصری کی تہذیبیں ہیں۔ سمیری تہذیب 4000 ق م میں عراق میں آباد تھی۔ اس کی تصویری لکھائی سمیری رسم الخط میں تھی۔ پھر مصر آباد ہوا سمیری خط سے ہیرو غلیفی (مصری) خط بنا اس کے دو ہزار نشانات تھے۔

ہڑپا اور موہنجودوڑو کے کھنڈرات کی کھدائی سے بھی تصویری لکھائی برآمد ہوئی جو کہ 3250 ق م سے 2270 ق م کے درمیان میں لکھی گئی۔

1500 ق م میں ہیراطیقی خط لکھا گیا۔ اسی دور میں سامی خط سامنے آیا۔ عبرانی، عربی، یونانی، چینی، روسی اور ہندوستانی زبانوں کے رسم الخط سامی رسم الخط سے ماخوذ ہیں۔ چینی لکھائی بھی تصویری ہے جو 1122 ق م سے چلی آ رہی ہے۔ 3 ق م میں اس کے حروف (علامتوں) کی تعداد 3000 تھی اب ستر ہزار ہے۔ 3 ق م میں چین میں برش ایجاد ہوا۔ دھوئیں اور گوند کو ملا کر سیاہی تیار کی گئی۔

عربی رسم الخط عبرانی رسم الخط سے بنا، عبرانی حروف کی ترتیب یہ تھی ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت اور ث، خ، ذ، ض، ظ، غ کا اضافہ بعد میں ہوا۔

ملکہ سبا (بلقیس) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملاپ سے ملک کی حدیں وسیع ہوئیں اور خط پر توجہ دی گئی۔

عربی رسم الخط عبرانی سے ماخوذ ہے، حضورؐ کے دور میں خط کوفی مروج تھا۔ خط نسخ تیسری صدی ہجری میں رائج ہوا۔ اس پر اعراب 50 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ تعالی کے شاگرد ابولاسود دوئل نے لگائے جو نقطوں کی صورت میں تھے۔ زبر کے لیے اوپر، زیر کے لیے نیچے اور

پیش کے لیے حروف کے کناروں یا بازوؤں پر نقطہ ڈالا جاتا تھا، تنوین کے لیے دو نقطے اوپر ڈالے جاتے تھے۔

جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا، اسلام مصر اور ایران میں پھیلا تو اس وقت یہ ضرورت پیش آئی کہ ہم شکل حروف کو کس طرح ایک دوسرے سے نمایاں کیا جائے تاکہ قرآن خوانی میں غلطی نہ ہو۔ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف، گورنر عراق کو 65 ہجری میں حکم دیا کہ خط کی اصلاح کی جائے۔ نصر بن عاصم نے حجاج بن یوسف کی منشا کے مطابق نقطے وضع کیے۔ پہلے عربی حروف کی تعداد ۲۲ تھی ث، خ، ذ، ض، ظ، غ سے چھ حروف کا اضافہ ہوا۔

حروف تہجی کی موجودہ ترتیب (ا ب ...... ی) بچوں کی سہولت کے لیے ابن مقلہ نے 328 ہجری میں قائم کی۔

جب ایران فتح ہوا تو تین حروف نقطوں کے اضافوں سے وجود میں آئے پ، چ، گ جو کہ ب ج ک پر نقطوں کے اضافے سے بنے۔

ہندوستان میں ہندی زبان تھی۔ کچھ لفظ مثلاً ٹ، ڈ اور مرکب حروف بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، کھ، گھ وغیرہ بنے۔ ٹ، ڈ اور انگریزی سے اردو میں آئے۔ ابتدا میں یعنی 1857ء سے پہلے ٹ، ڈ کو (تؕ دؕ) لکھتے تھے۔ باغ و بہار کی لکھائی میں اس طرح کے حروف استعمال ہوئے ہیں۔

○

سامی ابجد کا ماخذ

	حروف کے نام				دوسری زبانوں کے الفاظ		معنی	سامی ابجد		قدیم سینائی	مصری ہیروغلیفی
	عربی	عبرانی	یونانی	حبشی	اکادی	عربا		سبائی	فنیقی		
								۹۰۰-۵۰۰ ق م	۹۰۰-۱۳۰۰ ق م	۱۸۰۰-۱۶۰۰ ق م	۳۰۰۰ ق م
۱	الف	الف	الفا	اَلف	اَلپُو	--	بیل				
۲	با	بیط	بیتا	بیت	بیتُو	بیت	گھر				
۳	جیم	گیمل	گاما	جیمل	جملو	جمل	اونٹ، ایک کمانی چیز				
۴	دال	دالط	ڈیلٹا	دینت	دالتُو	—	دروازہ				
۵	ا	ہے	ایپسلون	ہوئی	—	—	خوشی یا مسرت کی آواز، کھڑکی				
۶	واؤ	واؤ	واؤ	واوے	—	—	کیل، کھونٹی				
۷	زا	زین	زیٹا	زائی	زَد	زیت	ہتھیار، زیتون ؟				
۸	حا	حیط	ایٹا	حاؤط	—	حائط، حاظر	جنگلہ، جھاڑی				
۹	طا	طیط	تھیٹا	طیط	—	—	رول، سانپ ؟				
۱۰	یا	یود	آیوٹا	یمن	اِدو	ید	ہاتھ				
۱۱	کاف	کاف	کاپا	کاف	کاپُو	کف	ہتھیلی، خارج				
۱۲	لام	لمد	لمبا	لوے	—	—	آنکس، کوڑا، پھندا				
۱۳	میم	میم	مُو	مائی	مُو	ما	پانی				
۱۴	نون	نُون	نُو	نحس	نُونُ	نُون	مچھلی، سانپ				
۱۵	سین	سامک	سی	سعت	—	سمک	مچھلی، ...				
۱۶	عین	عین	اومکرون	عین	عینُو	عین	آنکھ				
۱۷	فا	پے	پائی	الیف	پُو	فم	دہانہ				
۱۸	صاد	صادے	سان	صادائی	—	—	بلی، نیزہ، ...				
۱۹	قاف	قوف	کوپا	قاف	—	قفا	گدی، بندھن، گرہ				
۲۰	را	ریش	رہو	ریس	ریشو	راس	سر				
۲۱	شین	شین	سگما	ذاؤنعت	—	سن	دانت، نوک، چوٹی				
۲۲	تا	تاؤ	تاؤ	تاوے	—	تاء	نشان				

خوش نویسی

قلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

ن o والقلم وما یسطرون

جب بھی لکھنے کی بات آتی ہے تو تین چیزوں یعنی قلم، روشنائی اور کاغذ کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ سب قلم سے ہی کاغذ پر لکھتے ہیں۔ شاعر کا قلم تصورات کی دنیا سے مقناطیس کی مانند خیالات کے ریزے چنتا ہے۔ ان ریزوں میں اتنی کشش ہوتی ہے کہ لوگ بے اختیار ان کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ ان میں اس قدر چمک ہوتی ہے کہ لوگ انہیں اپنا سمجھ کر اٹھا لیتے ہیں۔ ادیب کا قلم انقلابی اور بے آواز ہے، جس میں تلوار کی سی تیزی ہے جو کام بھی کر جاتا ہے اور نظر بھی نہیں آتا۔ مہاجن کا قلم زنگی ہے جو عوام کا خون نچوڑتا ہے۔ مورخ کے قلم سے تاریخ ذبح ہوتی ہے، محقق کا قلم شہد کی مکھی کی طرح پھولوں کا رس چوس کر شہد بناتا ہے۔ مصنف کا قلم آفتاب کی مانند ہے، جس سے شعاعیں پھوٹتی ہیں پھر شعاعوں سے مزید شعاعیں پھوٹتی ہیں یعنی چراغ سے چراغ جلتا ہے۔

کاتب کا قلم ماہتاب کی مانند ہے، جس کی اپنی روشنی نہیں ہوتی وہ مصنف کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ وہ مصنف کی تحریروں کو فن تحریر کی کٹھالی میں ڈال کر ان کو جلا بخشتا ہے۔ نقاد جراح کی طرح پوسٹ مارٹم کرتا ہے اور مواد فاسد کاٹ کر پھینک دیتا ہے اور اصلاح کا سرمہ حاشیے پر بکھیر دیتا ہے جسے شاعر اور ادیب تبرکاً آنکھوں میں لگاتے ہیں اور پھر احتیاط سے رواں ہوتے ہیں، بہر حال لکھنے والا کوئی بھی ہو، تحریر سے اس کا واسطہ پڑتا ہے۔ خوش خط تحریر جاذب نظر ہوتی ہے کیونکہ انسان فطرتاً حسن پسند واقع ہوا ہے۔ چاہے یہ حسن صورت میں ہو یا سیرت میں، تحریر میں ہو یا تقریر میں۔ خوش نویس دوسروں کی نگاہ میں جلد ہی باعزت و باوقار بن جاتا ہے بشرطیکہ وہ صاف ستھرا قلم، عمدہ سیاہی اور دل میں پاک و صاف ارادہ لے کر یہ کام شروع کرے اور بار بار مشق کرے حسب حال اس شعر کے:

گر توی خواہی کہ باشی خوش نویس
می نویس و می نویس و می نویس

عکس از مرقع زرین
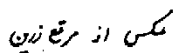
املا

املا کا تعلق لکھنے سے ہے۔ کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے اور کون سے حروف استعمال میں لائے جائیں؟ اسی کا نام املا ہے۔ سن کر لکھ رہے ہوں یا سوچ کر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کون سا لفظ لکھا جا رہا ہے، اس کے معنی کیا ہیں اور کن حروف سے لکھنے کا رواج ہے۔ اگر اس بات کا خیال نہ رکھا گیا تو بغیر سوچے سمجھے جو لکھا جائے گا وہ یا تو مہمل لفظ بن جائے گا جس کے معنی سرے سے ہوں گے ہی نہیں یا کسی ہم آواز لفظ سے بدل کر کوئی اور معنی دے گا۔

اردو میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ہم آواز ہیں۔ اردو کے حروف ا، ح، ع، ہ، ث، س، ص، ذ، ز، ظ، ک، ق وغیرہ ہم آواز ہونے کی وجہ سے سننے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں اور بعض اوقات لکھتے وقت ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں، اس سے معنی کچھ کے کچھ بن جاتے ہیں۔ ذیل میں ان ہی الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے۔ ان کی املا میں فرق ہے۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آر	چمڑا سینے کا اوزار	اِحرام	حج کا لباس	اَقرب	رشتہ دار
عار	شرم	اَہرام	مصر کے قدیم مقبرے	عقرب	بچھو
آک	ایک پودا	اَسرار	بھید	اَلَم	دکھ
عاق	محرومی جائیداد	اِصرار	ضد	عَلَم	جھنڈا
ابد	ہمیشہ	اِسراف	فضول خرچی	اَمارت	امیری
عبد	بندہ	اَصراف	صرف کی جمع	عِمارت	بلڈنگ
اَثاث	ساماں	اَرض	زمین	باز	پرندہ
اَساس	بنیاد	عَرض	چوڑائی	بعض	کچھ
اَثر	نتیجہ	اَصل	خالص	برس	سال
عصر	زمانہ	عَسل	شہد	برص	پھلبہری

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بیضا	سفید	حامی	حمایتی	زن	عورت
بیضہ	انڈا	ہامی	ہمت والا	ظن	گمان
پارا	سیماب	حَبّہ	رتی	زیاں	نقصان
پارہ	حصہ	ہِبّہ	عطیہ	ژیان	درندہ
تابع	ماتحت	حُدی	شتربان گیت	سُبحہ	تسبیح والا
طابع	چھاپنے والا	ہُدی	ہدایت	صُبح	سویرا
تکیا	قبرستان	حرج	رکاوٹ	سَطر	لکیر
تکیہ	سرہانا	ہرج	نقصان	سَتر	پردہ
تیّار	آمادہ	حزم	احتیاط	سرَف	فضول خرچی
طیّار	اڑنے والا	ہضم	پچنا	صرَف	خرچ
ثنا	تعریف	حلال	جائز	سرِیر	تخت شاہی
سَنا	دوا کا نام	ہلال	پہلی کا چاند	صرِیر	قلم کی آواز
ثواب	نیکی کا بدلہ	ہمزہ	ایک حرف	سُفرا	سفیر کی جمع
صواب	ٹھیک ہونا	حمزہ	حضور کے چچا	صُفرا	ایک خلط
ثور	بیل	دَفعہ	شمار	سَفیر	قاصد
صور	آواز	دَفع	دور	صفیر	پرندے کی آواز
جُرعہ	گھونٹ	دَہن	منہ	سَفر	راہ چلنا
جُرّہ	شکاری پرندہ	ذہن	انہماک	صَفر	قمری مہینہ

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی
جماع	مباشرت	ذرّہ	چھوٹا ٹکڑا	سِلاح	اسلحہ کا واحد ہتھیار
جمع	اکٹھا	ذرا	کم	صلاح	مشورہ
حار	گرم	ذم	ہجو، برائی		
بار	زیور	ضم	پیش	سِن	عمر
		ذو	دو	سَنہ	برس
حال	حالت	ضو	روشنی	سورت	قرآن کی سورت
ہال	بڑا کمرہ	زد	چوٹ	صورت	شکل
سہرا	پھولوں کی لڑیاں	ضِد	اصرار	نالا	بڑی ندی
صحرا	بیابان	گلا	گردن کا حصہ	نالہ	فریاد
		گلہ	مویشیوں کا		
سُہیل	ستارے کا نام	گھن	بڑا ہتھوڑا	نثر	سادہ عبارت
صُہیل	گھوڑے کی آواز	گہن	گرہن	نصر	مدد
شِفا	صحت یابی	مامور	مقرر	نَذر	پیش کش
شُفعہ	پڑوس	معمور	پررونق، بھرا ہوا	نَظَر	نگاہ
شُفعی	پڑوسی	مَتاع	سرمایہ	نَس	رگ
شَفیع	سفارش کرنے والا	مُتعہ	عارضی نکاح	نَص	قرآنی آیت
غُرّہ	چمک	مُتاسف	افسوس کرنے والا	نَسب	نسل
غُزا	ناغہ	مُتّصف	وصف والا	نصب	گاڑنا

فرزا	افرزا کا مخفف	مثل	کہاوت	نُقطہ	بندی، صفر
فضا	کھلی جگہ	مسل	مسلنا	نُکتہ	باریک بات
فُضلہ	پھوک	مُربع	چوکور	وَاضح	ظاہر
فُضلا	فاضل کی جمع	مربہ	پھل کا مربہ	وَاضع	چیز یا قانون بنانے والا
قبا	لمبی پوشاک	مزاح	ہنسی کی بات	وُرثا	وارث کی جمع
قُبہ	گنبد	مزا	لطف	وَرثہ	وارث کی جمع
قطع	کاٹنا	مُشاعرہ	شاعروں کی محفل	وَسیع	کشادہ
قِطعہ	کاٹا ہوا	مُشاہرہ	تنخواہ	وصی	وصیت کیا گیا
قلق	دکھ	مشق	پریکٹس	ہاجی	ہجو کرنے والا
کلک	قلم	مَشک	پانی کا برتن	حاجی	حج کرنے والا
قلب	دل	مقدر	تقدیر	ہَوا	گیس
کلب	کتا	مُکدّر	خراب	حوا	عورت
کَلی	پھول	مَذہب	دین	مہدی	ہدایت یافتہ
قلعی	ملمع	مہذب	تہذیب یافتہ	مہندی	پودا

O

1۔ عربی کے بہت سے الفاظ کے آخر میں ہمزہ آتا ہے۔ اردو املا میں ہمزہ نہیں لکھا جاتا۔ مندرجہ ذیل الفاظ ہمزہ کے بغیر لکھے جاتے ہیں۔

ابتدا، احیا، استدعا، استعفا، اغوا، املا، ایفا، ایما، بنا، ثنا، جزا، شفا، غذا، ضیا، وفا۔

2۔ جن الفاظ کے آخر میں ہمزہ ہے بغیر ہمزہ کے لکھنا درست ہے البتہ مرکب بناتے وقت یا اضافت لگاتے وقت ہمزہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مثلاً ضیاءالحق اور اسی طرح اضافت میں اولیائے کشمیر۔

3۔ ذیل کے الفاظ ''ز'' سے لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً

آزر، پزیرائی، زرا، زکریا، زیادہ، سرگزشت، گزارا، گزارش، گزر، گزشتہ، گزند۔

4۔ ذیل کے الفاظ ذ سے نہیں ژ سے لکھنا بہتر ہے۔ مثلاً

اژدر، اژدہا، پژمردہ، ژالہ، ژیان، مژدہ، نژاد، واژگوں۔

5۔ ذیل کے الفاظ میں صرف ایک ''ہ'' ہے۔ ایک ''ہ'' ہی لکھی جائے۔ مثلاً

یہ، تشبیہ، توجیہ، تہ، جگہ، سہ، فقیہ، کریہ، کہ، گنہ، منہ، وجہ۔

6۔ ذیل کے الفاظ میں دو ''ہ'' ہیں دو ''ہ'' سے لکھا جائے گا۔ مثلاً

جبہہ، شبہہ، قہقہہ، مشافہہ، مواجہہ

7۔ ذیل کے الفاظ کے آخر میں ہمزہ ہے اسے ہمزہ سے لکھا جائے نہ کہ ''یہ'' سے۔

بائع، بدائع، پائدار، پائندہ، جائداد، جائز، جرائم، جزائر، حائل، خائف، خائن، دائر، دائرہ، دائم، ذائقہ، ذخائر، ذرائع، رائگاں، زائچہ، زائد، زائل، زوائد، سائل، شائع، شعائر، صائب، صائم، طائف، عائد، عجائب، فائدہ، فائز، فائق، قائد، قائم، قبائل، کائنات، لائحہ، لائق، مائل، مسائل، ملائم، نائب، نمائندہ، وظائف، وقائع۔

8۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں ''ی'' لکھی جاتی ہے ہمزہ نہیں لکھی جاتی۔

آیندہ، رعایت، شاید، عنایت، غایت، کفایت، مضایقہ، معاینہ، حمایت، ہدایت۔

9۔ اگر ہمزہ لکھیں تو ''ی'' نہ لکھیں اور ی لکھیں تو ہمزہ نہ لکھیں۔

تلفظ

اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں تلفظ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تلفظ میں جو چیز آسانی پیدا کرتی ہے وہ اعراب ہیں۔ اعراب اصل میں وہ حرکات ہیں جو حروف پر ڈالی جاتی ہیں۔ اعراب

ان کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اہل عرب کی ایجاد ہیں۔

زبر (فتح): زبر اصل میں ''ا'' کی خفیف آواز ہے جو نصف ا کے برابر ہوتی ہے کھڑا زبر پورے ''ا'' کی آواز ہے۔ فارسی حروف کے آخر میں ''ہ'' آتی ہے جو زبر کی آواز دیتی ہے۔ یہ ''ہ'' بطور اعراب استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً روزہ، ہفتہ وغیرہ۔ عربی الفاظ جن میں دوسرا حرف ''ح'' ہو اور ساکن ہو تو اس کے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو زبر نہیں پڑھی جائے گی بلکہ زیر پڑھی جائے گی۔ مثلاً احمد، لحد، محبوب۔

زیر، کسرہ: زیر ''ی'' کی خفیف آواز ہے اور حرف کے نیچے لکھی جاتی ہے، نصف ''ی'' کے برابر ہوتی ہے جبکہ کھڑی زبر مکمل ''ی'' کے برابر ہوتی ہے۔ عربی الفاظ میں ''ح'' زیر کی آواز دے دیتا ہے مثلاً احمد، محبوب وغیرہ جیسا کہ ہم نے زبر کی ذیل میں لکھا ہے۔

پیش (ضمہ): پیش ''و'' کی خفیف آواز ہے حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے الٹی ''و'' کو پوری واؤ کے برابر پڑھتے ہیں۔

تنوین: دو زبر، دو زیر اور دو پیش کو تنوین کہتے ہیں۔ اردو میں زیادہ تر دو زبر والی تنوین استعمال ہوتی ہے اور عموماً ''ا'' پر لکھی جاتی ہے۔ مثلاً

اتفاقاً، احتجاجاً، اخلاقاً، اصولاً، جواباً، رسماً، عمداً، عملاً، غالباً، فوراً، نسلاً، وقتاً۔

آواز الف سے پہلے والے حروف کے ساتھ ''ن'' کی دیتی ہے۔ دو زبر والی تنوین ۃ ''ا'' پر بھی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً ارادۃً، اشارۃً، تحفۃً، دفعۃً، واقعۃً، نسبۃً، وغیرہ۔

جزم: جزم یا سکون کے معنی خاموشی کے ہیں جس پر جزم ''ْ'' کی علامت ہو وہ ساکن ہوتا ہے۔ البتہ اس سے پہلے والا حرف متحرک ہوگا۔ اردو کا ہر آخری حرف ساکن ہوگا۔

تشدید: جب کوئی حرف مکرر آواز دیتا ہے تو اس پر شد ڈال دیتے ہیں جس حرف پر شد ہوتی ہے مشدد کہلاتا ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر کوئی نہ کوئی حرکت ہوگی۔ اگر ساکن ہو تو اس سے پہلے والے حرف پر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ہوگی۔

مد: جب الف کو کھینچ کر پڑھتے ہیں تو اس پر مد لکھتے ہیں جس الف پر مد ہو وہ ممدودہ ہے اور الف ممدودہ دو الف کے برابر ہوتا ہے۔

ہمزہ: ہمزہ حرکت نہیں ہے حرف ہے یہ ''واؤ'' اور ''ی'' کے ساتھ وہی کام دیتا ہے جو مد الف

کے ساتھ۔ جہاں ''ی'' کی آواز معمول سے بڑھ کر نکالی جائے یا ''و'' معمول سے بڑھ کر پڑھی جائے تو وہاں ہمزہ ''ء'' لکھ دیتے ہیں یہ ہمیشہ ''و'' اور ''ی'' کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً جھکاؤ، چھڑکاؤ، وغیرہ میں اور ''ی'' کے ساتھ مثلاً بوئی، روئی، سوئی وغیرہ۔

ہمزہ بعض اوقات ''ی'' کا قائم مقام ہوتا ہے۔ مثلاً قایم قائم، لیے، لئے جب ہمزہ لکھا جائے تو پھر نقطے نہیں ڈالے جاتے۔ نقطے ڈالیں جائیں تو پھر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔

عربی کے بعض الفاظ میں واؤ پر ہمزہ لکھ دی جاتی ہے اور اس پر زبر ڈال دیتے ہیں ایسی صورت میں الف مقصورہ کی آواز دیتا ہے۔ مثلاً مئودب، مئوخر وغیرہ۔

اردو میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن میں اعراب کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً بعض لفظ ایک دوسرے کے ہم شکل ہیں۔ لیکن حرکات کے استعمال سے معنوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ املا ایک ہوتے ہوئے بھی حرکات سے معنی میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

ہم شکل الفاظ

الفاظ	معانی
اَبا	والد
اَبا	انکار
اِشکال	غیر واضح
اَشکال	شکل کی جمع
اَعراب	عرب
اِعراب	زبر، زیر، پیش
اَفہام	فہم کی جمع
اِفہام	سمجھانا
اَقدام	قدم کی جمع
اِقدام	آگے بڑھنا
بدر	پورا چاند
بَدر	باہر
بعد	پیچھے
بُعد	دور
بوجھ	وزن
بُوجھ	سمجھنا
بیر	دشمنی
بیر	پھل کا نام
بیل	گائے کا مذکر
بیل	پھل کا نام
ترس	ڈر
ترس	ہمدردی

الفاظ	معانی
جَد	دادا
جِد	کوشش
جُرم	قصور
جِرم	سیارہ
حَب	گولی
حُب	محبت
حَجّاج	عراق کا حاکم
حُجّاج	حاجی کی جمع
حَسَن	اچھا
حُسن	خوبصورتی
حَشمت	نوکر
حِشمت	دبدبہ
حَکَم	ثالث
حُکم	فرمان
حِکَم	حکمت کی جمع
حَمام	کبوتر
حَمّام	غسل خانہ
خاتَم	آخری
الفاظ	معانی
خاتِم	انگوٹھی
خُرد	چھوٹا
خِرد	عقل

الفاظ	معانی
خَلق	مخلوق
خُلق	اخلاق
خِلقت	پیدا کرنا
خِلقت	پیدائش
خَلقت	مخلوق
خِیام	خیمہ کی جمع
خَیّام	شاعر کا لقب
دَور	زمانہ
دُور	زیادہ فاصلہ
دَیر	بت خانہ
دیر	وقفہ
رَب	پالنے والا
رُب	جوہر
رباط	مسافر خانہ
رِباط	بندھن
رَحل	مسکن
رِحل	کتاب دان
رَحم	ترس
رِحم	بچہ دانی
رَسا	پہنچنے والا
رَسّا	موٹی رسی
سَر	جسم کا بالائی حصہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سُر	موسیقی کی لے	عُمر	سن	کَرم	مہربانی
سِر	راز	عُمَر	خلیفہ عمر	کِرم	کیڑا
صَرف	خرچ	عود	واپس	کلی	ادھ کھلا پھول
صِرف	فقط	عود	لکڑی	کُلی	غرارہ
سَوت	دوسری بیوی	عیّار	کسوٹی	کوس	دو میل
سُوت	دھاگہ	عَیّار	مکار	کُوس	نقارہ
طور	طریقہ	قِتال	خون ریزی	گلّہ	مویشیوں کا
طُور	پہاڑ کا نام	قتّال	بہت بڑا قاتل		ریوڑ
طِیب	رضامندی	قدح	عیب جوئی	گِلہ	شکوہ
طَیّب	پاک صاف	قَدَح	بڑا پیالہ	گُل	پھول
طَیّبہ	پاک	قَدر	عزت	گِل	مٹی
طَیبہ	مدینہ کا نام	قدر	قسمت	گلو	گلا، حلق
عالَم	دنیا	قرن	ہم عصر	گِلو	ایک دوا
عالِم	جاننے والا	قَرن	صدی	گِلی	مٹی کا بنا ہوا
عَرق	پسینہ	قَسم	حلف	گلی	تنگ راستہ
عِرق	رگ	قِسم	نوع	گِلی	گری
عَشر	دس	قوّت	طاقت	لَب	ہونٹ
عُشر	دسواں حصہ	قُوت	غذا	لُب	خلاصہ، نچوڑ
عَلاقہ	حدود	قَوی	مضبوط	لِسان	بولی
عِلاقہ	رشتہ	قُوی	طاقت کی جمع	لَسّان	باتونی
عَلوی	اولادِ علی	کشتی	ناؤ	مال	دولت
عُلوی	آسمانی	کُشتی	لڑائی، پہلوانی	مآل	انجام

لفظ	معنی
مبلغ	تعداد
مُبلِّغ	تبلیغ کرنے والا
مُبیِّن	واضح، ظاہر
مُبیَّن	بیان کیا گیا
مُترجِم	ترجمہ کرنے والا
مُترجَم	ترجمہ شدہ
مُترجَم	سنگسار شدہ
فلاح	بہتری
فلّاح	کسان
مِسل	کاغذات
مَسل	مسلنا
مُجرا	ناچ گانا
مُجرا	جاری کیا گیا۔
مَحال	محل کی جمع
مُحال	مشکل
مُخاطَب	خطاب کیا گیا
مُخاطِب	خطاب کرنے والا
مُخرِّب	خراب کرنے والا
مُخرَّب	خراب شدہ
گِرد	چاروں طرف
گَرد	غبار

لفظ	معنی
مُروَّج	رواج دیا گیا
مُروِّج	رواج دینے والا
مُسبَّب	باعث
مُسبِّب	پیدا کرنے والا خدا
مَسکن	سکونت
مُسکِّن	تسکین دینے والا
مُسلِم	مسلمان
مُسلَّم	ثابت
مُشترِک	شرکت کرنے والا
مُشترَک	شرکت کیا ہوا
مِثل	مانند
مَثل	کہاوت
مُعتمَد	سیکرٹری
مُعتمِد	اعتماد کرنے والا
مُعیَّن	مقرر شدہ
مُعین	مددگار
مُغنّی	گانے والا
مُغنی	غنی کرنے والا
مَقام	جگہ
مُقام	مرتبہ

لفظ	معنی
مُقتدِی	پیروی کرنے والا
مُقتدیٰ	جس کی پیروی کی جائے
مُدبِّر	صاحب تدبیر
مُدبَّر	اصلاح شدہ
مُربّیٰ	مربہ
مُربّی	تربیت کرنے والا
مَذہب	دین
مُذہَّب	جس پر سونے کا پانی پھیرا جائے، سنہری
مُرتِّب	ترتیب دینے والا
مُرتَّب	ترتیب دیا ہوا
مَرتبہ	مقام
مُرتَّبہ	ترتیب دیا ہوا
مُرسِل	بھیجنے والا خدا
مُرسَل	بھیجا یا رسول
مُشتہَر	اشتہار دیا گیا
مُشتہِر	اشتہار دینے والا

لفظ	معنی
مُشَوَّش	پریشان
مُشَوِّش	پریشان کن
مُصَدَّق	تصدیق شدہ
مُصَدِّق	تصدیق کرنے والا
مُصَلّٰی	جائے نماز
مُصَلِّی	نمازی
مَطلَع	طلوع ہونے کی جگہ
مُطَّلَع	اطلاع دیا گیا
مُطَہِّر	پاک کرنے والا
مُطَہَّر	پاک کیا گیا
مُقَرَّر	تعین شدہ
مُقَرِّر	تقریر کرنے والا
مَقطَع	غزل کا آخری شعر
مُنقَطَع	کاٹا ہوا
مُکَبَّر	تکبیر کہنے کا چبوترہ
مُکَبِّر	تکبیر کہنے والا
مُکَلِّف	تکلیف دینے والا
مُکَلَّف	پر تکلیف
مِلک	ملکیت
مَلَک	فرشتہ
مَلِک	بادشاہ
مَرکَب	سواری کا جانور
مُرَکَّب	مخلوط اجزاء
مَرگ	موت
مِرگ	ہرن
مَنَّت	عہد
مِنَّت	خوشامد
مُنتَظَر	جس کا انتظار ہو
مُنتَظِر	انتظار کرنے والا
مَنڈی	کاروبار کی جگہ
مُنڈی	ایک بوٹی کا نام
مُنکِر	انکاری
مُنکَر	فرشتے کا نام
مَظاہِر	نشانات
مُظاہِر	مظاہرہ کرنے والا
مَظہَر	نشان
مُظہِر	ظاہر کرنے والا
مُؤَخَّر	آخری
مُؤَخِّر	ختم کرنے والا
مُؤَدَّب	ادب کے ساتھ
مُؤَدِّب	ادب سکھانے والا
مُؤَلَّف	تالیف شدہ
مُؤَلِّف	تالیف کرنے والا
مَہر	عورت کو نکاح کے عوض رقم
مِہر	سورج
مَلِکہ	شہزادی
مَلَکہ	مہارت
مَناظِر	منظر کی جمع
مُناظِر	مباحثہ کرنے والا
مُہر	ٹھپہ
مِہر	مہربانی
مَیل	کثافت، گندگی
مِیل	ملاپ
نِثار	صدقہ، قربان
نَثّار	نثر لکھنے والا
نَہنگ	مگرمچھ
نِہنگ	عریاں
وَرَثہ	وارث
وِرثہ	ترکہ

اردو زبان میں ایک بڑا مسئلہ عربی زبان کے الفاظ کا ہے۔ان کا تلفظ اکثر غلط ادا ہو جاتا ہے۔عربی زبان میں تلفظ کے لیے کچھ قواعد مقرر شدہ ہیں۔ذیل میں صرف ان ہی قواعد کا ذکر کیا جاتا ہے جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

اِفعال

اِبدال اِحسان اِرشاد اِصلاح اِفراط اِلحاق
اِبرار اِحکام اِرقام اِطعام اِفشا اِلحان
اِبطال اِحیا اِسرار اِطلاع اِفضال اِلزام
اِبلاغ اِخبار اِسراع اِطلاق اِفطار اِلہام
اِبہام اِخراب اِسراف اِظہار اِفلاح اِمداد
اِتمام اِخراج اِسقاط اِعجاز اِفلاس اِمساک
اِثبات اِخفا اِسلام اِعراب اِفہام اِمکان
اِجرا اِخلاص اِسہال اِعزاز اِقبال اِملا
اِجلاس اِدخال اِشباہ اِعلام اِقدام اِنشا
اِجماع اِدراک اِشراک اِعلان اِقرار اِنصاف
اِجمال اِدغام اِشفاق اِغلاط اِقساط اِنعام
اِحرام اِذلال اِصرار اِغماض اِکرام اِنکار
اِحساس اِرسال اِصراف اِغوا اِلحاد اِیمان

تَفعِیل

تاثیر تَخلیق تَسلیم تَعظیم تکبیر توضیح

تاثیر
تادیب
تاریخ
تاسیس
تالیف
تانیث
تاویل
تبدیل
تبلیغ
تثلیث
تجدید
تجویز
تحریر
تحریف
تحریک
تخریب
تحسین
تحصیل
تحقیر
تحلیل
تحویل
تخلیص

تخمین
تخویف
تدبیر
تدریج
تدفین
تدوین
تذکیر
تذلیل
ترتیب
ترتیل
ترجیع
تردید
ترسیل
ترغیب
ترکیب
ترمیم
ترویج
تزئین
تسبیح
تسخیر
تسکین
تسلیم

تسہیل
تشبیہ
تشخیص
تشدید
تشریف
تشکیک
تشکیل
تشویش
تشہیر
تصحیح
تصدیق
تصغیر
تصویر
تضحیک
تضمین
تضیع
تطبیق
تطہیر
تعبیر
تعریف
تعزیز
تعطیل

تعلیل
تعلیم
تعمیر
تعمیل
تفتیش
تفریح
تفریق
تفسیر
تفصیل
تفکیر
تفویض
تفہیم
تقدیر
تقدیس
تقدیم
تقریب
تقریر
تقسیم
تقصیر
تقطیع
تقلید
تقویم

تکذیب
تکریم
تکفیر
تکمیل
تکوین
تلخیص
تلقین
تمثیل
تمرین
تمہید
تمیز
تنبیہ
تنزیل
تنسیخ
تنصیف
تنظیم
تنقید
تنویر
توثیق
توجیہہ
توحید
توسیع

توفیق
توقیر
تولید
تہدید
تہذیب

اِفتعال

اِبتدا
اِبتلا
اجتماع
اِجتناب
اِجتہاد
اِحتجاج
اِحتراز
اِحترام
اِحتساب
اِحتشام
اِحتصار
اِحتمال
اِحتیاج
اِحتیاط
اِختتام
اِختراع

اِختصار
اِختلاج
اِختلاط
اِختلاف
اِختیار
اِرتباط
ارتحال
ارتداد
ارتعاش
ارتفاع
ارتقا
ارتکاب
اِستوا
اِشتراک
اشتعال
اِشتہا
اشتہار
اشتیاق
اِعتبار
اِعتدال
اِعتذار
اِعتراض
اِعتراف

اعتکاف
اعتماد
اعتناء
اعتناق
افتتاح
افتخار
افتراق
اِفترا
اقتباس
اقتدار
اقتصاد
اِکتساب
اِلتجا
اِلتفات
اِلتماس
اِلتوا
اِمتحان
اِمتداد
اِمتزاج
اِمتناع
اِمتیاز
اِنتباہ
اِنتخاب

اِنتظار
انتظام
اِنتقاد
اِنتقال
اِنتقام
اِنتہا
اہتمام

مُفاعَلہ

مُباحثہ
مُبادلہ
مُبالغہ
مُجادلہ
مُجامعت
مُجاورت
مُحاورت
مُجاہدہ
مُحاسبہ
مُحاصرہ
مُحافظت
مُحاورہ
مُخاصمت
مُخاطبت
مُخالفت

مُراجعت
مُراسلہ
مُراقبہ
مُزاحمت
مُسابقت
مُساعدت
مُشابہت
مُشارکت
مُشاعرہ
مُشاورت
مُشاہدہ
مُشاہرہ
مُصاحبت
مُصافحہ
مُصالحت
مُضایقہ
مُطابقت
مُطالبہ
مُطالعہ
مُظاہرہ
مُعاشرہ
مُعالجہ
مُعاملہ

مُعاوضہ
مُعاونت
مُعاہدہ
مُعاینہ
مُغالطہ
مُفارقت
مُقابلہ
مُکالمہ
مُلاحظہ
مُلازمت
مُماثلت
مُمانعت
مُناظرہ
مُنافرت
مُنافقت
مُواخذہ
مُوازنہ
مُوافقت
مُوانست
مُہاجرت

تفعُّل

تاثُّر
تاخُّر

تبحُّر
تبدُّل
تبرُّک
تبسُّم
تبصُّر
تبیُّن
تتبُّع
تجدُّد
تجرُّد
تجسُّس
تجمُّل
تحرُّک
تحفُّظ
تحکُّم
تحمُّل
تحیُّر
تخصُّص
تخلُّص
تخیُّل
تدبُّر
تذلُّل
تردُّد
ترحُّم

تسلّط	تغزّل	تنزّل	**تفاعل**	تناقص	استعذار
تشبّہ	تعقّل	تنعّم	تدارک	تناول	استعفاء
تشخّص	تغلّب	تنفّر	تدافع	تواتر	استعمار
تشدّد	تغیّر	تنفّس	تساہل	توازن	استغراق
تشکّر	تفجّر	تنوّع	تشابہ	تواصل	استغفار
تشہّد	تفضّل	توجّہ	تشاکل	تواضع	استغناء
تصدّق	تفکّر	توسّط	تصادم	توافق	استفسار
تصرّف	تفنّن	توسّل	تطابق	تواکل	استفہام
تصنّع	تقدّس	توطّن	تعارف	**استفعال**	استقبال
تصوّر	تقدّم	توقّع	تعاشق	استبداد	استقرار
تصوّف	تقرّب	توقّف	تعاقب	استثناء	استقلال
تعبّد	تقرّر	توکّل	تعاون	استحسان	استکبار
تعجّب	تلذّب	تولّد	تغافل	استحصال	استمداد
تخیّل	تکلّف	توہّم	تفاخر	استحصار	استمرار

املا اور تلفظ میں فرق

بعض الفاظ املا کی رو سے لکھے جاتے ہیں مگر پڑھنے میں نہیں آتے وہ حروف یہ ہیں۔

حروف شمسی　　ال اگر حروف شمسی سے پہلے آئے تو نہیں پڑھا جائے گا حروف شمسی یہ ہیں۔ ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔ مثلاً خلیفۃ الزمان صاحب الذکر، مظفر الدین، ہارون الرشید۔

حروف قمری:۔　　اگر قمری حروف سے پہلے ال آئے تو صرف ''ل'' پڑھا جائے گا۔ ناموں میں مثلاً اسد اللہ، عبد الجلیل، عبد الحی وغیرہ اور الفاظ میں الاماں، بالکل، بیت المال، سریع الفہم، صادق القول، کتاب الواعظ، مراۃ الخیال، نور العین وغیرہ۔

اگر ''ا'' لکھا جائے اور اس پر ہمزہ ڈال کر زبر ڈال دی جائے یا واؤ لکھا جائے اور اس پر ہمزہ ڈال دی جائے تو اس صورت میں ''ا'' بھی نہیں پڑھا جائے گا اور واؤ بھی۔ پھر آواز ہمزہ کی ہو گی۔ مثلاً تأثر، تأسف، تأمل، جرأت، مأخذ، مأخوذ، مأکول، مأمون، متأثر، متأخر، متأہل۔

نون:۔　　عربی یا فارسی میں ''ب'' سے قبل ''ن'' ساکن ہو تو ن لکھا جاتا ہے مگر آواز ''م'' کی دیتا ہے۔ مثلاً

استنباط، استنبول، انبار، انبساط، انبوہ، انبہ، انبیاء، پنبہ، تنبورہ، تنبیہہ، جنبش، حنبل، دنبہ، زنبور، زنبیل، سنبل، شنبہ، عنبر، قنبر، گنبد، منبر، منبع وغیرہ

نون غنہ:۔　　جب نون پوری آواز نہیں دیتا تو اسے غنہ کہتے ہیں اس کے اوپر آسانی کے لیے علامت غنہ ڈال دیتے ہیں مثلاً ''ہنسنا'' میں نون اپنی اصلی آواز نہیں دے رہا بلکہ غنہ کی آواز دے رہا ہے۔

واؤ معروف:۔　　ایسی واؤ جو خوب کھل کر پڑھی جاتی ہے۔ مثلاً خلوص، خوب، نور وغیرہ۔

واؤ مجہول:۔　　وہ واؤ جو کھل کر نہ پڑھی جائے　مثلاً زور، شور، اسے کھل کر نہیں پڑھتے۔

واؤ عطفی:۔　　وہ واؤ جو دو مفرد کلموں کو ملائے۔ یہ واؤ ترکیب بناتی ہے علیحدہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ ملا کر پڑھی جاتی ہے مثلاً خوش وخرم۔

واوٗ معدولہ:۔ واوٗ اگر متحرک نہ ہو اس کے بعد "ال" کے ساتھ کوئی قمری حرف آئے تو "و" کی آواز نہیں نکلتی۔ مثلاً

ابوالاحد، ابوالبرکات، ابوالحسن، ابوالخیر، ابوالفضل

ابوالکلام، ابوالہول، ذوالجلال، ذوالقدر

2۔ فارسی میں جن الفاظ میں "خ" کے بعد "و" آئے اور "و" متحرک نہ ہو اور نہ ہی خ سے اعراب کے ساتھ ملی ہو تو اس کی آواز نہیں نکلے گی۔ مثلاً خواب، خواستن، خواندہ، خواہش، خواہ، خود، خوردن، خویش میں "و" نہیں پڑھی جاتی۔ استخوان، برخوردار اور تنخواہ میں بھی واوٗ نہیں پڑھی جاتی۔

یائے معروف:۔ "ی" جو کھل کر پڑھی جاتی ہے مثلاً فقیر، قریب، نظیر۔

یائے مجہول:۔ "ی" کھل کر نہیں پڑھی جاتی مثلاً دلیر، شیر، فریب۔

یائے معدولہ:۔ "ی" بالکل نہیں پڑھی جاتی۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

1۔ عربی الفاظ میں "ال" سے پہلے "ی" آئے اور وہ متحرک نہ ہو۔ تو "ی" کی آواز نہیں نکلتی۔ مثلاً

حتی الامکان، حتی المقدور، حتی الوسع، ذی الحجہ، علی الحساب، فی البدیہہ، فی الجملہ، فی الحال، فی الحقیقت، فی النور، فی النار، فی الواقع، مافی الضمیر۔

2۔ اگر "ی" ہو اور متحرک نہ ہو اور اس سے پہلے والے حروف پر کھڑا زبر ہو تو "ی" آواز نہیں دیتی۔ مثلاً

ادنیٰ، اعلیٰ، تقویٰ، حسنیٰ، حلویٰ، سلمیٰ، فتویٰ، قویٰ، مربیٰ، مستثنیٰ، مقتدیٰ، منقیٰ، وسطیٰ، ہدیٰ۔

3۔ ذیل کے ہندی حروف میں بھی "ی" دب جاتی ہے اور حرکت زیر کا کام دیتی ہے۔ مثلاً کیا، کیاری، پیارا، اس کو یائے معدولہ کہتے ہیں اور اس پر ۷ کا نشان بنا دیتے ہیں۔

ادغام:۔ دو ہم مخرج حروف کو ملا کر پڑھتے ہیں۔ مثلاً بدتر سے بتر

اشباع:۔ بعض اوقات کسی حرف کو اتنا لمبا کر کے پڑھتے ہیں کہ زبر سے الف اور زیر سے ی کی آواز پیدا ہوتی ہے مثلاً لہو کو لوہو۔ مہمان کو میہمان وغیرہ۔

علاماتِ وقف PUNCTUATION

انسان کا خاصہ ہے کہ کلام کرتے وقت یا تقریر کے دوران میں کبھی آواز کو پست کرتا ہے کبھی بلند، کہیں رک کر بات کرتا ہے کہیں ٹھہر جاتا ہے ان تمام حرکات کو ظاہر کرنے کے لیے مختلف علامات استعمال ہوتی ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سکتہ: اس کی نشانی (،) الٹی واؤ ہوتی ہے۔ یہ سب سے چھوٹا وقفہ ہے عبارت میں اس کے استعمال سے کافی فرق پڑ جاتا ہے مثلاً۔

روکو مت، جانے دو

روکو، مت جانے دو

دونوں فقروں کے مفہوم میں فرق پڑ گیا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے متضاد معلوم ہوتے ہیں۔
اس کے علاوہ اس کی افادیت ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

1۔ بہت سے اسموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لیے مثلاً اکرم، انور، اسلم اور سلطان سکول جارہے تھے۔ پشاور، لاہور، ملتان اور کراچی پاکستان کے بڑے شہر ہیں۔

2۔ ندائیہ الفاظ میں۔ جناب صاحب صدر، خواتین وحضرات، معزز سامعین اور دوستو۔

3۔ جناب من، تسلیم یعنی القاب میں استعمال۔

4۔ الفاظ کے جوڑوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً
دن ہو کہ رات، سفر ہو کہ حضر، خلوت ہو یا کہ جلوت مصروف رہنا چاہیے۔

5۔ اجزائے جملہ کے درمیان تشریح کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً
یہ چبوترا 30 فٹ لمبا، 20 فٹ چوڑا اور پانچ فٹ اونچا ہے۔

6۔ افعال کو جدا کرنے کے لیے مثلاً
سارا زمانہ آیا، پر زید نہ آیا۔

7۔ مبتدا اور خبر کو جدا کرنے کے لیے مثلاً

مسدس، حالی کی سب سے ممتاز تصنیف ہے۔

رابطہ COLON: (:) اس کا ٹھہراؤ وقفے کے ٹھہراؤ سے زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً
سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، کام ہو یا تفریح، ہمیشہ اپنی صحت کا خیال رکھو: اگر کوئی نعمت ہے تو یہی
ہے۔

وقفہ FULL STOP: اس کی علامت (۔) ہے یہاں زیادہ ٹھہرا جاتا
ہے۔ فقرے کے اختتام پر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً انور لاہور گیا۔ مخففات کو علیحدہ کرنے کے
لیے بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً محمد اقبال ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی۔

واوین: جب کوئی اقتباس نقل کیا جاتا ہے تو اسے واوین میں رکھا جاتا ہے مثلاً بوعلی
سینا کا قول ہے ''خالص گھی سونے کے کشتہ سے بہتر ہے''۔
عبارت میں نظموں اور کتابوں کے نام لکھتے وقت یا عنوانات کو واوین میں رکھا جاتا ہے مثلاً
''ہمالہ'' ''بانگ درا'' کی نظم ہے۔

قوسین: یہ علامت ( ) جملہ معترضہ یا کسی چیز کی تشریح کے موقعہ پر استعمال ہوتی
ہے جیسے زید (خدا مغفرت کرے) بڑا نیک آدمی تھا۔

علامت استفہام: جب کوئی سوال پوچھا جائے۔ اس کی نشانی (؟) ہے۔

کیا تجسس ہے تجھے کس کی تمنائی ہے؟
آہ کیا تو بھی اس چیز کی سودائی ہے؟

علامت تعجب: ان مقامات پر یہ علامت (!) لگائی جاتی ہے جہاں کوئی جذبہ
ظاہر ہو۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

1۔ ندا و منادی کے بعد مثلاً یاالٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟
2۔ اظہار حکم کے وقت۔ مثلاً خاموش رہو! مجھے کام کرنے دو۔
3۔ اظہار خواہش کے لیے۔ مثلاً کاش! میں تاریخ ساز ہوتا۔
4۔ تعجب کے لیے مثلاً واہ رے وا! تمہارا کیا کہنا۔
5۔ انبساط کے موقع پر۔ مثلاً آ! کیا خوب سہانا منظر ہے۔
6۔ افسوس کے موقع پر مثلاً ہائے اللہ! میں کیا کروں؟

7۔ تحسین کے موقع پر مثلاً مرحبا!

علامت تعریف: یہ علامت (~) جسے ڈوئی یا بطھی کہتے ہیں۔ تخلص کے اوپر استعمال ہوتی ہے۔

اقبالؔ، تبسمؔ، حالیؔ، داغؔ، دردؔ، غالبؔ وغیرہ۔

علامت تفصیلیہ: یہ علامت (:-) تفصیل یا تشریح کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً پاکستان کے مشہور شہر:-

پشاور، لاہور، ملتان اور کراچی ہیں۔

علامت حذف: جب کوئی لفظ یا عبارت حذف کرنی ہوتی ہے تو اس کو حذف کر کے چار نقطے لگا دیتے ہیں۔ (....)

مثلاً دل کو دل.... راہ ہوتی ہے۔

علامت خط مستقیم: یہ علامت بھی حذف کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لکھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ خط استعمال کرتا ہے یا نقاط۔ دونوں اتنی ہی جگہ گھیریں گے۔

علامت شعر: یہ علامت (؎) شعر کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ شعر لکھنے سے پہلے (؎) لکھی جاتی ہے۔ یہی علامت حوالے کے لیے بھی (؎) علامت حوالہ ڈال کر اس پر حوالہ نمبر لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً ؎1

علامت مصرع: یہ علامت (ع) کسی مصرعے کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

مثلاً ع تندرستی ہزار نعمت ہے۔

O

شائع کرنے سے قبل غلطی
پروف خوانی
نظر ثانی
ابتدائی خوانی
مددگار
خود
ماہرین
خود
مددگار
خود
پروف خوانی کی علامات
ٹھیک ہے غلطی سے کٹ گیا برقرار رکھیں
نکال دیں
ملائیے
اگلی سطر میں لے جائیں
پچھلی سطر کے آخر میں لے جائیں
بدل دیں
نیچے لائیے
اوپر لائیے
مسلسل ہے۔ ملائیے
قوسین لگائیں
رموز و اوقاف لگائیں
رہ گیا ہے

مصنف
مسودہ کی پڑتال
ابتدائی صفحات
معیار بندی
اختتامیہ
موضوع
صحت متن
زبان و بیان
تقسیم مضمون
عنوانات ذیلی عنوانات
اندرونی سرورق
انتساب
فہرست مضامین
پیش لفظ/مقدمہ
نقل حرفی
املا و ہجا
اقتباسات
حوالہ جات
رموز اوقاف
ابواب بندی
حاشیہ
ضمیمہ جات
کتابیات
اشاریہ
مدیر
قانونی ذمہ داری
بنیادی ذمہ داری
اضافی ذمہ داری
کاپی رائٹ
قبل تدوین
تدوین
مصنف
مبصر
ناشر
خوش نویس
مصور
پریس
تاجر
سائز
ضخامت
طریق طباعت
قسم جلد بندی
مصوری
متفرق لوازمات
پریس
کتابت/کمپوزنگ
کاپی جوڑائی
پلیٹ میکنگ
چھپائی
جلد سازی
نسخ
نستعلیق
حروف
رنگین
ہاف ٹون
لائن
سادہ

باب ہفتم
اصناف ادب

ادب
نثر
شاعری
افسانوی
غیر افسانوی
داستان
ناول
افسانہ
ڈراما
آزاد نظم
معریٰ نظم
نثری نظم

اَصنافِ اَدَب

انسان حیوان ناطق ہے۔ وہ اپنے خیالات و جذبات کو دوسروں پر ظاہر کرتا ہے۔ اس اظہار کی دو صورتیں ہیں نثر یا نظم۔

نَثر (PROSE)

نثر خیالات و جذبات کے اظہار کا سیدھا سادا، بے تکلف اور قدرتی طریقہ ہے۔ انسان جب بولنا سیکھتا ہے تو اس کی ابتدا نثر سے ہوتی ہے۔ بات چیت اور تحریر و تقریر میں نثر کا استعمال ہوتا ہے۔ داستان، ناول، ڈراما، افسانہ، مضمون، مقالہ، انشائیہ، سوانح عمری، آپ بیتی، خاکہ، سفر نامہ، طنز و مزاح اور صحافت میں زیادہ تر نثر سے کام لیا جاتا ہے۔

اقسام

نثرِ عارِی: صاف سادہ اور بے تکلف نثر کو نثر عاری کہتے ہیں مثلاً اخبارات کی نثر۔

نثرِ مُسَجّع یا مُقَفّٰی: پر تکلف قسم کی نثر جس میں شاعرانہ توازن اور ہم آہنگی ہو مثلاً "فسانۂ عجائب" کی نثر اس قسم کی ہے۔

نثری اصناف

نثری اصناف کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں افسانوی اور غیر افسانوی ادب۔

1۔افسانوی ادب: داستان،افسانہ،ناول،ڈراما

داستان

داستان گوئی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ انسان ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور ساتھ حوا کو بھی پیدا کیا گیا۔ دونوں کو جنت میں داخل کیا گیا، شجر ممنوعہ کے کھانے سے منع کیا گیا۔لیکن اس کے باوجود اس نے پھل کھالیا جس کی پاداش میں انہیں جنت سے باہر نکال دیا گیا۔

آدم کی پیدائش اور شیطان کے لعنتی ہونے کی داستان قرآن مجید میں ملتی ہے۔قرآن مجید میں آدمؑ ، یعقوبؑ ، یوسفؑ ، اسحاقؑ ، نوحؑ ، ایوبؑ ، موسیٰؑ ، عیسیٰؑ ، الیاسؑ ، ہودؑ ، داؤدؑ ، ہارونؑ اور یونسؑ کے قصص ملتے ہیں۔اسی طرح جالوت، ہاروت، ماروت، ہابیل، قابیل، یاجوج ماجوج کے قصے اور اشارے بھی ملتے ہیں۔اس کے علاوہ فرعون، نمرود اور شداد کے واقعات کا بھی پتا چلتا ہے۔عیسائی اور یہودی مذہب کی اساس ہی داستانوں، قصوں اور کہانیوں پر ہے۔

انسان ایک عمرانی حیوان ہے اس کی عمرانیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے تجربات و مشاہدات سے دوسروں کو آگاہ کرے انسان کی اسی ضرورت نے داستان کو جنم دیا۔

اصطلاح میں داستان وہ قصہ کہانی ہے جس کی بنیاد تخیل، رومان اور مافوق الفطرت عناصر پر ہو۔داستان پڑھنے لکھنے کی چیز نہیں کہنے کی چیز ہے۔

دنیا کی کوئی زبان بھی ہو داستانوں کے ذخیرے سے خالی نہیں ہے۔عربی، فارسی ادب میں داستانوں کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔اردو داستان کا بھی عربی فارسی داستان سے گہرا تعلق ہے۔

داستان دور انحطاط کی پیداوار ہے۔اردو زبان میں داستانوں کا ذخیرہ اس وقت سامنے آیا جب

ہندوستانی انگریزوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے تھے۔جن سلاطین میں مقابلہ کی ہمت نہ تھی انہوں نے اپنی خواہشات کی تسکین کے لیے داستان کا سہارا لیا۔

داستان کی اہمیت:

1۔ داستانیں ہمارے سامنے قدیم دور کے ماحول، معاشرت، رسم ورواج، عقائد و نظریات اور طور طریقوں کو پیش کرتی ہیں یوں تاریخی اعتبار سے اہم ہیں۔

2۔ بعض اہم واقعات کو بڑی دلکشی، رنگینی اور دلچسپی سے بیان کرتی ہیں اور یہ تفریح کا عمدہ نمونہ ہیں۔

3۔ بعض اوقات اہم کرداروں اور کارناموں کو دلچسپ انداز میں بیان کرتی ہیں ان داستانوں میں حق گوئی و بے باکی، ایثار وقربانی، سخاوت وفیاضی، شجاعت وبہادری، عدل وانصاف اور عزم وہمت کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔

4۔ ادبی لحاظ سے داستانوں نے عہد قدیم کی طرز تحریر کے نمونے پیش کیے ہیں۔اردو نثر اور افسانوی ادب کی تاریخ میں داستان کو اہم مقام حاصل ہے۔

5۔ جدید تخلیقی ادب کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ناول، افسانے اور ڈرامے کے ارتقائی تسلسل میں داستان سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

داستان کے اہم اَجزا

1۔ مَافُوق الفِطرَت عَناصِر: داستان میں جنات، دیو، پریوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور تعویذ، گنڈے، سحر، طلسمات، تائیدغیبی، جادو، اسم اعظم اور خضر سے داستان کی فضا کو حیرت انگیز بنایا جاتا ہے۔کہانی میں یہ مافوق الفطرت عناصر کچھ تو ہیرو کو مشکلات میں ڈال دیتے ہیں اور کچھ معاون ومددگار ثابت ہوتے ہیں۔داستان میں مافوق الفطرت عناصر کی آمیزش داستانی ادب کا لازمہ ہے۔

2۔ زمان ومکان: داستانوں میں زماں ومکان کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

بعض اوقات داستانوں میں فرضی ملک کو سامنے رکھ کر داستان لکھی جاتی ہے۔ تصوراتی ملک، تصوراتی پہاڑ اور تصوراتی فضا میں داستان تیار کی جاتی ہے۔

3۔ عِشق کا مَوضُوع: داستان میں عشق کے موضوع پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ عشق و محبت اور کسی چیز کے حصول کا جنون داستان کا نہایت اہم حصہ ہیں۔ داستان اصل میں عشق کی کہانی ہوتی ہے۔

4۔ پلاٹ: بعض داستانوں کا کوئی پلاٹ نہیں ہوتا بعید از قیاس قصے اور کہانیاں جمع کر کے داستان بنا لیتے ہیں اس طرح ایک نئی دنیا تخلیق کی جاتی ہے جہاں ہر شے پر اسرار ہوتی ہے۔ بعض داستانوں میں پلاٹ ضروری ہوتا ہے اور پلاٹ کے بغیر داستان کا تصور بے معنی ہوتا ہے، ایسی داستانوں کے پلاٹ ایک جیسے ہوتے ہیں۔

5۔ اَفرادِ قِصّہ: افراد قصہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مافوق الفطرت عناصر جن، دیو، پریاں اور دوسرے عام انسان جو ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں۔

6۔ مَناظِر: داستان میں گوناگوں مناظر پیش کیے جاتے ہیں اور ان کے مناظر جاذب نظر ہوتے ہیں۔

7۔ ہیرو: جس کردار کے گرد کہانی گھومتی ہے اسے ہیرو کہتے ہیں باقی اس کے معاون و مددگار یا مخالف کردار ہوتے ہیں۔

8۔ مُعاشرت: داستان میں تخیل کی جولانیوں سے سحر و طلسم کی نگری آباد کی جاتی ہے داستانیں اس عہد اور تہذیب کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

9۔ تحَیّر انگیزی: داستان کے واقعات و بیانات اتنے حیرت انگیز ہوتے ہیں کہ سننے والا ممکن ہو جاتا ہے۔ تحیر انگیزی سے داستان میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

10۔ اُسلُوب: پرتکلف قسم کا اسلوب ہوتا ہے۔ صنائع بدائع کی بھرمار ہوتی ہے۔ عبارتیں بھی لمبی اور طویل ہوتی ہیں۔ اسلوب دقیق اور مشکل ہوتا ہے۔ استعارات و تشبیہات کی بھرمار سے پرتکلف اور رنگین عبارتیں تیار کی جاتی ہیں تاکہ وحدت تاثر قائم رہے۔

موجودہ دور میں داستان کی اہمیت

آج انسانی زندگی کا معیار پہلے سے بلند ہو گیا ہے اس کے حالات بدل گئے ہیں۔ جدید سائنسی آلات نے اس کی کایا پلٹ دی ہے۔ آج کا دور مصروفیت کا دور ہے۔ ہر طرف نفسانفسی کی کیفیت ہے آج کے انسان کی محبت بھی جدید ہے جو بجلی کی طرح پیدا ہو کر برف کی طرح پگھل جاتی ہے۔ آج کے انسان کا غم بھی عجیب قسم کا ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ ہے آج کی محبت میں منافقت کی ملاوٹ ہے جس سے حسن فروشی اور عصمت فروشی کو فروغ ملا۔ ہر چیز کا معیار مادیت (پیسہ) ہو گئی ہے اس دور میں داستان اپنی پرانی حیثیت کھو چکی ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ مصروفیات اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ انسان کو سر کھجانے کی فرصت نہیں رہی۔ ہر شخص غم روزگار سے دوچار ہے۔ نفسانفسی کا عالم ہے نہ کسی کے پاس کہانی سنانے کا وقت ہے اور نہ کسی کے پاس سننے کا وقت۔ نہ ہی کسی کو کہانی یاد ہے اور نہ کسی کے پاس اتنا وقت اور ذہن ہے کہ وہ نئی کہانی یا داستان گھڑ لے۔

2۔ جدید دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ مافوق الفطرت عناصر کا تصور بھی ختم ہوتا جا رہا ہے آج کا انسان دیو پریوں پر اعتقاد نہیں رکھتا۔

3۔ سائنسی دور کی کہانیاں بھی سائنسی اور جدید ہیں ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر۔ جن پر کہانی ڈراما کی صورت میں پیش کی جاتی ہے جس میں نہ صرف آوازیں سنی جا سکتی ہیں بلکہ کرداروں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ تفریح طبع کی یہ چیز ریموٹ کنٹرول سے چلتی ہے۔

4۔ کسی جگہ کے واقعات کو ہم ٹی وی کے ذریعے سے براہ راست دیکھ سکتے ہیں کہانی یا داستان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

ناوِل

ناول انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی نئی اور انوکھی چیز کے ہیں۔ ناول کا لفظ اطالوی زبان کے لفظ ''نوویلا'' سے ماخوذ ہے۔ یہ لفظ پہلے کہانیوں اور خبروں کے لیے استعمال ہوتا تھا بعد میں اسے وسیع معنوں میں استعمال کیا جانے لگا۔

ناول دراصل وہ نثری قصہ ہے جس میں ایک خاص نقطہ نظر کے تحت زندگی کے حقائق اور واقعات کی عکاسی کی جاتی ہے۔ ناول میں فلسفہ زندگی کی جھلک ہوتی ہے اور ہر ناول ایک نئے ذہنی سفر کا آغاز اور فطرت انسانی سے پردہ اٹھانے کی کوشش ہوتی ہے۔ ناول کے لیے پختہ شعور اور عمدہ ذوق کی ضرورت ہوتی ہے بقول ایک نقاد کے ''یہ حکیمانہ اور فلسفیانہ کام ہے۔''

ناوِل اور افسانے میں فرق

ناول اور افسانے میں فرق ہے۔ بعض لوگ غلطی سے داستان، ناول اور افسانے کو ایک ہی چیز بتاتے ہیں۔ ان کے خیال میں داستان کو مختصر کردینے سے ناول یا افسانہ بن جاتا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ ان کی تکنیک اور خصوصیات میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ناول کا کینوس وسیع ہوتا ہے جبکہ افسانے کا محدود۔ افسانہ ایک پہلو اور ناول کئی پہلوؤں پر بحث کرتا ہے۔ افسانہ سمٹ کر ایک نقطے پر آجاتا ہے ناول کا نقطے سے دائرے میں پھیلنے کا انداز ہوتا ہے۔

ناوِل اور داستان میں فرق

ناول اور داستان میں بھی فرق ہے داستان میں مافوق الفطرت عناصر کا ذکر ہوتا ہے اس کی

فضا رنگین اور دیو مالائی ہوتی ہے جب کہ ناول میں انسانی فضا، انسانی زندگی اور انسانی ماحول ہوتا ہے۔ داستان تصوراتی اور تخیلاتی ہوتی ہے جب کہ ناول زمان و مکان کے دائروں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ داستان بغیر پلاٹ کے بھی ہو سکتی ہے مگر ناول کا باقاعدہ پلاٹ ہوتا ہے۔ داستان کے کرداروں میں مافوق الفطرت کردار بھی ہوتے ہیں جب کہ ناول میں صرف انسانی کردار ہوتے ہیں۔ داستان میں تخیل کی جولانی سے سحر و طلسم کی فضا پیدا کی جاتی ہے جب کہ ناول میں فطری فضا برقرار رکھی جاتی ہے۔ داستان کی زبان رنگین، مشکل اور بعض اوقات مصنوعی ہوتی ہے ناول کی زبان عام فہم اور سادہ ہوتی ہے۔

ناولوں کی اقسام

ناول مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ کرداری ناول　2۔ ڈرامائی ناول　3۔ مہماتی ناول　4۔ واقعاتی ناول

5۔ نظریاتی ناول　6۔ تاریخی ناول　7۔ جاسوسی ناول　8۔ اصلاحی ناول

ناول کے اجزائے ترکیبی

1۔ کہانی:۔ کہانی یا قصہ ناول کا اہم عنصر ہوتا ہے بقول ای ایم فوسٹر ''قصہ ناول کی ریڑھ کی ہڈی ہے'' کوئی ناول بھی قصے کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا۔ ناول کا قصہ عام زندگی کا قصہ ہونا چاہیے۔ بقول سلام سندھیلوی۔

> ''ناول حیات کی تصویر بھی ہے اور تفسیر بھی۔ ناول میں
> انسانی جذبات کی عکاسی ہو اور سماجی مسائل کا حل پیش کر رہا
> ہو۔ مقصدی اور اصلاحی ہونے کے علاوہ تفریح کا باعث ہو

کردار نگاری اور مزاح نگاری سے آراستہ کیا گیا ہو ناول کا
قصہ عام زندگی کا قصہ ہو۔"

2۔ پلاٹ:۔ ناول میں پلاٹ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، قصہ کی تنظیم پلاٹ کہلاتی ہے۔ ایک اچھے ناول کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پلاٹ مربوط ہونا چاہیے۔ پلاٹ کا تعلق امیر طبقے سے ہو یا غریب طبقے سے، ماضی سے ہو یا حال سے اس میں زندگی کا پرتو ضرور ہو۔ المیہ ہو یا طربیہ زندگی کے مسائل حل کر سکتا ہو اور تعمیری صلاحیت کا حامل ہو۔ پلاٹ ناول کا فن تعمیر ہے۔
پلاٹ کے بارے میں محمد احسن فاروقی کا خیال ہے۔

"پلاٹ میں قصہ نہایت سلیقے کے ساتھ ڈھلا ہوا ہونا
چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ واقعات یا حرکات جو نفس قصہ
سے کم تعلق رکھتے ہیں یک لخت چھانٹ دینا چاہییں۔
پلاٹ بنانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بت تراش کچھ خاص فنی
قاعدوں کے موافق کسی پتھر کی سل تراش کر ایک خوش نمابت
بنائے مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں بناوٹ کا اثر ظاہر نہ ہو۔"

4۔ کردار نگاری:۔ ناول میں افراد قصہ کو کردار کہا جاتا ہے۔ ناول کے کردار عام انسانی زندگی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ناول کی کامیابی کا انحصار انسانی مطالعہ اور اس کے کرداروں پر ہے۔ مکمل کردار زندگی کا صحیح ترجمان ہے۔ بقول محمد احسن فاروقی۔

"مکمل کردار ان ہی کو کہا جاتا ہے جو متعدد انسانی خصوصیات
رکھتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ انفرادی خصوصیات بھی۔"

ناول نگار کے ہاتھ میں مصور کا قلم ہونا چاہیے تاکہ وہ کرداروں کی جیتی جاگتی تصویریں پیش کر سکے۔ وہ کرداروں کی خوبیاں اور خامیاں دونوں سامنے لائے اور ان کا تجزیہ کرے۔ کرداروں کے سلسلے میں سادہ اور مکمل کی بحث بہت عام ہے۔ جب ناول نگار کا مقصد اخلاق یا سبق آموزی ہو تو وہ سادہ کردار تخلیق کرتا ہے اگر کوئی فن کاری دکھانا چاہے تو مکمل کردار تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہیرو کا کردار مرکزی ہوتا ہے باقی ذیلی کردار ہوتے ہیں۔

4۔ مکالمہ:۔ مکالمہ ناول کا ایک ضروری حصہ ہے جو قصہ کے ارتقا میں معاون و مددگار

ثابت ہوتا ہے۔ مکالمے کے ذریعے سے کرداروں کی شخصیت کے گوشے بے نقاب ہوتے ہیں۔ ناول کی کامیابی کا انحصار اچھے مکالموں پر ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ زبان عام فہم اور آسان ہو۔ مکالمہ کردار کی عمر، جنس، تعلیم اور مزاج کے مطابق ہو اور اس کا انداز فطری ہو مکالمہ دلچسپ، موزوں اور برمحل ہو۔ کرداروں کے جذبات، احساسات اور خیالات کا صحیح ترجمان ہو، انسانی جذبات غم، غصہ، مسرت، طنز و مزاح، سنجیدگی سب کی عکاسی ہوتی ہو جذباتی اثرات گہرے اور مستقل ہوں، کسی جذبے کے بارے میں مصنوعی ہونے کا گمان نہ ہو۔

5۔زمان ومکان:۔ ناول زمان و مکان کی حدود میں ترتیب پاتا ہے۔ ناول نگار اسی ماحول یا زمان و مکان اور اپنے ماحول کو پیش کرتا ہے۔ جب وہ ماحول کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے تو پھر اسے کامیابی کے ساتھ ناول میں پیش کر دیتا ہے۔

6۔جذبات نگاری:۔ زندگی غم، خوشی، حیرت اور غصے کے جذبات سے بھری پڑی ہے۔ زندگی کی عکاسی کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ناول نگار انسانی جذبات کی عکاسی میں کامل فن ہو۔ جذباتی اثرات گہرے اور مستقل ہوں کسی جذبے کے بارے میں مصنوعی ہونے کا احساس نہ ہو۔

7۔منظر نگاری:۔ کرداروں کے عادات وخصائل، طرز رہائش اور ان کا ماحول منظر نگاری کے دائرہ میں آتے ہیں۔ منظر نگاری چاہے سماجی ہو یا مادی، ناول کے لیے ضروری ہے۔ ماحول کی عکاسی کرداروں کے مزاج اور ان کی ذہنی کیفیت کو منظر نگاری سے ہی سامنے لایا جاتا ہے۔ منظر نگاری کے لیے ضروری ہے کہ فطری ہو۔

8۔زبان:۔ ناول کا تعلق انسانی زندگی سے ہے۔ اس کی زبان عام فہم سادہ اور سلیس ہو۔ عام لوگوں کی بول چال کے قریب ہو۔ مشکل، دقیق اور رنگین عبارت سے پرہیز ضروری ہے۔ زبان مصنوعی نہ ہو۔

9۔فلسفہ حیات:۔ ہر ناول فلسفہ حیات کو پیش کرتا ہے، ناول کی کامیابی کا انحصار اس میں موجود فلسفہ حیات کی بلندی یا پستی پر ہوتا ہے۔ دراصل ناول نگار مفکر بھی ہوتا ہے اور مفسر بھی۔ وہ اپنے فلسفہ حیات کو دو طریقوں سے پیش کرتا ہے یا تو خود اس کی وضاحت کر دیتا ہے یا وہ اپنے مواد اور کرداروں کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ پڑھنے والے خود اس کا فلسفہ حیات سمجھ لیتے ہیں۔

افسانہ

عام طور پر فرضی کہانی کو افسانہ کہا جاتا ہے جو حقیقت کے قریب ہو۔ اس کی کوئی جامع تعریف ابھی تک نہیں کی گئی تاہم تمام نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ افسانے میں زندگی کی عکاسی ہونی چاہیے۔ افسانہ نگار کو مواد اپنے ارد گرد بکھری ہوئی سچائیوں، حقیقتوں اور صداقتوں سے حاصل کرنا چاہیے۔ پروفیسر احتشام حسین کے نزدیک۔

''افسانہ زندگی کا ایک ادبی نقش ہوتا ہے۔''

افسانہ جو ایک ہی نشست میں پڑھا جائے جس کو قاری دو گھنٹوں کے اندر پڑھ سکے افسانہ انسانی زندگی کے ایک پہلو پر بحث کرتا ہے۔

افسانے اور داستان میں فرق

1۔ افسانہ مختصر ہوتا ہے اور دو گھنٹوں کے اندر پڑھا جا سکتا ہے۔ افسانے کی سب سے بڑی خوبی ایجاز و اختصار ہے۔ وہ حقیقت پسندانہ انداز سے ہماری زندگی کے کسی ایک گوشے کو بے نقاب کرتا ہے جب کہ داستان طویل ہوتی ہے، قسط وار بھی ہوتی ہے جب کہ افسانہ ایک ہی نشست میں پڑھا جاتا ہے۔

2۔ افسانہ زندگی کے کسی ایک پہلو پر مبنی ہوتا ہے اس میں زندگی کا کوئی ایک واقعہ ہوتا ہے جبکہ داستان مختلف زندگیوں کے مختلف پہلوؤں پر مبنی ہوتی ہے۔

3۔ کہانی یا داستان میں کئی کردار ہوتے ہیں جب کہ افسانے میں زیادہ کردار نہیں ہوتے۔ افسانہ میں ایک مرکزی کردار ہوتا ہے جب کہ داستان میں کئی مرکزی کردار ہوتے ہیں۔

مثلاً "باغ و بہار"

4۔ داستان واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے افسانہ میں ایک ہی واقعہ ہوتا ہے۔

5۔ داستان میں مافوق الفطرت عناصر ہوتے ہیں اور یہ کہانی کی دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ مگر افسانہ میں مافوق الفطرت عناصر نہیں ہوتے صرف انسانی واقعات ہوتے ہیں کیونکہ افسانہ صرف انسانی زندگی کا عکاس ہے۔

6۔ داستان یا کہانی کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ہوتا ہے جب کہ افسانے کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جو قاری کو دعوت فکر دیتا ہے۔

7۔ داستان میں بعض اوقات اخلاقی اقدار کا خیال نہیں رکھا جاتا مگر افسانے میں اخلاقی اقدار کا خیال رکھا جاتا ہے۔

8۔ داستان تفریح طبع کے لیے ہوتی ہے جب کہ افسانہ اصلاحی پہلو رکھتا ہے۔

9۔ داستان میں حقیقت کو مدنظر نہیں رکھا جاتا افسانے میں حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

10۔ داستان میں دلچسپی ہوتی ہے اثر افرینی نہیں ہوتی۔ اثر افرینی افسانے کی جان ہے۔

ناوِل اور افسانے میں فرق

1۔ ناول کسی فرضی شخصیت کی زندگی کا مکمل عکاس ہوتا ہے اور اس کے واقعات حقائق پر مبنی ہوتے ہیں افسانہ میں صرف کسی ایک پہلو یا واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے۔

2۔ ناول کا ماحول اور اس کی فضا بالکل انسانی ہوتی ہے۔ ناول کے کردار فطری ہوتے ہیں اور مربوط ہوتے ہیں اس کا دائرہ عمل وسیع ہوتا ہے جب کہ افسانے کا دائرہ عمل وسیع نہیں ہوتا بلکہ محدود ہوتا ہے۔ افسانہ کسی خاص موضوع یا فضا کو گرفت میں لے کر زندگی کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتا ہے اور بھرپور تاثر چھوڑتا ہے۔ وحدت تاثر افسانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

افسانے کے اجزائے ترکیبی

1۔ پلاٹ:۔ واقعات کی فنی ترتیب کا نام پلاٹ ہے۔واقعات میں تنظیم نہ ہوگی تو پلاٹ ڈھیلا ہوگا اور افسانے میں لطف نہیں رہے گا۔ پلاٹ عمدہ اور نفیس ہونا چاہیے واقعات میں ربط اور تسلسل ہو۔ پروفیسر عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔

> ''اچھا پلاٹ وہ ہوتا ہے جس میں واقعات کی کڑیاں آپس میں مربوط ہوں باتوں کے سلسلے میں خود بخود پیدا ہوں اور ہر موڑ کے بعد دل میں جذبہ تجسس بیدار ہو۔ اب کیا ہو گا؟ کا سوال بار بار ابھرے۔ پلاٹ میں بے انتہا وسعت ہے کوئی سا واقعہ،کوئی سی بھی نفسیاتی حس،کوئی ذہنی کیفیت یا عشقیہ واردات کی عکاسی کی جا سکتی ہے۔ پلاٹ میں تصنع پیدا کی جا سکتی ہے الجھنیں پیدا کر کے اس کو آگے بڑھایا جاتا ہے اسے نقطہ عروج کہتے ہیں اور یہی نقطہ عروج افسانے کی جان ہے جس میں محو ہو کر قاری اردگرد کی دنیا بھول جاتا ہے۔افسانہ نگار کو چاہیے کہ وہ اپنے افسانے کے منتہا کو دلچسپ اور تخیل آمیز بنائے مگر مثالیت سے بچائے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی مثالیت جدت کی حامل ہو یہ افسانہ نگار کے فن کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔''

2۔ کردار:۔ افسانے کی اہم ضرورت کردار ہے جو کہانی کے واقعات کو آگے بڑھانے میں مدد دیتا ہے۔افسانہ میں کردار کی زندگی کا صرف ایک پہلو نمایاں ہوتا ہے افسانہ نگار صرف اسی پہلو پر روشنی ڈالتا ہے جس کا بیان مقصود ہوتا ہے افسانے کا پلاٹ ایسے ہی کردار کے گرد گھومتا ہے۔ پروفیسر اعجاز الرحمٰن لکھتے ہیں۔

’’کردار دو طرح کے ہوتے ہیں ایک کردار ارتقا یافتہ ہوتا
ہے جس میں کہیں تبدیلی نہیں ہوتی وہ بچپن سے بڑھاپے
تک ایک جیسے رہتے ہیں وقت، زمانہ اور سختیاں اسے نہیں
بدل سکتیں۔ موجودہ دور میں ایسے کرداروں کو پسند کیا جاتا
ہے۔ دوسری قسم کا کردار ارتقا پذیر ہے۔ فن کے اعتبار سے
اس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ فن کار اپنی بصیرت سے
کام لیتا ہے اور اس کے مطابق اس میں تبدیلیاں لاتا ہے۔
نفسیات کی گہرائی اس کے کرداروں میں پائی جاتی ہے
کرداروں کی خوبی کا اندازہ مکالموں سے لگایا جاتا ہے اچھا
مکالمہ وہ ہے جو نہ صرف موقعہ محل بلکہ کردار کی سیرت کے
عین مطابق ہو جس سطح کا آدمی ہو اس سطح کی بات کرے۔‘‘

3۔ مکالمہ:۔ مکالمے فطری ہوں اور کرداروں کے عین مطابق ہوں۔

4۔ عنوان:۔ کہانی کا نام یا عنوان خیال انگیز ہو بقول پروفیسر اعجاز الرحمٰن۔

’’کہانی کی سرخی (عنوان) خیال انگیز ہونی چاہیے۔ کہانی
مرکزی خیال کو ظاہر کرتی ہو اچھی سرخی وہ ہے جو پہلی نظر میں
ناظر کی توجہ جذب کرے اس کے دل میں تجسس کو ابھارے
اور وہ خود بخود یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ منشی پریم چند
کی سرخیاں اس مقصد اور معیار پر پوری اترتی ہیں۔ مثلاً
’’زیور کا ڈبہ‘‘ اور ’’وفا کی دیوی‘‘ وغیرہ۔ اس کا عنوان کچھ
بھی ہو سکتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی ہو سکتی ہے۔

5۔ اختتام:۔ اختتام کے بارے میں اعجاز الرحمٰن لکھتے ہیں۔

’’مختصر افسانے میں خاتمہ اور منتہا ایک ساتھ آتے ہیں اس
لیے افسانہ نگار کو خیال رکھنا چاہیے کہ خاتمے اور منتہا کے
درمیان فاصلے کو قاری بے دلی کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ

دلچسپی کا ختم ہو جانا افسانوی ادب کی موت ہے۔ اچھا افسانہ
نگار وہ ہے جو اس اثر کو قائم رکھ سکے جو شروع میں پڑھنے
والے کے ذہن پر قائم ہوا تھا۔ افسانہ نگار تیزی سے انجام
کی طرف چلتا ہے راہ میں کوئی غیر ضروری اشارہ نہیں کرتا۔
افسانے کا رجحان اختصار کی طرف ہے۔ آخر میں انجام کی
جھلک دکھا کر وہ تخیل کا رنگین پردہ ڈال دیتا ہے تا کہ پڑھنے
والا خیالوں کی دنیا میں کھو جائے اور اپنے تخیل اور شعور سے
چھوڑے ہوئے گوشوں کو منور کرے۔"

ڈراما(DRAMA)

ڈراما یونانی زبان کے لفظ "ڈراؤ" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "کر کے دکھانا"۔ ہڈسن کے خیال میں "ڈراما ایک نقالی ہے جو حرکت (عمل) اور تقریر (مکالمہ) کے وسیلے سے کی جاتی ہے" اردو ڈرامے کے ممتاز نقاد ڈاکٹر محمد اسلم قریشی کے نزدیک:

> "ڈراما اسٹیج پر فطرت کی نقالی کا ایک ایسا فن ہے جس میں
> اداکاروں کے ذریعے زندگی کے غیر معمولی اور غیر متوقع
> حالات کے عمل میں "قوت ارادی" کا مظاہرہ تماشائیوں
> کے روبرو ایک معین وقت اور مخصوص انداز میں کیا جاتا
> ہے۔"

نقل کرنا فطرت انسانی کا خاصہ ہے ارسطو کے نزدیک انسان نقال ہے اور اسی وجہ سے دوسرے تمام جانوروں سے ممتاز ہے۔ وہ سب سے زیادہ نقال ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنی تعلیم سب سے پہلے پاتا ہے۔ ڈرامے کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنا انسان خود اور اس کی تاریخ بھی اتنی پرانی ہے جتنا انسان۔ پہلا ڈراما اسی وقت ہو گیا تھا جب ہابیل نے قابیل کو قتل کیا تھا۔ اور لاش دفنانے کا

فن کو بے نے بتایا تھا۔

ڈرامے کی روایت قدیم یونان اور قدیم ہندوستان دونوں میں پائی جاتی ہے۔قدیم یونانی فلاسفر ارسطو نے اپنی کتاب بوطیقا میں اصناف ڈراما پر بحث کی ہے اور اس کے تین عناصر کہانی، عمل یا پلاٹ اور مکالمہ بتائے ہیں۔

ہندوستان اور یونان میں ڈرامے نے کئی صورتیں اختیار کیں اور مختلف مراحل طے کیے۔

موجودہ ڈراما کئی مراحل طے کرنے کے بعد ہم تک پہنچا ہے۔

موجودہ ڈراما کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔المیہ　　2۔طربیہ　　3۔سوانگ　　4۔میلوڈراما

5۔ڈریم　　6۔مخلوط ڈراما　　7۔یک بابی ڈراما　　8۔نثری ڈراما

ادبی ڈراما کے اجزائے ترکیبی

اردو ڈرامے کی تاریخ میں واجد علی شاہ کو پہلا ڈراما نگار مانا جاتا ہے۔ڈرامے کا تعلق کر کے دکھانے سے ہے۔اس لیے اس میں سٹیج بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔اچھا ڈراما لکھنے کے لیے سٹیج کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ڈراما چونکہ تماشائیوں کے لیے پیش کیا جاتا ہے اس لیے ان کی نفسیات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ڈرامے کے اجزا مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔کہانی　　2۔پلاٹ　　3۔مکالمہ　　4۔کردار

کہانی اور پلاٹ کی بحث ناول، افسانہ کی بحث میں ہم کر آئے ہیں۔

کردار یا اداکار اپنی گفتگو، اعمال، حرکات وسکنات کے ذریعے سے ڈرامے کا آغاز کرتا ہے، ڈرامے کی ساخت اور ترتیب وتعمیر میں حصہ لیتا ہے، ڈرامے کی تکمیل اور انجام اسی کے ہاتھوں میں ہے۔اس لیے اس کا باصلاحیت ہونا ازحد ضروری ہے۔

کرداروں کی گفتگو اور مکالمے ڈرامے کا ضروری جزو ہیں۔مکالمے ہی سے کہانی شروع ہوتی

ہے۔مکالموں کی طوالت یا اختصار، طرز ادا، تاثرات اور لب و لہجے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے اور ان ہی باتوں پر مکالمے کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار ہے۔ضروری ہے کہ مکالمے فطری، برجستہ اور برمحل ہوں۔

مَضمُون

مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے۔اس کے لغوی معنی ضمن میں لی ہوئی چیز کے ہیں۔اصلاحی معنی اس بات یا سخن کی طرف اشارہ کے ہیں جو کسی خاص بحث پر لکھی جاتی ہے۔ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مضمون کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

> ’’کسی متعین موضوع پر اپنے خیالات اور جذبات واحساسات کا تحریری اظہار مضمون کہلاتا ہے۔مضمون کے لیے موضوع کی کوئی قید نہیں۔دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون لکھا جا سکتا ہے۔مضمون کی بالعموم ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔سب سے پہلے زیر بحث مسئلے کا تعارف کرایا جاتا ہے پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں اور آخر میں نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔بعض مضامین تاثراتی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ان میں ایسی ترتیب اور دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ہر مضمون کے لیے تناسب ضروری ہے۔‘‘

مَقالہ

مقالہ کے لغوی معنی ''بات'' یا ''گفتگو'' کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی خاص موضوع پر علمی و تحقیقی انداز میں تحریری اظہار کو مقالہ کہا جاتا ہے۔

مقالے تنقیدی اور تحقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان کی زبان بھی تنقیدی اور تحقیقی ہوتی ہے۔

مقالے میں سنجیدہ اور عالمانہ بحث ہوتی ہے۔ عام قارئین کے لیے نہیں بلکہ خاص لوگوں کے لیے لکھے جاتے ہیں۔

مقالہ میں کسی بات کے ثبوت کے لیے باقاعدہ حوالے دیے جاتے ہیں اور ان پر مدلل بحث کر کے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔

سَوانح عُمری (BIOGRAPHY)

سوانح عمری مقالہ ہی کی ایک قسم ہے۔ سوانح عمری سے وہ صنف مراد ہے جس میں کسی فرد کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے تمام واقعات اور اس کی ذہنی و عقلی نشو ونما کے مختلف مراحل اور اس کے شخصی کارناموں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔

سوانح نگاری کے لیے مندرجہ ذیل اصولوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ موضوع سے دلچسپی:۔ سوانح نگار کا ہیرو کوئی بھی شخص ہو سکتا ہے ضروری نہیں کہ ہیرو کوئی پیغمبر، نامور مصلح، جنگجو یا باجبروت حکمران ہو یا معروف ادیب یا شاعر ہو۔ ایک غیر معروف، معمولی اور گمنام شخصیت بھی ہو سکتی ہے۔ سوانح نگار کے لیے ضروری ہے کہ اسے ہیرو سے دلچسپی ہو تا کہ صحیح محنت، تحقیق اور جستجو سے کام لے کر سوانح مرتب کرے۔ اس کا نکتۂ نظر ہمدردانہ ہو خوبیوں کے ساتھ خامیوں کو بھی بیان کرے تا کہ تصویر یک رخی نہ ہو۔ خامیوں کو اچھالنے کی کوشش نہ کرے۔

2۔ سوانح نگار کو غیر جانب داری، صداقت اور انصاف سے کام لینا چاہیے اور مبالغہ آرائی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

3۔ سوانح نگار کا نکتۂ نظر اور انداز متوازن اور معتدل ہونا چاہیے۔

4۔ انداز بیان تحقیقی اور بیان واقعات سائنٹیفک ہونا چاہیے۔

5۔ واقعات کے بیان میں تاریخی تسلسل کا خیال رکھنا چاہیے۔

6۔ سوانح نگار کو بیک وقت مورخ، مبصر، ادیب اور ماہر نفسیات ہونا چاہیے تا کہ وہ سوانح نگاری کا حق ادا کر سکے۔

سَوانح نِگاری اور تاریخ نِگاری میں فرق

تاریخ کی بنیاد انسانی واقعات ہیں جبکہ سوانح کی بنیاد صرف ایک انسان ہے۔ تاریخ کا موضوع کوئی ملک یا خاص دور ہے اور سوانح کا موضوع کوئی ایک شخصیت ہے۔ تاریخ کی حدیں ازل سے ابد تک ہیں اور لامحدود ہیں۔ سوانح کی حدیں پیدائش سے موت تک محدود ہیں۔
تاریخ تعصب اور جانب داری سے بڑی حد تک پاک ہوتی ہے مگر سوانح میں جانبداری اور پسند و ناپسند کو بڑا عمل دخل ہے گویا یہ صنف ادب اس سے پوری طرح مبرا نہیں ہے۔ تاریخ ہمہ گیر پہلو رکھتی ہے سوانح عمری تاریخ کا جزو تو ہے مگر تاریخ نہیں۔

سَفر نامہ (TRAVELS)

سفر نامہ ایک طرح کی "روداد سفر" ہے بقول مسز منور رؤف صاحبہ:

"فنی طور پر سفر نامہ وہ بیانیہ ہے جو ایک سیاح دوران سفر یا اختتام سفر پر اپنے مشاہدات، کیفیات اور اکثر اوقات

قلبی واردات سے مرتب کرتا ہے۔ اس صنف ادب کا
تمام مواد بکھرا ہوتا ہے لیکن سفر نامہ صرف خارجی ماحول
کے مشاہدے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اپنے بیانیہ کو ہمہ جہت
بنانے کے لیے بہت سی دوسری جزیات کو بھی سمیٹتا چلا
جاتا ہے۔''

سفر نامہ اور سیر نامہ میں فرق ہے۔ سفر اچانک پیش آتا ہے اور سیر کا پروگرام مرضی سے بنایا جاتا ہے۔ سیاح اور مسافر میں فرق ہے۔ سیاح گھر سے مکمل انتظام کر کے سیر پر روانہ ہوتا ہے وہ دور کے علاقے یا نزدیک کے علاقے کی سیر اپنے پروگرام کے مطابق کرتا ہے۔ مسافر کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بھرپور انتظام کر کے ہی سفر پر نکلا ہو، کوئی مجبوری بھی اسے سفر پر ڈال سکتی ہے۔ سیاح کی منزل متعین ہوتی ہے اور مسافر کو اپنی منزل کی تلاش ہوتی ہے۔ دوران سفر مسافر کی نظر بعض چیزوں پر اچانک پڑتی ہے اور وہ سرسری طور پر مشاہدہ کرتا ہے اس کے برعکس سیاح کسی بھی چیز کو ارادتاً دیکھتا ہے۔ اس کے پاس وقت ہوتا ہے اس لیے وہ اس کا بغور مطالعہ کرتا ہے اور بغور جائزہ لیتا ہے۔

آپ بیتی AUTOBIOGRAPHY

اپنی زبان سے کہی گئی اپنی ''داستان حیات'' یا اپنے قلم سے لکھی گئی اپنی ''داستان حیات'' آپ بیتی کہلاتی ہے۔ اسے خودنوشت بھی کہا جاتا ہے۔ روسو کا کہنا ہے کہ اچھی آپ بیتی وہ ہے جس میں وہ اپنی بات کچھ بھی نہ چھپائے اور بغیر کسی ملامت کے ظاہر کر دے۔

آپ بیتی لکھنے والا اپنی داخلی کیفیتوں، دلی احساسات، شخصی اور عملی تجربات و مشاہدات اور زندگی کے جذباتی پہلوؤں کو کاغذ پر بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ اس میں وہ نہ صرف داخلی کیفیات بیان کرتا ہے بلکہ سیاسی، معاشرتی اور معاشی عوامل کو بھی بیان کر جاتا ہے۔

سوانح عمری اور آپ بیتی میں فرق ہے۔ سوانح عمری دوسرا آدمی لکھتا ہے اور وہ مکمل ہوتی

ہے۔آپ بیتی نامکمل ہوتی ہے۔سوانح عمری لکھنے کے لیے آپ بیتی بہترین مواد ہے۔آپ بیتی میں مصنف کے پیش نظر اصلاحی اور اخلاقی مقصد ہوتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ قارئین اس کے تجربات ومشاہدات سے مستفید ہوں۔ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک۔

''اچھی آپ بیتی وہ ہوتی ہے جو کسی بڑے دعوے کے بغیر
بے تکلف اور سادہ احوال زندگی پر مشتمل ہو۔''

روزنامچہ(DIARY)

روزانہ کے تجربات ومشاہدات کو کسی کاپی میں لکھ لینا روزنامچہ کہلاتا ہے۔روزنامچہ میں تاریخ کا اندراج بھی ہوتا ہے اور روزانہ کے تاثرات اس میں لکھے جاتے ہیں۔یہ آپ بیتی ہی کی ایک قسم ہے فرق صرف تاریخ کا ہے۔اسے شذرہ بھی کہتے ہیں۔سوانح عمری مرتب کرنے کے لیے عمدہ مواد ہے۔

رپورتاژ (REPORTAGE)

یہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اطلاع یا خبر کے ہیں۔ یہ ایک قسم کی رپورٹ ہے، اس میں مصنف پیش آمدہ واقعات کو بیان کرتا ہے داخلی اور خارجی کیفیات دونوں کو بیان کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی سوانح عمری کے لیے بنیادی ماخذ کا کام دیتی ہے۔ رپوتاژ سے تاریخ بھی مرتب کی جاتی ہے۔

اِنشائیہ (ESSAY)

انشائیہ ایک جدید صنف نثر ہے اس کا موجد فرانسیسی مصنف موتئین ہے۔ اس کے تتبع میں انگریزی انشائیے کا آغاز ہوا، اردو میں انشائیہ نگاری انگریزی ادب سے در آمد کی گئی۔
انشائیہ لفظ (essi) سے مشتق ہے جو کہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی (effort) یعنی کوشش کے ہیں۔ انگریزی (essay) فرانسیسی essi ہی کی بدلی ہوئی شکل ہے۔
اس کی کوئی واضح تعریف ابھی تک متعین نہیں کی گئی ڈاکٹر وزیر آغا کہتے ہیں۔

> ''اس کا کام تصویر کا دوسرا رخ پیش کرنا اور ہمیں عادت و تکرار کے حصار سے لحظہ بھر کے لیے آزادی دلانا ہے تاکہ ہم غیر جانبدار طریق سے زندگی کے روشن یا تاریک رخ کا جائزہ لے سکیں۔ واضح رہے کہ انشائیہ کا خالق کوئی نتیجہ اخذ نہیں کرتا اور نہ کوئی مشورہ ہی دیتا ہے اس کے علاوہ کوئی مکمل نقطہ نظر پیش کرنے سے بھی اجتناب کرتا ہے اس کا کام محض ایک عام چیز کے کسی انوکھے اور تازہ پہلو کی طرف

آپ کو متوجہ کرنا اور آپ کو ایک مخصوص انداز سے سوچنے کی
ترغیب دینا ہے۔''

ڈاکٹر سلاسندھیلوی رقم طراز ہیں۔

''اس کا مقصد جامع اور مکمل تفتیش نہیں ہے بلکہ زندگی کے
کسی پہلو کے چند نقوش کو ابھارنا ہے......انشائیہ مضمون
نگاری کا وہ جزو ہے جس میں مصنف اپنے ذاتی اور انفرادی
تجربات کو پیش کرتا ہے۔اس پیش کش میں اس کی شخصیت
کافی نمایاں رہتی ہے۔ اس طرح انشائیہ میں ایک قسم کا
داخلی رنگ پایا جاتا ہے مگر مضمون میں خارجی رنگ غالب
رہتا ہے۔''

''موضوع کی ندرت اور تکنیک کی جدت کے اعتبار سے
اردو کی تمام نثری اقسام سے بالکل مختلف ہے۔''

ڈاکٹر بشیر سیفی لکھتے ہیں۔

''انشائیہ ایک ایسی صنف ادب ہے جس میں مصنف اپنے
ذاتی تاثرات اور انفرادی تجربات بے تکلفی اور اختصار کے
ساتھ پیش کرتا ہے۔اس صنف میں لکھنے والا موضوع کے
حوالے سے ذہن میں در آنے والی دیگر باتوں کا ذکر بھی کر
سکتا ہے تاہم موضوع سے انحراف نہیں کرتا۔نیز انشائیہ نگار
موضوع کے چھپے ہوئے گوشوں پر روشنی ڈال کر قاری کو پُر
تحیر مسرت بہم پہنچاتا ہے۔''

ڈاکٹر وزیر آغا انشائیہ نگار کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''انشائیہ نگار کا اصل کام یہی ہے کہ وہ موضوع پر خود کو اس
طرح مرتکز کر لیتا ہے کہ اردگرد کے موضوعات کی مداخلتِ
بے جا منہا ہونے لگتی ہے پھر وہ موضوع کے ساتھ اس طور

> کھلنے لگتا ہے جیسے وہ پہلی بار اس سے آشنا ہوا ہو۔ انشائیہ نگار پہلے موضوع سے چمٹی ہوئی پیش پا افتادہ باتوں کے چھلکے اتارتا ہے پھر ان کی چھوٹے چھوٹے پرتوں تک رسائی حاصل کر کے بچے ہی کی طرح حیرت زدہ ہوتا ہے یوں وہ گویا اپنے تخلیقی باطن کو انگیخت کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے وہ لٹے ہوئے اور پامال طریقۂ کار کو ترک کر کے ایک نیا زاویۂ نگاہ اختیار کرتا ہے۔"

انشائیہ نگار میں ایک نقطے کو دائروں میں پھیلا دیا جاتا ہے اور دائروں کو سمیٹ کر نقطوں میں، یوں بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے "افسانہ از افسانہ می خیزد"۔ جس موضوع پر کچھ لکھا جاتا ہے اس پر لکھنے کی گنجائش پھر کم رہتی ہے۔ انشائیہ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ موضوع پر مضبوط گرفت ہو۔ موضوع سے بات ہٹنے نہ پائے۔
2۔ لکھنے والے کی شخصیت کا عکس انشائیے میں نظر آئے۔
3۔ اختصار اور جامعیت ہو۔ اختصار اتنا ضروری نہیں جتنی کہ جامعیت۔
4۔ نا تمام اور نا مکمل ہونا انشائیہ کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

خاکہ (SKETCH)

خاکہ کے لغوی معنی "ابتدائی نقشہ" "ڈھانچہ" اور "چربہ" کے ہیں۔ اصطلاح میں لفظی تصویر کو خاکہ کہتے ہیں۔ وہ مضمون جو کسی شخصیت کا بھرپور تاثر پیش کرے۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

> "خاکہ پنسل سکیچ ہے جس میں کم سے کم لائنوں میں چہرہ کا تاثر واضح کیا جاتا ہے۔ اب یہ مصور کا اپنا وجدان اور فنی شعور ہے کہ وہ تاثر کو ابھارنے کے لیے چہرہ کے کن خطوط کو نمایاں کرتا ہے۔"

ڈاکٹر بشیر سیفی کے خیال میں شخصیت نگاری پورٹریٹ نہیں حلیہ نگاری خاکے کا جزو ہے مگر خاکہ نگاری نہیں اور نہ ہی خاکہ سوانحی مضمون ہے۔ ہر قسم کے سوانحی اور شخصی مضمون کو خاکہ نہیں کہا جا سکتا۔ خاکہ نگار کا مقصد شخصیت کے سوانحی حالات بیان کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کے افکار و کردار کی مدد سے اس کی انفرادیت کو نمایاں کرنا ہوتا ہے۔ بشیر سیفی کے نزدیک:۔

''خاکہ ایسا فن پارہ ہے جس میں کسی فرد کی سیرت و کردار کے اہم پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ اس طرح پیش کیا جائے کہ شخصیت چلتی پھرتی اور جیتی جاگتی نظر آئے نیز اس میں شخصیت کے مثبت اور منفی اور جلوت و خلوت دونوں پہلوؤں کی ایسی جھلک دکھائی جائے جو شخصیت کو سمجھنے میں معاون ہو۔''

حلیہ نگاری اگرچہ خاکے کا جزو ہے لیکن جدید دور میں حلیہ نگاری کو خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔ اگر ایک خاص اعتدال کے ساتھ برتی جائے تو تب ہی خاکے کا حصہ بن سکتی ہے۔

اسی طرح شخصیت نگاری اور سوانح نگاری بھی خاکہ سے ایک الگ چیز ہے۔ سوانح نگاری میں زندگی کو پیدائش سے وفات تک لکھا جاتا ہے جب کہ شخصیت نگاری میں صرف کردار کو لیا جاتا ہے۔

اردو میں باقاعدہ خاکہ نگاری کا آغاز فرحت اللہ بیگ کی تحریر ''نذیر احمد کی کہانی'' سے ہوا۔

خط

جو شخص ہمارے سامنے موجود نہ ہو اس سے کچھ لکھ کر بات کریں تو اس تحریر کو خط کہیں گے۔ تعجب کی بات ہے کہ خط اس دور میں بھیجا گیا جب تحریر ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ مشرقی ترکستان کی ایک دوشیزہ نے اپنے محبوب کو ایک تھیلا بھیجا جس میں کئی چیزیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک چیز ایک خیال کے مفہوم کو ظاہر کرتی تھی ان چیزوں کی تفصیل یہ ہے۔

(بھوسے کا تنکا) تمہاری محبت میں میرا رنگ زرد ہو گیا

ہے(چائے کی پتی)اب مجھ سے چائے نہیں پی
جاتی۔(سرخ پھول)جب میں تمہارا تصور کرتی ہوں تو میرا
رنگ سرخ ہو جاتا ہے(سوکھی خوبانی)میں اس پھل کی
طرح سوکھ گئی ہوں(جلا ہوا کوئلہ)میرا دل تمہاری محبت
میں جل کر کوئلہ ہو گیا ہے(ایک خوشنما پھول)تم حسین
ہو(شکر کی ڈلی)تم شیریں ہو(پتھر کا ٹکڑا)تمہارا دل پتھر کی
طرح سخت ہے۔(باز کا پر)اگر میرے پر ہوتے تو میں اڑ
کر تمہارے پاس پہنچ جاتی(اخروٹ کی گری)میں اپنے کو
تمہیں سونپتی ہوں۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق فرماتے ہیں۔''خط دلی جذبات وخیالات کا روزنامچہ ہے اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے۔

عام لوگ اسے''نصف ملاقات'' کہتے ہیں مگر بعض اوقات خط میں وہ باتیں بھی لکھ دی جاتی ہیں جو پوری ملاقات میں کسی کے منہ پر بھی نہیں کہی جا سکتیں۔اس سے خط کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

خط باقاعدہ ریکارڈ کی حیثیت بھی رکھتا ہے اس کی قانونی اور دستاویزی حیثیت بھی ہے۔جہاں خطوط سے ادیبوں کے حالات زندگی معلوم ہوتے ہیں وہاں اس دور کے حالات کا بھی پتا چلتا ہے۔ تحقیقات کرنے والوں، پولیس والوں اور عدالتی فیصلوں کے لیے خط اہم ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ خطوط جہاں باہمی رابطے کا ذریعہ ہیں وہاں کبھی کبھی نفاق کی خلیج بھی حائل کر دیتے ہیں۔

ہندوستان میں قطب شاہی دور میں خطوط کے القاب وآداب بڑھا دیئے گئے تھے۔یہاں تک کہ خوشامد خوشامد مکتوب الیہ میں آسمان تک پہنچا دیا گیا تھا۔غالب ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قطب شاہی روش کے خلاف بغاوت کی اور اسے انسانوں کے لیے زمین کی سطح پر لائے۔ غالب نے القاب کے پرانے طریقے ترک کر کے نیا طریقہ اپنایا۔برخودار، بھائی صاحب اور جی صاحب جیسے القاب استعمال کیے۔اس کے علاوہ بے تکلف انداز تخاطب اپنائے''لو صاحب،وہ آئے''اور اسی طرح''ذرا یوسف مرزا کو بلائیو''وغیرہ۔

خطوط میں غالب نے جدت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے ایجاد اختراع کا نیا طریقہ اپنایا ہے۔ میر مہدی کو لکھتے ہیں ''مارڈالا یار تیری جواب طلبی نے'' ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ ''آ ہاہاہا! میرا پیارا مہدی آیا'' غالب کی جدت پسندی نے مراسلے کو مکالمہ بنادیا غالب لکھتے ہیں۔

''میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا۔
ہزار کوس سے بزبان قلم باتیں کیا کرو۔ ہجر میں وصال کے
مزے لیا کرو۔''

خطوط غالب میں ظرافت بھرپور انداز میں پائی جاتی ہے اور حالی نے انہیں ''حیوان ظریف'' کہا ہے۔ خطوط غالب کو ترتیب دینے سے غالب کی مکمل سوانح عمری اور شخصیت سامنے آتی ہے اس کے علاوہ دہلی کی پوری تاریخ وثقافت کی جھلک ان کے خطوط میں ملتی ہے۔

خط کسی بھی فرد کی سوانح نگاری کا بہترین ماخذ ہیں۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں۔

''خطوں سے انسان کی سیرت کا جیسا اندازہ ہوتا ہے وہ کسی دوسرے ذریعے سے نہیں ہو سکتا۔ خطوں میں کاتب مکتوب الیہ سے بلکہ بعض اوقات اپنے آپ سے باتیں کرنے لگتا ہے جو خیال جس طرح اس کے دل میں ہوتا ہے اسی طرح قلم سے ٹپک پڑتا ہے۔ نہیں، بلکہ وہ اپنا دل کاغذ کے ٹکڑے پر نکال کر رکھ دیتا ہے۔''

خط لکھنے والے کے خط سے اس کے افکار کا پتا چلتا ہے۔ ایک فلسفی خط لکھے گا تو خطوط میں فلسفے کے مضامین ہوں گے۔ اگر عاشق معشوق کو خط لکھے گا تو اس میں اسی قسم کا نامہ و پیام ہوں گے۔

ظرافت، طنز و مزاح

سنجیدگی کے ساتھ ظرافت اور مزاح بھی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے۔ بعض مواقع پر انسان مسکراتا ہنستا اور قہقہے لگاتا ہے۔ ہر وہ بات یا عمل جو ہنسی پیدا کرے وہ ظرافت ہے۔ ظرافت نگار کا اصل مقصد ہنسانا ہوتا ہے، وہ کسی نہ کسی طور پر ہنسا دینا چاہتا ہے۔ ظرافت میں پھکڑ اور عامیانہ پن بھی آ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ظرافت مزاح کی ادنیٰ قسم بن جاتی ہے۔

جب ظرافت فن کی بلندیوں کو چھو لیتی ہے اور اس میں ادبی حسن پیدا ہو جاتا ہے تو یہ مزاح کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ظرافت اور مزاح میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ظرافت محض ہنسی پیدا کرتی ہے غور و فکر کی طرف راغب نہیں کرتی۔ اس کے برعکس مزاح ہنسی اور مسکراہٹ پیدا کرنے کے علاوہ غور و فکر کی طرف بھی مائل کرتا ہے۔ بقول مشتاق احمد یوسفی ''میں اس کو مزاح تصور کرتا ہی نہیں جو غور و فکر کی دعوت نہ دے۔ مزاح وہ ہے جو تفکر پیدا کرے۔''

عام طور پر طنز کو بھی مزاح کی ایک شکل خیال کیا جاتا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ طنز بالکل ایک علیحدہ چیز ہے، طنز میں ہمدردی کے بجائے نفرت کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا طنز و مزاح کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''طنز زندگی اور ماحول سے برہمی کا نتیجہ ہے اور اس میں غالب عنصر نشتریت کا ہوتا ہے۔ طنز نگار جس چیز پر ہنستا ہے اس سے نفرت کرتا ہے اور اسے تبدیل کر دینے کا خواہاں ہوتا ہے اس کے برعکس مزاح زندگی اور ماحول سے انس اور مفاہمت کی پیداوار ہے اور مزاح نگار جس چیز پر ہنستا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور اسے اپنے سینے سے چمٹا لینا چاہتا ہے۔ طنز نگار توڑتا ہے اور توڑنے کے دوران میں ایک فاتحانہ قہقہہ لگاتا ہے۔ چنانچہ طنز میں جذبۂ افتخار کسی نہ کسی صورت میں ضرور موجود ہوتا ہے دوسری طرف مزاح نگار اپنی ہنسی سے ٹوٹے ہوئے تار کو جوڑتا ہے اور بڑے پیار سے ناہمواریوں کو تھپکنے لگتا ہے چنانچہ مزاح میں غالب عنصر ہمدردی کا ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر وزیر آغا نے طنز و مزاح کے فرق کو واضح کرنے کے لیے مغربی طرز طعام کی مثال دی ہے ''قبل از طعام طنز، بعد از طعام مزاح''
یہ مثال مغرب کی ہے مشرق میں سب کچھ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی مزاح کھانے سے پہلے اور طنز کھانے کے بعد۔
سٹیفن لی کاک کے نزدیک مزاح ''زندگی کی ان ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔''
رشید احمد صدیقی کے نزدیک ''زندگی کے مضحک، ناقابل گرفت، تنفر انگیز پہلوؤں پر مخالفانہ اور ظریفانہ تنقید اصطلاح میں طنز کہلاتی ہے۔''
خواجہ عبدالغفور طنز و مزاح کے فرق کو واضح کرتے ہوئے دونوں کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں۔ مزاح کے بارے میں کہتے ہیں۔

مزاح نگار ہنسوڑ ہوتا ہے، خوش طبع ہوتا ہے، شگوفہ چھوڑتا ہے، گل کترتا ہے، دور کی کوڑی لاتا ہے، اپنی تحریروں میں ہمیں چونکا دیتا ہے۔''

اس کے برعکس طنز نگار کے بارے میں لکھتے ہیں۔

طنز نگار سرجن ہوتا ہے، جراح ہوتا ہے، احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے، کچھ نہ کہہ کر سب کچھ کہنے کے فن میں ماہر ہوتا ہے، بد دماغ ہوتا ہے، بے درد ہوتا ہے، بے لحاظ ہوتا ہے۔''

اَصنافِ نظم

اصناف نظم بیان کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شاعری کی چند اصطلاحات کو بیان کر دیا جائے۔

شِعر:۔ کلام موزوں کو شعر کہتے ہیں جو گایا جا سکے۔ جو انسانی جذبے کو ظاہر کرے اس میں اثر ہو۔ سادگی، صداقت اور جوش سے بھرپور ہو۔ وزن میں ہو، حسن ادا اور ندرت بیان اس کا خاصہ ہو۔

مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں۔

شعر دراصل وہی ہیں حسرت
جو سنتے ہی دل میں اتر جائیں

قافیہ:۔ قفا سے مشتق ہے جس کے معنی پیچھے آنے والے کے ہیں۔ اصطلاح میں چند حروف و حرکات کے اس مجموعے کو قافیہ کہتے ہیں جس کی تکرار بہ الفاظ مختلف شعر یا مصرع کے آخر میں ردیف سے قبل آئے اگر ردیف نہیں ہے تو قافیہ آخر میں ہوگا۔ مثلاً۔

کی محمد سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس شعر میں ہم اور قلم قافیہ ہیں۔

رَدِیف:۔ اس لفظ کو کہتے ہیں جو قافیہ کے بعد آئے۔ ہر نظم یا غزل میں ردیف کا ہونا لازمی نہیں البتہ قافیہ لازمی ہے۔ ردیف کا ایک لفظ بھی ہو سکتا ہے اور کئی الفاظ بھی ہو سکتے ہیں۔

جو نقش ہے ہستی کا دھوکا نظر آتا ہے
پردے پہ مصور ہی تنہا نظر آتا ہے

اس شعر میں "نظر آتا ہے" ردیف ہے۔

بعض اوقات پورے کا پورا مصرع قافیہ وردیف بنا دیا جاتا ہے۔ درد، مومن اور ناسخ کے ہاں ایسی مثالیں ملتی ہیں، درد کا شعر ہے۔

اے درد بہت تو نے ستایا ہم کو
بے درد بہت تو نے ستایا ہم کو

مَطلَع :۔ کسی غزل کے سب سے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں بشرطیکہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں یا صرف ہم قافیہ ہوں۔ مثلاً غالب کی غزل کا مطلع ہے۔

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

مَقطَع :۔ وہ آخری شعر جس پر غزل یا نظم کا خاتمہ ہو اس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ اسے مقطع کہتے ہیں۔ مثلاً امیر مینائی کی غزل کا مقطع ہے۔

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر
بھیجتے تحفہ موذن کے لیے

بعض اوقات ایک غزل یا قصیدہ کے دو مطلع ہوتے ہیں اول اور ثانی۔ مقطع میں بعض اوقات شاعر اپنا تخلص استعمال کرتے ہیں بعض غزلیں تخلص کے بغیر دیکھنے میں آئی ہیں۔ تخلص عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے مصرع اول یا ثانی میں۔ ابن انشاء نے مطلع میں بھی اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔

انشاء جی اٹھو! اب کوچ کرو اس شہر میں جی کا لگانا کیا
وحشی کو سکوں سے کیا مطلب جوگی کا نگر میں ٹھکانا کیا

نظم کی اقسام بلحاظ موضوع

اردو میں موضوع کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اقسام مروج ہیں۔

1۔حمد	2۔نعت	3۔غزل	4 قصیدہ
5۔مرثیہ	6۔شہر آشوب	7۔واسوخت	8۔پیروڈی
9۔گیت			

حمد

وہ نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے اللہ کی صفات اس کی عظمت اور قدرت کا بیان ہو۔ یہ نظم کسی بھی ہیت میں ہوسکتی ہے۔اس میں ذیل کی خصوصیات کا خیال رکھا جائے۔

1۔ حمد عشق الٰہی میں ڈوب کر لکھی جائے۔رسمی نہ ہو۔

2۔ شاعر کا لہجہ انتہائی مؤدب اور عاجزانہ ہو، ہر لفظ سے ادب واحترام ظاہر ہو، کسی لفظ سے گستاخی کا پہلو نہ نکلتا ہو۔

3۔ زبان پاکیزہ اور شستہ وبلیغ الفاظ والی استعمال کی جائے۔

4۔ آخری شعر میں مغفرت اور امت کی بھلائی کے لیے دعا ہو۔

نعت

وہ نظم جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، صفات اور اخلاق کی تعریف کی جائے وہ نعت کہلاتی ہے۔موضوع کی وسعت کے پیش نظر کسی بھی ہیت میں لکھی جاسکتی ہے۔نعت کے

لیے۔

ع اک رنگ کا مضموں ہو تو سو ڈھنگ سے باندھوں

نعت لکھتے وقت ذیل کی باتوں کا خیال رکھا جائے۔

1۔ حمد اور نعت کے درمیان حد فاصل ضرور ہو غلو سے اجتناب ضروری ہے۔

2۔ نعت عشق رسولؐ میں ڈوب کر لکھی جائے۔

3۔ زبان پاکیزہ اور الفاظ شستہ اور بلیغ ہوں اور الفاظ حضورؐ کے مرتبے کے مطابق ہوں۔

4۔ لہجے میں عقیدت اور محبت ہو۔کوئی لفظ ایسا نہ ہو جس سے بے ادبی ظاہر ہو۔

5۔ نعت پرسوز اور پرتاثیر ہو۔

غزل

غزل اردو کی مقبول ترین صنف شعر ہے۔غزل کے لغوی معنی عورتوں سے یا عورتوں کے متعلق باتیں کرنے کے ہیں۔ ہرن کے منہ سے بوقت خوف جو دردناک چیخ نکلتی ہے اسے بھی غزل کہتے ہیں۔ڈاکٹر سٹن گاس کے نزدیک غزل کے معنی سوت کاتنے کے ہیں۔ ہیت کے اعتبار سے غزل ایک ایسی صنف سخن ہے جو چند اشعار پر مشتمل ہوتی ہے۔اس کا ہر شعر ہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے۔ ردیف نہ ہونے کی صورت میں ہم قافیہ ہوتا ہے۔پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں مطلع اور آخری شعر جس میں تخلص استعمال ہوتا ہے، مقطع کہلاتا ہے۔غزل کا ہر شعر اپنی جگہ مستقل اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر شعر ایک مکمل مضمون ہوتا ہے بعض اوقات پوری غزل میں ایک ہی مضمون ہوتا ہے اور بعض اوقات ہر شعر میں الگ الگ مضمون ہوتا ہے۔ایک شعر میں اگر محبوب کے حسن کی کیفیت بیان کی جاتی ہے تو دوسرے شعر میں ظلم وستم اور تیسرے میں ہجر کا دکھ بیان کیا جاتا ہے۔ چوتھے میں خدا تعالیٰ کی محبت کا راگ الاپا جاتا ہے۔غزل ایک ہی بحر میں لکھی جاتی ہے۔

اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں معاملات حسن وعشق کا بیان خلوص دل کی چاشنی کے ساتھ موجود ہو، دل کے جذبات کا اظہار، ہجر ووصال کی کیفیات، شکایت زمانہ، تصوف اور

حقیقت وعرفان کے موضوعات بیان کیے جائیں۔غزل کا دائرہ محدود نہیں بلکہ بے پناہ ہے۔اگر ایک طرف شاعر ذات باری سے اظہار عقیدت کرتا ہے تو دوسری طرف اپنے مجازی محبوب کی اداؤں اور رعنائیوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔غزل حسن وعشق، علم وعرفان، ہجر ووصال، سوز وگداز اور موسیقیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی وہ صنف ہے جس کے نغمانی اثر اور لہجے کے زیر وبم سے ہر ایک متاثر ہوتا ہے۔

یہ ایرانی صنف ہے اور فارسی کے ساتھ ہندوستان آئی اور اب یہ اردو میں بقول رشید احمد صدیقی، اردو شاعری کی آبرو ہے۔فراق کے نزدیک غزل شاعری کی ''کل شناس اور ہمہ دان ہے۔''مولانا حالی کا کہنا ہے کہ ''جس آسانی سے غزل کے اشعار یاد ہوسکتے ہیں کوئی کلام یاد نہیں ہوسکتا''۔غزل کا مستقبل درخشندہ ہے۔اس میں بڑی تغیر پذیری اور لچک موجود ہے شمیم احمد کا قول ہے کہ:

اگر اردو شاعری کبھی زندہ رہی تو غزل کے ساتھ
زندہ رہے گی۔لوگ خواہ کتنے ہی دعوے کیوں نہ
کریں اور نظم میں چاہے جتنا بڑا ذہن چلا جائے
لیکن کوئی آدمی تنہائی میں کوئی شعر گنگنائے گا تو وہ
غزل ہی کا ہوگا نظم کا نہیں۔''

حالی کا شعر ہے ۔

ہے جستجو خوب سے خوب تر کہاں
اب ٹھیرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں

قَصِیدَہ

قصیدہ عربی لفظ ''قصد'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''ارادہ'' کے ہیں۔چونکہ قصیدے میں شاعر ارادتاً کسی شخص کی تعریف وتوصیف میں اشعار کہتا ہے اس لیے اسے قصیدہ کہتے ہیں۔اس کے دوسرے معنی مغز کے ہیں یہ دیگر اصناف میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو جسم میں دیگر اعضا کے

ساتھ مغز کو حاصل ہے۔

قصیدہ عربی صنف سخن ہے، دور جاہلیت میں عربوں میں جو شاعری مروج تھی وہ قصائد پر مشتمل تھی۔ عرب اپنے قبیلے کے کارناموں پر مبنی قصیدے کہتے تھے۔ جس شاعر کا قصیدہ سب سے اعلیٰ قرار پاتا اسے بطور نمونہ کعبہ میں لٹکا دیا جاتا۔ عربی کے یہ قصائد فخریہ ہوتے تھے۔ ہر قبیلے کا شاعر اپنے قبیلے کی بہادری کی داستانیں، تلوار کے کارنامے، گھوڑوں کے تعریف اور جنگ وجدل کے واقعات بیان کرتا تھا۔ عربوں نے ایران فتح کیا تو قصیدہ ایران پہنچا۔ فارسی میں قصیدے نے خوب ترقی کی۔ جب مسلمان برصغیر آئے تو درباری شاعروں کی کھیپ بھی ان کے ساتھ آئی ابتدأ قصیدہ فارسی میں کہا گیا۔ اردو میں قصیدہ کا فن دکن سے شروع ہوا۔

ہندوستان میں جب تک بادشاہت رہی قصیدہ رہا۔ موجودہ دور میں کوئی قصیدہ گو شاعر نہیں ملتا اس کی وجہ یہ ہے کہ قصیدہ کے لیے درباری ماحول کی ضرورت ہے۔ اب وہ درباری دور نہیں رہا۔ اس صنف سخن کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔

قصیدہ کے اجزائے ترکیبی

1۔ مَطلَع:۔ قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ، ہم ردیف ہوتے ہیں۔

2۔ تشبیب:۔ قصیدے کی تمہید کو تشبیب کہا جاتا ہے اور یہ قصیدے کا نہایت اہم حصہ ہوتا ہے۔ اس حصے میں شاعر اپنی جولانی طبع دکھاتا ہے۔ حسن وعشق کے قصے بیان کرتا ہے بہار کے مناظر بیان کرتا ہے شراب وشباب کے قصے چھیڑتا ہے۔ اگر قصیدے میں بہار کا ذکر ہو تو ''قصیدہ بہاریہ'' اور اگر شہر کی تباہ حالی کا ذکر ہو تو ''شہر آشوب'' کہلاتا ہے۔

3۔ گُریز:۔ قصیدے کا مختصر حصہ گریز کہلاتا ہے جو دو شعروں سے زائد پر مشتمل ہوتا ہے اس میں شاعر نہایت مہارت کے ساتھ مدح کی طرف آتا ہے یہ حصہ شاعر کو مدح کی طرف لانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

4۔مدح:۔ مدح قصیدے کا بنیادی حصہ ہے۔اس میں شاعر اپنے ممدوح کی تعریف میں اپنی لسانی طاقت اور فنی مہارت کا خوب مظاہرہ کرتا ہے۔ممدوح کی تعریف میں زمین وآسمان کی کے قلابے ملاتا ہے اور بادشاہ کی علم دوستی اور غریب پروری کی تعریف کرتا ہے۔اگر ممدوح اس قابل نہ ہوتو بقول حالی قصیدہ خوشامد بن جاتا ہے۔

5۔حُسنِ طلب:۔ آخری حصے میں شاعر اپنے ممدوح کو دعا دیتا ہے اور اپنی اچھی یا بری حالت کو ظاہر کرتا ہے اور اپنا صلہ بھی طلب کرتا ہے۔

6۔دِعا:۔ دعا قصیدے میں ایک نازک مقام ہے اور قصیدے کی کامیابی کا انحصار دعا پر ہوتا ہے۔شاعر ممدوح کی درازیٔ عمر، قیام، سلطنت، بلند اقبالی اور درجات کی ترقی کے لیے دعا کرتا ہے۔قصیدے کے مقطع میں شاعر اپنا تخلص لاتا ہے۔

مَرثیہ

مرثیہ عربی کے لفظ ''رثا'' سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی مرنے والے کی تعریف اور توصیف کے ہیں۔ اصطلاح میں اس صنف سخن کو کہتے ہیں جس میں مرنے والے کی تعریف کی جائے۔عربی کی قدیم شاعری میں شعرا اپنے عزیزوں کے مرثیے کہتے تھے اور اپنے قبیلے کے مقتولین کے ورثا کو انتقام لینے کے لیے ابھارتے تھے۔عربوں سے یہ صنف ایران میں آئی پھر ایران سے ہندوستان میں آئی۔رفتہ رفتہ اس کا اطلاق تعریف وتوصیف شہدائے کربلا کے لیے ہونے لگا۔اردو ادب میں اس کا یہی مفہوم مراد ہے۔

دکن میں اس کا آغاز ہوا۔پھر شمالی ہند میں تبرا اور تولی (تولا) یہ دو اصطلاحیں استعمال ہوتی تھیں۔تولی میں حضرت علی رضی اللہ تعالی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی کی تعریف وتوصیف کی جاتی تھی اور تبرا میں ان کے مخالفین کو گالی گلوچ اور طعن آمیز الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔اول الذکر یعنی تولی ہی مرثیہ بنا۔

مرثیہ ہندوستان میں قطب شاہی دور سے شروع ہوا۔مرزا سلامت علی دبیر اور میر ببر علی انیس

پراس کی انتہا ہوگئی۔ مرثیے کی ترقی ایک خاص دور اور ماحول سے وابستہ تھی چونکہ وہ دور جاتا رہا اور ماحول بدل گیا اب یہ توقع نہیں کہ انیس ودبیر جیسے مرثیہ گو پیدا ہوں گے۔قصیدے کی طرح مرثیے کی ترقی بھی رک گئی ہے۔

مرثیہ کے اجزائے ترکیبی

1۔چہرہ:۔ مرثیے کی تمہید کے لیے ایک اصطلاح مقرر ہے اس میں مضمون کی تفہیم کے لیے ماحول سازگار کیا جاتا ہے حیات وممات کی باتیں ہوتی ہیں۔منظر کشی کی جاتی ہے اور حمد ونعت اور منقبت کے مضامین بیان ہوتے ہیں۔اس حصے میں شاعر اپنی لسانی اور فنی مہارت دکھاتا ہے۔

2۔سراپا:۔ اس حصے میں شاعر اپنے ہیرو کا نقشہ بیان کرتا ہے،قد وقامت اور خدوخال ظاہر کرتا ہے اور ممدوح کے اوصاف اور اس کی عادات واطوار پر روشنی ڈالتا ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ مرثیہ کس کی شان میں کہا جارہا ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے۔

3۔رُخصت:۔ اس حصے میں ہیرو کی میدان جنگ کی طرف روانگی اور احباب سے رخصتی کا سماں باندھا جاتا ہے۔

4۔آمد:۔ ہیرو کی میدان جنگ میں آمد کا نقشہ کھینچا جاتا ہے۔میدان میں پڑاؤ ڈالنے اور عزم واستقلال کے ایک پیکر کی حیثیت سے اس کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔

5۔رَجز:۔ اس حصہ میں ہیرو اپنے خاندان کی فضیلت اور بزرگی بیان کرتا ہے اور اپنے مقابل اور اس کی فوجوں کو اپنے حسب نسب سے آگاہ کرتا ہے،اپنے مقصد کی سچائی ظاہر کرتا ہے اور مدمقابل کو پیغام صلح دیتا ہے۔جب وہ تشدد سے جواب دے تو پھر شمشیر بکف اعلان جنگ کرتا ہے۔

6۔جنگ:۔ اس حصہ میں ہیرو کی دشمنوں کے ساتھ جنگ کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔یہی وہ حصہ ہے جس میں خوب منظر کشی کی جاتی ہے،شجاعت،طاقت،سامان حرب وضرب،تلوار کی

برق رفتاری، گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کو اس خوبی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ تصور میں حقیقت کا گمان ہونے لگتا ہے۔

7۔شہادت:۔ اس مقام کو حاصل مرثیہ بھی کہتے ہیں۔ سامع اس کا شدت سے منتظر رہتا ہے، یہاں شاعر آہ و بکا کا سامان فراہم کرتا ہے اور نفسیات کو مدنظر رکھ کر ہیرو کے زخمی ہو کر گرنے کو اور بڑی مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیے جانے کے منظر کو انتہائی چابک دستی کے ساتھ پیش کرتا ہے تاکہ سامعین کا کلیجہ منہ کو آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ یہ مرثیے کا نازک مقام ہے۔

8۔بین:۔ اس حصہ میں نوحہ و گریہ کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔ شاعر شہادت کی کیفیات کو ایسے الفاظ میں ڈھالتا ہے کہ رونا آ جاتا ہے، اس کا مقصد سامعین کو رلانا ہوتا ہے۔

9۔دُعا:۔ اس میں شاعر اپنے سامعین اور اہل دنیا کے لیے دعا کرتا ہے، اور اللہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے۔

شہر آشوب

شہر آشوب کے لغوی معنی ''شہر میں فتنہ و ہنگامہ'' یا ''شہر میں فتنہ برپا کرنے والے'' کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں شہر کے اور شہر کے لوگوں کے حالات کا ذکر ہو سید عبداللہ لکھتے ہیں۔

> ''شہر آشوب وہ نظم ہے جس میں شہر یا ملک کی
> اقتصادی یا سیاسی بے چینی کا تذکرہ ہو یا شہر کے
> مختلف طبقوں کی مجلسی زندگی کے کسی پہلو کا نقشہ
> مزاحیہ، طنزیہ یا ہجویہ انداز میں کھینچا گیا ہو۔''

شہر آشوب کے لیے کوئی خاص ہیت مقرر نہیں، ہر ہیت میں شہر آشوب لکھے گئے ہیں۔ بعض شعرا کے ہاں آشوبیہ غزلیں بھی ملتی ہیں۔ اردو میں بڑی کثرت سے شہر آشوب لکھے گئے۔ ابتدائی دور میں شاکر ناجی، کمترین، حاکم اور قائم نے لکھے۔ جنگ آزادی کے بعد اس صنف کو ایک نیا رخ

ملا۔ اور اس کی ہیت میں تبدیلیاں آئیں۔ دہلی کی تباہی و بربادی، ''فغان دہلی'' میں بیان کی گئی ہے۔ دہلی کی تباہی کے بعد پھر اس کا رخ بدل گیا۔ حالی کی شہر آشوب ''مدوجزر اسلام'' اور ''شکوہ ہند'' مشہور ہے۔ شبلی کا شہر آشوب ''اسلام'' زیادہ اہم ہے۔ موجودہ دور میں شہر آشوب نہیں لکھا جاتا، تاہم سیاسی، معاشی اور معاشرتی موضوعات پر لکھی جانے والی اکثر نظمیں شہر آشوب کے ذیل میں آتی ہیں۔

واسوخت

وہ نظم ہے جس میں بیزاری، روگردانی اور تنفر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:۔

> ''یہ وہ صنف شاعری ہے جس میں محبوب کی بے وفائی، سنگ دلی اور اس کے ظلم و ستم کا ذکر کے اسے برا بھلا کہا جاتا ہے۔ تلخ لہجے میں اسے جلی کٹی سنائی جاتی ہیں اور دھمکی بھی دی جاتی ہے کہ اگر محبوب نے اپنے رویے میں تبدیلی پیدا نہ کی اور عاشق کی طرف ملتفت نہ ہوا تو وہ اس کی محبت سے دستبردار ہو کر کسی اور شخص سے دل لگا لے گا۔''

واسوخت مسدس یا مثمن کی ہیت میں عام طور پر لکھی جاتی ہے لیکن کبھی کبھار کوئی اور صنف بھی استعمال کی جاتی ہے مثلاً غزل وغیرہ۔ واسوخت کی ابتدا دہلی میں اور معراج لکھنو میں ہوئی۔ میر کا واسوخت زیادہ مشہور ہے۔ آبرو، سودا، تاباں، قلق، جرات اور امیر مینائی واسوخت نگار ہیں۔

پیروڈی

پیروڈی کا لفظ ''پیروڈیا'' سے بنا ہے، جس کے لغوی معنی ''تحریف'' کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ صنف ظرافت ہے جس میں کسی (نظم یا نثر) کے طرز نگارش میں نقل اتاری گئی ہو۔ الفاظ اور

خیالات کو بدل دیا گیا ہو جس سے مزاحیہ تاثرات پیدا ہو گئے ہوں۔ اس میں دوسرے کے اسلوب پر ہی دوسرے کا مزاح اڑایا جاتا ہے۔ بعض اوقات مصرع تبدیل کیا جاتا ہے، بعض اوقات لفظ بدل دیا جاتا ہے اور بعض اوقات حرف یا حرکت کی تبدیلی سے بھی پیروڈی ہو جاتی ہے۔ مثلاً اقبال کا شعر ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

اس کی پیروڈی ہے

حمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

گیت

گیت گانے کی چیز ہے اور اس کا موسیقی سے گہرا تعلق ہے، اس لیے اس میں تال سر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس میں ایک عورت مرد کو مخاطب کر کے اظہار محبت کرتی ہے۔ گیت میں جذبات و احساسات اور خاص کر ہجر و فراق کو بڑے والہانہ انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اردو گیت کی بنیاد ہندی گیت ہے۔

گیت کا لہجہ دھیما اور نسائی ہوتا ہے، اس کی کوئی خاص ہیت مقرر نہیں۔ اس میں پھلوں، پھولوں اور درختوں وغیرہ کے نام بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

ذیل میں ایک گیت کا بول دیا جاتا ہے۔

آم پہ کوئل کوک اٹھی ہے
سینے میں اک ہوک اٹھی ہے

ہجو

وہ نظم جس میں کسی کی مذمت کی جائے اس کے لیے کوئی بھی شکل (رباعی، قطعہ، قصیدہ، مثنوی، مخمس، مسدس) استعمال کی جا سکتی ہے۔ سودا کی ہجویات مشہور ہیں۔

اصنافِ نظم بہ لحاظ ہیت

مُثنَّوِی

مثنوی کا لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے جس کے معنی دو کے ہیں۔ اصطلاح میں مثنوی ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں اور ہر شعر کے بعد قافیہ بدل جائے۔ اسے دو بیتی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ صنف لمبے لمبے قصوں، داستانوں، کہانیوں، جنگ و جدل کے واقعات اور لوک کہانیوں کو منظوم صورت میں پیش کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اور اپنی وسعت کی بنا پر ہر قسم کے مضمون کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اردو میں مثنوی کا رواج فارسی کی تقلید میں ہوا جبکہ عربی کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ فارسی میں ایک مثنوی نگار سب سے پہلے حمد باری تعالیٰ، نعت رسول، بادشاہ کی تعریف اور اس کے بعد مثنوی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

اجزائے ترکیبی

1۔ رَبط و تَسلسُل:۔ مثنوی کے اشعار ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہوں جس طرح زنجیر کی کڑیاں آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور درمیان میں کوئی خلا نہ ہو۔

2۔ حُسنِ تَرتیب:۔ مثنوی نگار مختلف تفصیلات، واقعات، جزیات، احساسات، جذبات اور خارجی مناظر کو اس طریقے سے پیش کرتا ہے جس سے اس کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

3۔ وَضاحتِ بیان:۔ اوصاف بیان کرنے میں شاعر وضاحت سے کام لیتا ہے بلکہ پوری منظر نگاری کرتا ہے۔ وہ باغ کی خوبصورتی کو ہی پیش نہیں کرتا بلکہ پورا منظر پیش کرتا ہے، جس میں سبزے کی تروتازگی، پھولوں کی خوشبو، چڑیوں کی چہک اور خوشبو کی مہک کو بھی پیش کرتا ہے۔

4۔ جُزیاتِ نِگاری:۔ مثنوی نگار ہر واقعہ کے ساتھ اس کی جزیات کو بھی پیش کرتا ہے۔ وہ سرسری طور پر نہیں گزرتا بلکہ ہر واقعہ کے باطن میں جھانکتا ہے۔

5۔ کِردار:۔ مثنوی میں کرداروں کی بھرمار ہوتی ہے۔ ہر قسم کا کردار اس میں شامل ہوتا ہے۔ ہر شخص ایک خاص کیریکٹر ہوتا ہے۔ جس میں آخر تک تبدیلی نہیں لائی جاتی۔

6۔ سچائی:۔ واقعہ نگاری میں مثنوی نگار سچائی کو سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے اور جھوٹ سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ وہ واقعات کو بیان کرنے میں اس انداز سے کام لیتا ہے کہ سچائی سے سچائی نکلتی چلی جائے اور کوئی واقعہ کسی دوسرے واقعے کی تکذیب کا باعث نہ بنے۔

7۔ فطری پن:۔ مثنوی میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی مشکوک واقعہ بیان نہ کیا جائے اور کوئی ایسی چیز نہ لائی جائے جو خلاف عقل ہو۔ فطری فضا برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

8۔ زُبان و بیان:۔ اچھا مثنوی نگار زبان و بیان پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ الفاظ وتراکیب، تشبیہات واستعارات کے استعمال میں احتیاط سے کام لیتا ہے۔ صنائع بدائع کے موزوں، مناسب اور برمحل استعمال سے واقعات کی تصویرکشی کرتا ہے۔ محاورات اور ضرب الامثال موقع محل کے مطابق استعمال کرتا ہے۔

اصناف نظم بلحاظ ہیت

فَرد

کسی شاعر کا کوئی ایسا تنہا شعر جو کسی نظم، غزل، قصیدہ، قطعہ یا مثنوی کا جزو نہ ہو، فرد کہلاتا ہے۔

دوہا

دوہے کے دو مصرعے ہوتے ہیں جو غزل کے مطلع کی طرح ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ غزل کے ہر شعر کی طرح ہر دوہا بھی دو مصرعوں میں ایک مکمل نظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوہے میں سادہ مقامی الفاظ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ کبیر کا دوہا ملاحظہ ہو۔

کبیر سر سرائے کیا سکھ سوئے چین
سانس نگارا کوچ کا باجب ہے دن رین

مثلث

وہ نظم جس کا ہر بند تین مصرعوں پر مشتمل ہو مصرعوں کے قافیوں اور ردیف کی ترتیب شاعر کی مرضی پر منحصر ہے۔

رُباعی

رباعی کے معنیٰ "ربع" یعنی چار کے ہیں۔ وہ نظم جس کے چاروں مصرعوں میں ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے آپس میں ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں اور بعض اوقات چاروں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔ ردیف کی پابندی ضروری نہیں جبکہ قافیہ کی پابندی لازمی ہے۔ رباعی کے چوتھے یعنی آخری مصرعے میں پہلے تین

مصرعوں کا خلاصہ آ جاتا ہے اور ایک مکمل مضمون بن جاتا ہے۔ یہی چیز اسے قطع یا مربع سے جدا کرتی ہے اور اس کی مخصوص بحریں ہیں۔

قِطعہ

قطعہ کے لغوی معنی ''ٹکڑا'' یا ''جزو'' کے ہیں۔ اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیال یا واقعہ مسلسل بیان کیا گیا ہو۔ قطعہ میں مطلع کی موجودگی ضروری نہیں۔ قطع میں ہر شعر دوسرے مصرع میں قافیہ کی پابندی لازمی ہے۔ قطعہ ہر بحر میں کہا جا سکتا ہے۔ قطعہ کم از کم دو شعروں کا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ موضوع کی قید بھی نہیں۔

مُخَمَّس

جس نظم کے تمام بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوں اسے مخمس کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف یا صرف ہم قافیہ ہیں۔

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
زردار و بے نوا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

(نظیر اکبر آبادی)

ایک بند کے پہلے تین مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف یا صرف ہم قافیہ ہوں اور بند کا چوتھا اور پانچواں مصرع ہم قافیہ و ہم ردیف یا صرف ہم قافیہ ہوں۔

مُسَدَّس

وہ نظم جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ وہم ردیف یا صرف ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ پانچواں اور چھٹا مصرعہ الگ ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔ بندوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں۔

حالی کی ''مدوجزر اسلام'' اقبال کی نظم ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' اسی ہیت کی نظمیں ہیں۔

مُستزَاد

اس میں ایک مصرعے پر نصف مصرعے یا ٹکڑے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ ٹکڑا یا مصرع آپس میں ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔

تو روز ازل سے نظروں کی جاگیر ہے   اے جنت کشمیر
انسان کے اک گم شدہ فردوس کی تصویر   اے جنت کشمیر

کبھی ایک شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ دیے گئے ٹکڑے یا نصف مصرعے آپس میں ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔

تَرکیب بَند

یہ کوئی الگ ہیت نہیں ہے، مخمس کے اگر پانچ بند ہوں تو مخمس ترکیب بند اور اگر مسدس کے چھ بند ہوں تو مسدس ترکیب بند ہوگی۔

ترجیع بند

اس میں ہر بند کے آخری شعر کا مصرع بار بار لایا جاتا ہے جیسے ٹیپ کا مصرع یا شعر کہتے ہیں
نظیراکبرآبادی کی نظم "اس ہات دے اس ہات لے یہاں سودا دست بدستی ہے" ٹیپ کا شعر ہے جو
بار بار لایا جاتا ہے۔اس کی بھی کوئی خاص ہیت نہیں، مخمس اور مسدس میں بھی ترجیع بند ہوتی ہے۔
ذیل میں نظیراکبرآبادی کی ترجیع بند کو پیش کیا جاتا ہے۔جس کا مصرع ہے۔گر یوں ہوا تو کیا ہوا۔

گر بادشہ ہو کر عمل ملکوں ہوا تو کیا ہوا
دو دن کا نرسنگا بجا، بھوں بھوں ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک ومال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے نگوں ہوا تو کیا ہوا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دوں ہوا تو کیا ہوا
دو دن تو یہ چرچا ہوا، گھوڑا ملا ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہووے اوپر یا پالکی میں جا چڑھا
آگے کو نقارہ نشاں پیچھے کو فوجوں کا پرا
دیکھا تو پھر اک آن میں باقی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دوں ہوا تو کیا ہوا

ہائیکو (HAIKKU)

ایک جاپانی صنف سخن ہے، باشواس کا استاد اعظم مانا جاتا ہے۔اس میں تین مصرعے ہوتے
ہیں اور قافیے کی پابندی نہیں ہوتی۔مثلث میں تین مصرعے ایک ہی اوزان کے ہوتے ہیں۔لیکن
ہائیکو میں مختلف اوزان کے ہوتے ہیں۔

چلو الجھے ہوئے بادلوں کو سلجھائیں

کہاں ان کو برسنا ہے

حمید الماس

رک گئی خزاں کے درختوں پر
ہم مسافر ہوئے جس دن سے
راستے چھاؤں کو ترستے ہیں

اطہر ادیب

ہَزل

غیر سنجیدہ کلام جس میں پھکڑ پن کے ذریعے سے محض ہنسنے ہنسانے کی کوشش کی گئی ہو۔
پنڈت کیفی کے نزدیک:

''جب مزاح میں عوامیت اور فحش داخل ہو جائے تو وہ ہزل ہے۔''

نظم جدید

جدید نظم ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں:

''نظم جدید فرد اور اس کے باطن کی ایک کہانی ہے۔''

جدید نظموں میں شاعروں نے اپنی زندگی کے تجربات کو جذباتی اور احساسی کیفیتوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ نظم جدید کی مندرجہ ذیل ہیئتیں ہیں۔

1۔ پابند نظم   2۔ معریٰ نظم   3۔ آزاد نظم   4۔ سانیٹ

پابند نظم:۔ اس نظم میں بحر، وزن اور قافیہ ردیف کی پابندی ضروری ہے۔

معریٰ نظم:۔ اس نظم میں قافیہ کی پابندی نہیں ہوتی، بحر اور وزن کی پابندی کی جاتی ہے۔

آزاد نظم:۔ ایک ہی بحر میں لکھی جاتی ہے مگر بحر کے ارکان کی تقسیم شاعر کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔اس میں مصرعے برابر نہیں ہوتے۔کوئی مصرع چھوٹا تو کوئی بڑا ہوتا ہے۔

سانیٹ(SONNET):۔ ایک طرح کی مقفیٰ نظم ہے جس میں کل چودہ مصرعے ہوتے ہیں۔اس میں قافیے ایک مقررہ ترتیب سے لائے جاتے ہیں۔سانیٹ کے دو حصے ہوتے ہیں، پہلا حصہ آٹھ مصرعوں پر اور دوسرا حصہ چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

اردو ادب کا دائرہ بڑا وسیع ہے مذکورہ اصناف کے علاوہ اور بھی اصناف موجود ہیں۔طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا گیا چند مشہور و معروف اصناف کو ہی موضوع بحث بنایا گیا ہے۔تاریخ بیان نہیں کی گئی اس لیے کہ ایک تو تاریخ کافی طویل ہے اور دوسرا یہ کہ اس میں کافی الجھن پائی جاتی ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

''پاکستان کے تاریخی لینڈ سکیپ پر نگاہ ڈالیں تو سطح میں یکسانیت نظر نہ آئے گی۔عجب بوقلمونی کیفیت ہے۔ایک طرف افسانے کے چمن ہیں جن میں تجریدی اور علامتی افسانہ سبزہ بیگانہ کی طرح نظر آتا ہے، پس منظر میں ناولوں کا سلسلہ کوہ ملتا ہے تو ناولٹ کے ٹیلے۔جدید نظم کا ایک جنگل ہے جس میں نثری نظم کی پگڈنڈی کسی نامعلوم منزل کو لے جاتی ہے۔پھر سفرنامے کی خوش منظر وادی، جس میں بدیسی پھولوں کی خوشبو اعصاب پر عجب اثر ڈالتی ہے، پاس ہی کچھ لوگ ایزل لگائے چہروں کے خاکوں میں رنگ بھر رہے ہیں۔یہاں غزل کی

تنگنائے بھی ہے جہاں بھیڑ سے میلے کا سماں ملتا
ہے۔ اس بھیڑ میں اکثر پھنسے کھڑے ہوتے
ہیں کہ قدم اٹھانے کا سلیقہ نہیں۔ ان سب سے
الگ انشائیہ کا جوہڑ ہے جہاں کوے آپس میں
لڑتے ہیں اور نقلی چوکیدار کسی کو پانی نہیں پینے
دیتا الغرض بڑی رونق اور گہما گہمی ہے۔''

ادبی اصطلاحات

آپ بیتی (AUTO BIOGRAPHY):۔ وہ تصنیف جس میں مصنف نے اپنے حالات زندگی خود قلم بند کیے ہوں۔

آفاقیت (UNIVERSALITY):۔ ادب پارے میں لوگوں اور قارئین کو متاثر کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔

آمد:۔ وہ اشعار جو بے ساختہ زبان یا قلم سے ٹپک پڑتے ہیں۔

آورد:۔ بڑے غور و فکر کے بعد کوئی شعر کہا جائے تو اسے آورد کہیں گے۔

آہنگ (RHYTHM):۔ نظم یا نثر کا منظم بہاؤ ہے۔

اِبتذال:۔ غیر ثقہ اور سوقیانہ الفاظ و مضامین کلام میں لانا عوامیت اور رکاکت پیدا کرتا ہے اس سے کلام مبتذل ہو جاتا ہے۔

اِبلاغ:۔ ہر ادیب کے لکھنے کا کوئی نہ کوئی جواز ہوتا ہے۔ اس کا کام تبلیغ ہوتا ہے وہ اخلاقی، سماجی، سیاسی، معاشی یا مذہبی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور یہی ابلاغ ہے۔

اِبہام:۔ ابلاغ کا الٹ ہے۔ کلام یا عبارت میں ایسے الفاظ لائے جائیں جس سے قاری کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہو کہ ادیب کیا کہنا چاہتا ہے۔

اِتباع:۔ کسی دوسرے ادیب کے اسلوب اظہار یا طرز فکر و احساس کی پیروی کرنا اتباع ہے۔ حسرت موہانی نے غالب، مصحفی، میر، نسیم اور مومن کی پیروی کی ہے اور اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔

غالب و مصحفی و میر و نسیم و مومن
طبع حسرت نے اٹھایا ہے ہر استاد سے فیض

اِحتساب (CENSORSHIP):۔ احتساب سے مراد وہ پابندیاں ہیں جو معاشرتی نظم و ضبط، اخلاقی اقدار، ملکی سالمیت، قومی تشخص، دینی معتقدات اور ملی مفادات کے تحفظ کے لیے ادیب کے قلم پر ارباب اختیار و اقتدار کی طرف سے عائد کی جاتی ہیں۔''

اَدب (LITERATURE):۔ ادب کی تعریف میں ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں۔

''ادب وہ فن لطیف ہے جس کے ذریعے ادیب
جذبات وافکار کو اپنے خاص نفسیاتی وشخصی
خصائص کے مطابق نہ صرف ظاہر کرتا ہے بلکہ
الفاظ کے واسطے سے زندگی کے داخلی اور خارجی
حقائق کی روشنی میں ان کی ترجمانی وتنقید بھی کرتا
ہے اور اپنے تخیل اور قوت مخترعہ سے کام لے کر
اظہار وبیان کے لیے ایسے موثر پیرائے اختیار کرتا
ہے جن سے سامع وقاری کا جذبہ وتخیل بھی تقریباً
اسی طرح متاثر ہوتا ہے جس طرح خود ادیب کا
اپنا تخیل اور جذبہ متاثر ہوا۔''

اُسلُوب (STYLE):۔ اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب ہے جس سے اس کی انفرادیت کا پتا چلتا ہے گویا اسلوب مصنف کی شخصیت کا پرتو ہے۔

اِظہار (EXPRESSION):۔ ریاض احمد لکھتے ہیں۔

''ابلاغ حقائق کی پیش کش کرتا ہے اظہار اس
کے مقابلے میں حقائق کے شخصی، ذاتی یا انفرادی
تاثر کو پیش کرنے کا نام ہے ابلاغ موضوع کی
منطق تک محدود رہتا ہے اور اظہار پوری شخصیت
کا احاطہ کرتا ہے۔''

اَلمیہ (TRAGEDY):۔ ڈرامے کا خوفناک یا المناک تصادم ہے۔

الیگری (ALLEGORY):۔ ایسی کہانی جس میں علامتوں کا ایک باقاعدہ نظام ہو جو مجردات اور ان کے روابط کو حتی الامکان صحت کے ساتھ مقرون اشیا، اشخاص اور واقعات کی شکل میں پیش کرے۔

انشا پرداز:۔ وہ صاحب طرز ادیب جو اپنی نگارشات میں اسلوب کے سہارے ادب

میں منفرد مقام حاصل کرے جیسے مولانا محمد حسین آزاد۔

اِنشائیہ (ESSAY):۔ دیکھیے صنف نثر میں انشائیہ۔

اِنفرادیت (INDIVIDUALITY):۔ انفرادیت سے مراد کسی فرد کی ان خصوصیات کا مجموعہ ہے جو اسے دوسرے افراد سے ممیّز کرتی ہیں۔

اوپیرا (OPERA):۔ وہ منظوم ڈراما ہے جس میں مکالمے بھی منظوم ہوتے ہیں۔

بَدِیہہ گوئی:۔ کسی موقع کی مناسبت سے بغیر غور وفکر کے شعر کہنے کو بدیہہ گوئی کہتے ہیں۔

بلاغت:۔ فصیح ہونے کے علاوہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہونا بلاغت ہے۔

پلاٹ (PLOT):۔ مربوط واقعات کا وہ سلسلہ جو کسی داستان یا ناول میں پایا جاتا ہے پلاٹ ہے۔ یہ ایک طرح کا منطقی ربط ہے۔

تارید:۔ کسی دوسری زبان کے لفظ کی اردو بنا دینا تارید ہے۔

تالیف:۔ ادھر ادھر بکھرے ہوئے مواد کو کسی خاص ترتیب سے یکجا کرنا۔ مثلاً کتاب تالیف کرنا۔ فرہنگ ترتیب دینا۔

تبصرہ (REVIEW):۔ کتابوں پر تبصرہ کیا جاتا ہے یہ ایک طرح کی تنقید ہے جو کہ زیادہ تر تاثراتی تنقید ہوتی ہے اور اس میں مصنف کی تصنیف کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تحقیق:۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے تحقیق کی تعریف یوں کی۔

”تحقیق کے لغوی معنی کسی شے کی حقیقت کا اظہار یا اس کا اثبات ہے۔ اصطلاحاً یہ ایک ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ تاریخی تحقیق میں کسی امر واقعہ کے وقوع کے ہونے، نہ ہونے کی چھان بین مدنظر ہوتی ہے۔“

تخلص:۔ وہ مختصر نام جو شاعر اس غرض سے اختیار کر لیتے ہیں کہ اسے اشعار میں استعمال کیا جاسکے۔

تخیل (IMAGINATION):۔ وہ تخلیقی استعداد جس کے ذریعے سے فنکار تجربے کے مختلف عناصر کو ایک نئی ہیئت ترکیبی عطا کرتا ہے۔ مولانا حالی کے نزدیک

''تخیل ایک ایسی (وہبی) قوت ہے کہ معلومات کا
جو ذخیرہ تجربہ یا مشاہدہ کے ذریعے سے ذہن میں
پہلے سے مہیا ہوتا ہے، یہ اس کو مکرر ترتیب دے کر
اسے دلکش پیرائے میں جلوہ گر کرتی ہے جو معمولی
پیرائیوں سے بالکل یا کسی قدر الگ ہوتا ہے۔''

تضمین:۔ کسی شاعر کے کسی شعر، مصرعے، قرآن کی آیت یا حدیث کے کسی ٹکڑے کو اپنے کلام میں شامل کر لینے کا نام ہے۔

تعقید:۔ الفاظ کا آگے پیچھے غیر موزوں استعمال تعقید ہے۔

تغزل:۔ اگر غزل کے اشعار میں نفاست و نزاکت، نکتہ سنجی، رمز، ایما، تعمیم، گداز، بے ساختگی اور جذبے کا سوز و گداز پایا جائے تو ان عناصر کے مجموعے کو تغزل کہیں گے۔

تقریظ:۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک ''تقریظ کسی ادب پارے کی تعریف و تحسین ہے خیالی انداز میں۔''

تقطیع:۔ کسی شعر کے اجزا کو کسی خاص بحر کے ارکان کے مطابق وزن کرنے کا نام ہے۔

تکنیک (TECHNIQUE):۔ تکنیک سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے فنکار اپنے موضوع کو پیش کرتا ہے۔

تمثیل (ANALOGY):۔ ڈرامہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

تنقید (CRITICISM):۔ لغوی معنی جانچنے اور پرکھنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے ہیں۔ حامد اللہ افسر نے تنقید کے لفظ کی جگہ موزوں لفظ نقد بتایا ہے۔ ان کے نزدیک

''لفظ تنقید عربی صرف و نحو کے اعتبار سے صحیح
نہیں۔ اس کی جگہ نقد یا انتقاد ہونا چاہیے لیکن اردو
میں اب یہ لفظ اس قدر رائج ہو گیا ہے کہ اس کی

جگہ دوسرے لفظ کا استعمال مناسب نہ ہوگا۔
جہاں تک اردو زبان کا سوال ہے اسے صحیح سمجھنا
چاہیے۔"

تَوارُد:۔ دو شاعروں کے مضمون یا الفاظ میں اتفاقیہ مطابقت ہے اور اس مطابقت سے شبہ گزرتا ہے کہ متاخرین نے متقدم کا مضمون چرالیا ہے اور اسے سرقہ کا الزام دیا جاتا ہے لیکن دونوں میں فرق ہے، سرقہ میں چوری کا قصد ہوتا ہے جبکہ توارد میں مطابقت محض اتفاقیہ ہوتی ہے۔

ثَقِیل الفاظ:۔ وہ الفاظ جن کو بولتے اور پڑھتے وقت زبان دِقت محسوس کرے اور وہ آسانی سے زبان پر نہ آسکیں۔ لفظ بذات خود نہ ثقیل ہوتے ہیں اور نہ سبک بلکہ یہ سب کچھ ان کے استعمال پر منحصر ہے۔

جامِد (STATIC):۔ اس نظریے، طرزِ عمل، کردار، فن، زبان، ادب یا صنفِ سخن کو جامد کہا جاتا ہے جس میں بدلتے ہوئے حالات اور عصر و ماحول کے نئے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے، آگے قدم بڑھانے، نئے تصورات، خیالات اور تجربات کو قبول کرنے اور نئی راہیں تراشنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہو۔"

جِدَّت:۔ جدت تازگی اور ندرت کا نام ہے۔ جدت بیان، اسلوب اور پیرایۂ اظہار میں بھی ہوتی ہے اور مضمون اور معنی میں بھی۔ کلیم الدین احمد لکھتے ہیں۔

"سچ یہ ہے کہ نیا پن بذات خود تعریف کے قابل
کوئی چیز نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ شاعر سوچ
سوچ کر نئی نئی باتیں ایجاد کرے۔ جانی ہوئی
باتیں، عام انسانی احساسات، شعرا کا مواد بن
سکتے ہیں۔ ہاں شرط یہ ہے کہ شاعر انہیں جوش کے
ساتھ پیش کرے۔ ان پر اپنی شخصیت کی مہر لگا
دے۔ اگر ایسا ہو تو جانی ہوئی باتیں نئی ہو جاتی
ہیں اور عام انسانی احساسات خاص ذاتی احساس
کا روپ بدل لیتے ہیں۔"

اگر ندرت خیال میں ہو تو اسے جدت تخیل کہا جاتا ہے مثلاً۔

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

ندرت ادا میں ہو اسے جدت ادا کہا جاتا ہے۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

جذبہ (SINTIMENT):۔ شعر و ادب کا اصل محرک ہی جذبہ ہے۔ شبلی کے نزدیک

"انسان کے دل میں کسی چیز کے دیکھنے سننے یا
کسی حالت یا واقعہ کے پیش آنے سے جوش
و مسرت، عشق و محبت، درد و رنج، فخر و ناز، حیرت و
استعجاب، طیش و غضب وغیرہ وغیرہ کی جو حالت
پیدا ہوتی ہے اس کو جذبات سے تعبیر کرتے ہیں
ان جذبات کا ادا کرنا شاعری کا اصلی ہیولا ہے۔"

جُزیات نِگاری:۔ لفظی تصویر جس میں ہر چھوٹی بڑی شے کا تصور تفصیل سے بیان کیا جائے اس مصورانہ صلاحیت کو جزیات نگاری کہتے ہیں۔ جزیات نگار جب منظر نگاری کرتا ہے تو کوئی چیز اس کی نگاہ سے نہیں چھوٹتی۔

"جس وقت وہ کسی منظر کی تصویر کھینچنے پر آتا ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک ذرہ کا حساب لے رہا
ہے۔"

جَمالیاتی تنقید (AESTHETICAL CERTICISM):۔ عبادت بریلوی کے نزدیک:

"جب تنقید کا رجحان فنی پہلو کی طرف ہوتا ہے تو
وہ جمالیاتی تنقید کہلاتی ہے۔"

حُسنِ بیان:۔ ادبی تحریروں میں جو بات سلیقے اور حسین انداز میں لکھی جاتی ہے،

حسنِ بیان کہلاتی ہے۔ وقار عظیم لکھتے ہیں۔

''حسن بیان خواہ سادگی کی صورت اختیار کرے
خواہ رنگینی کی خواہ اس پر استعارے کا پردہ پڑا ہو،
خواہ کنایے کا۔ اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے
جب لکھنے والا کہی جانے والی بات اور بات کہنے
کے اسلوب میں صحیح رشتہ قائم کرے اور یہ بات
محض خداداد نہیں ہوتی، اس کی پرورش خون جگر
سے ہوتی ہے۔''

حشو:۔ حشو کے لغوی معنی بھرتی کے ہیں اور اصطلاح میں:

''حشو اس کلمے یا کلموں کو کہتے ہیں جس یا جن کے
بغیر متکلم کا عندیہ پورا ہو جائے...... اگر آپ بہت
مکمل کہیں تو مکمل کے کمال کو ناقص کرتے ہیں،
اس میں خلل ڈالتے ہیں۔''

حسرت موہانی کے نزدیک:

''حشو اس زائد لفظ کو کہتے ہیں جس کے حذف
کرنے سے کلام میں حسن پیدا ہو جائے اور ظاہر
ہے کہ جس شے کا حذف وجود حسن کا باعث ہو
اس کی موجودگی شعر میں یقیناً معیوب ہوگی۔''

حقیقت پسندی:۔ گورکی کے نزدیک ''بغیر کسی رنگ وروغن کے آدمیوں اور ان کی زندگی کا سچا بیان حقیقت نگاری کہلاتا ہے۔''

''ادب میں اشیا اشخاص اور واقعات کو کسی قسم کے
تعصب، عینیت، موضوعیت اور رومانیت سے
آلودہ کیے بغیر دیانت وصداقت کے ساتھ پیش
کرنے کی کوشش حقیقت پسندی یا حقیقت نگاری

کہلاتی ہے۔"

خود کلامی:۔ ڈراما میں اداکار خود اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے جبکہ دوسرا اداکار نہیں سن رہا ہوتا۔ایڈورڈ اے وائٹ کے نزدیک:

"خود کلامی سے مراد کسی اداکار کی وہ تقریر جسے
سننے کے لیے سٹیج پر کوئی اور اداکار موجود نہ ہو۔"

ذوقِ سلیم:۔ شعروادب کی تفہیم واستحسان کا ملکہ، اصطلاح میں ذوق یا مذاق کہلاتا ہے اور قابل اعتماد ذوق کو ذوق سلیم کہتے ہیں۔

رپوتاژ(REPOTAGE):۔ چشم دید حالات وواقعات کی رپورٹ ہے۔

رُوزمرہ:۔ روز مرہ بیان کے اس اسلوب اور بول چال کو کہتے ہیں جو اہل زبان استعمال کرتے ہیں اور اس کے خلاف استعمال غلط سمجھا جاتا ہے۔"

رُومان:۔ حسن فطرت کی دل آویزیاں، نسوانی حسن کی دل فریبیاں رومان کہلاتی ہیں۔

رُومانی تنقید:۔ اس تنقید میں فنکار کے جوش تخلیق، الہام، تخیل، حسن آفرینی، ترسیل مسرت، جذبات اور اظہار جذبات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

سَادگی اور سَلاسَت:۔ دونوں ایک ہی لفظ ہیں، سادگی نہ صرف الفاظ میں بلکہ خیالات میں بھی ہونی چاہیے۔ یہ دونوں اصطلاحیں اکٹھی استعمال ہوتی ہیں مسعود حسن رضوی ادیب کے نزدیک سلاست سادگی کا مترادف نہیں۔

"مشکل الفاظ استعمال نہ کیے جائیں، انہیں
لفظوں سے کام لیا جائے جن سے زبان مانوس
اور کان آشنا ہیں، کلام کی اس خوبی کا نام سلاست
ہے۔"

سائنٹیفک تنقید(SCIENTIFIC CRITICISM):۔

"ایسی تنقید کو جو سائنس دان کی سی کامل
مصروفیت، غیر جانب داری، سائنسی طرز فکر اور

سائنسی طریق کار سے کام لینے کی مدعی ہو اور تعین
قدر اور فیصلے کو اپنے دائرہ کار سے خارج سمجھے
سائنٹیفک تنقید کہا جاتا ہے۔"

سُوقِیَانَہ الفاظ:۔ غیر سنجیدہ، عام اور بازاری قسم کے الفاظ۔

شکَستِ ناروا:۔ ایک قسم کا شعری عیب ہے جس میں مصرعوں کے ٹکڑے نہیں ہوتے بلکہ الفاظ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔اسی عیب کا نام شکستِ ناروا ہے۔

شوخی:۔ ہلکی پھلکی اور شائستہ ظرافت جو اصطلاح اور تنقید دونوں سے بے نیاز ہوتی ہے اور ذہنی مسرت کا باعث بنتی ہے۔

عمرانی تنقید:۔ وہ تنقید جو ادیبوں اور ان کے ادب پاروں کو معاشرتی پس منظر میں جانچتی ہے۔

عملی تنقید:۔ کسی ادبی یا تنقیدی نظریے کی روشنی میں کسی فن کار یا کسی فن پارے کا تنقیدی مطالعہ عملی تنقید کہلاتا ہے۔ پروفیسر احتشام حسین کے نزدیک "عملی تنقید نظریات تنقید کا استعمال ہے، شعر وادب کے نمونوں کو جانچنے کے لیے۔"

غَرابَت لفظی:۔ غریب، نامانوس الفاظ وتراکیب کا استعمال غرابت ہے۔

فطرت نگاری (NATURALISM):۔ یہ ایک وسیع اصطلاح ہے اس میں قدرتی مناظر ہی نہیں آتے بلکہ انسانی جذبات واحساسات عشق ومحبت اور جنسی زندگی کے پہلو بھی آتے ہیں۔

فطرت نگاری اور حقیقت نگاری میں فرق ہے۔ ممتاز حسین کے نزدیک:

"نیچرل ازم حقیقت نگاری نہیں بلکہ حقیقت کے
کسی ایک جزو کو پیش کرنے کی تکنیک ہے۔ یوں
تو اس تحریک کا تعلق گندی گلیوں کے رہنے والوں
کی زندگی سے ضرور رہا ہے لیکن مقصد صرف
جزیات نگاری تھا۔ اگر ہم ادیب کے انتخاب
موضوع کے پیچھے چھپی ہوئی ہمدردی نظر انداز کر
دیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ نیچرل ازم فوٹو گرافی کا

آرٹ ہے یا اصل سے مشابہت پیدا کرنے کا۔
زندگی ان کے لیے ذریعہ اور مقصد فوٹو گرافی تھا،
یہ حقیقت کو گرفتار لمحوں میں پیش کرنے کا نظریہ تھا
اور اسی وجہ سے وہ اپنے موضوع کو سماجی زندگی
کے تمام رشتوں سے منقطع کر کے پیش کرتے
تھے۔"

فنونِ لطیفہ (FINE ARTS):۔ ادب، موسیقی، مصوری، رقص، سنگ تراشی اور فنِ تعمیر سب فنون لطیفہ کہلاتے ہیں۔

قولِ محال (PARADOX):۔ ایسا بیان جو بادی النظر میں معنوی تضاد کا شکار معلوم ہو۔ مثلاً غالب کے اس شعر میں قول محال ہے۔

ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

کتابیات (BIBLIOGRAPHY):۔ کتاب کے آخر میں دی گئی کتب کی الفبائی ترتیب جس میں ہر کتاب کے کوائف کا اندراج ہو۔

کینٹو (CANTO):۔ بقول قیوم نظر:

"کینٹو کا لفظ اطالوی ہے، جس کے معنی گیت،
نغمہ، دلکش موسیقی وغیرہ ہیں...... کینٹو کا مفہوم
طویل نظموں کے درمیانی وقفوں کا ہی تھا۔
انگریزی شاعری میں اکثر بڑے شعرا نے طویل
نظمیں لکھی ہیں اور ان کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا
ہے۔ ہر حصے کو ایک کینٹو کہا جاتا ہے۔"

لفاظی (VERBOSITY):۔ بھاری بھرکم الفاظ و تراکیب اور غیر مانوس الفاظ و محاورات کی بھرمار سے قاری کو متاثر کرنے کی کوشش لفاظی ہے۔

مارکسی تنقید (MARXIST CRITICISM):۔ پروفیسر احتشام حسین کے الفاظ اس

تنقید کا تعارف ہیں۔

"ادب کی یہ حیثیت کہ اس میں سماجی حقائق اپنی
طبقاتی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور ادیب کے
سماجی رجحان کا پتا اس کے خیالات سے چلتا ہے۔
ادیب زندگی کی کش مکش میں شریک ہو کر اسے بہتر
بنانے کی راہ بتا سکتا ہے۔ اشترا کی حقیقت نگاری
مارکسی تنقید میں سب سے نمایاں شکل میں ملتی ہے۔
جو نقاد اس نظریہ تنقید کو اپناتے ہیں وہ روح عصر،
سماجی نفسیات، عمرانیات یعنی ان تمام باتوں پر نگاہ
رکھتے ہیں جو طبقاتی سماج میں پیداوار کی معاشی
بنیادوں کے اوپر فکر اور فلسفیانہ حیثیت سے وجود
میں آتی ہیں۔ تعبیر ادب کے اس نظریے پر عام طور
پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس پر عمل کرنے والے
ادب میں ادبیت کے بجائے فلسفہ، تاریخ،
معاشیات اور دوسرے عناصر کی جستجو کرتے ہیں یہ
اعتراض درست نہیں کیونکہ ادب محض چند فنی
خصوصیات کا مجموعہ نہیں، اس سے زیادہ ہے۔ پھر
فنی خصوصیات خود تاریخی حالات اور سماجی ارتقا سے
وجود میں آتی ہیں۔ اس وقت تک عملی تنقید کا یہی
طریقہ سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوا ہے۔ اس
میں خارجی اور داخلی کوئی پہلو چھوٹنے نہیں پاتا لیکن
زور ان ہی باتوں پر دیا جاتا ہے جو ادیب کے شعور،
سماجی اور فنی، دونوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ نظریہ نہ
تو جمالیاتی پہلوؤں کو نظر انداز کرتا ہے، نہ ادب کو

عمرانیات اور سیاسیات کا بدل قرار دیتا ہے۔"

مترادف (SYNONYM):۔ ہم معنی الفاظ کو مترادف کہا جاتا ہے۔

مبالغہ:۔ کسی وصف کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ مولانا صہبائی لکھتے ہیں۔

"مبالغہ یہ ہے کہ کسی وصف کو شدت یا ضعف میں
اس حد تک پہنچا دیں کہ اس حد تک اس کا پہنچنا بعید
ہو یا محال ہو تا کہ سننے والوں کو یہ گمان نہ رہے کہ
اس وصف کی شدت یا ضعف کا کوئی مرتبہ باقی
ہے۔"

مُکالمہ:۔ دو یا دو سے زیادہ اشخاص کی گفتگو ان ہی کے الفاظ میں نقل کرنا مکالمہ ہے۔

نظریاتی تنقید (THEORITICAL CRITICISM):۔

"نظریاتی تنقید یا فطری تنقید اس قسم کے سوالات
سے بحث کرتی ہے کہ ادب کیا ہے؟ اس کے
اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ ادب میں روایت کا کیا
مقام ہے؟ ادب شخصیت کا اظہار ہے یا روحِ عصر
کا آئینہ ہے یا فن کار کی شعوری کاوشوں کا
حاصل؟ ادب کا زندگی کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟
تحقیقی عمل کے منازل و مراحل کیا ہیں؟ تنقید کی کیا
اہمیت ہے؟ نقاد کے فرائض کیا ہیں؟ تخلیق اور
تنقید میں کیا رشتہ ہے؟ مختلف اصناف کے صنفی
تقاضے کیا ہیں؟ گویا نظریاتی تنقید کا کام ایسے
اصول اور بنیادی نظریات وضع کرنا ہے جن کی
روشنی میں ہم کسی ادیب، کسی ادب پارے، کسی
ادبی دبستان یا کسی ادبی تحریک کو جان سکیں۔"

ظاہر ہے کہ کسی ادب پارے یا کسی ادیب کو جانچنے کے لیے نقاد کے پاس کچھ ایسی بنیادیں، کچھ

پیمانے، کچھ معیار، کچھ ایسے نظریے یا مفروضات ہونے چاہییں جن کا زیر بحث ادب یا ادب پارے پر اطلاق کیا جا سکے۔ نظریاتی تنقید نقاد کو یہی نظریاتی بنیادیں مہیا کرتی ہے اور نقادوں نے یہ نظریاتی بنیادیں دوسرے علوم (مذہب، فلسفہ، نفسیات، علم الاصنام، عمرانیات، تاریخ، معاشیات، سیاسیات) وغیرہ کی مدد سے تیار کی ہیں۔"

نفسیاتی تنقید (PSYCHOLOGICAL CRITICISM):۔ نفسیات کسی ادب پارے یا ادیب کے ذہن کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ تخلیقی عمل کو سمجھنے کے لیے نفسیاتی بصیرت ضروری ہے۔ پروفیسر آل احمد سرور کے نزدیک:

> "نفسیات کا علم ہمارے لیے بڑا مفید ہے مگر وہ بڑا فریب بھی ہے وہ اس آئینے کی طرح ہے جو بڑی چیزوں کو چھوٹا اور چھوٹی چیزوں کو بڑا کر دیتا ہے چہروں کو چپٹا اور لمبوترا بنا دیتا ہے۔ وہ رائی کو پہاڑ کر کے دکھاتا ہے۔ وہ ایک گرہ کھولتا ہے سینکڑوں گرہیں ڈال دیتا ہے۔ نفسیاتی تنقید ہلدی کی گرہ لے کر پنساری بن بیٹھی ہے۔ یہ سائنس ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور سائنس سے بعض حربے بھی مستعار لیتی ہے مگر ابھی سائنس نہیں بن سکی۔ اس لیے نفسیاتی شعور کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے سستی تنقید کو گمراہ کن سمجھتا ہوں۔ ابھی تک نفسیات کے پیمانے سمندر کو کوزے میں بھرنے کی کوششیں ہیں۔ ان کی اصطلاحات بھی مفروضات ہیں، اس کی بنیاد استوار ہے مگر اس پر جو سر بفلک عمارت بنائی گئی ہے اس کا زیادہ بھروسہ نہیں۔"

وحدت (UNITY):۔ ادب پارے کے اجزا کا آپس میں اس طرح مربوط ہونا کہ مجموعی طور پر وہ ایک اکائی تصور ہو۔

کتاب	مصنف	ناشر	سال
اردو ادب کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر سلام سندھیلوی	میری لائبریری لاہور	1976ء
اردو ادب کی مختصر تاریخ	ڈاکٹر انور سدید	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	1980ء
اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ	ڈاکٹر سلیم اختر	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور	1980ء
اردو ادب میں طنز و مزاح	ڈاکٹر وزیر آغا	مکتبہ عالیہ لاہور	1988ء
اردو املا نامہ	ڈاکٹر رشید حسن خان	نیشنل اکادمی دریا گنج دہلی	1976ء
اردو تنقید کا ارتقا	ڈاکٹر عبادت بریلوی	انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی	1961ء
اردو شاعری پر ایک نظر	کلیم الدین احمد	عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور	1965ء
اردو قواعد	ڈاکٹر شوکت سبزواری	مکتبہ اسلوب کراچی	1987ء
اردو کی نثری داستان	ڈاکٹر گیان چند جین	انجمن ترقی اردو کراچی	1954ء
اردو میں انشائیہ نگاری	ڈاکٹر بشیر سیفی	نذیر سنز اردو بازار لاہور	1989ء
اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ	قیوم ملک	نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد	1988ء
اردو میں فنی تدوین	ایم ایس ناز	ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد	1986ء
اشارات تنقید	ڈاکٹر سید عبداللہ	مکتبہ خیابان ادب لاہور	1966ء

کتاب	مصنف	ناشر	سال
اصناف ادب	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور	1976ء
املا نامہ	گوپی چند نارنگ	سرحد اردو اکیڈمی قلندر آباد ایبٹ آباد	1992ء
انتقادیات	نیاز فتح پوری	ادارہ ادب العالیہ کراچی	1959ء
بہار اردو	خواجہ عبدالغفور	میسرز ناشرین اردو بازار لاہور	1971ء
تنقیدو احتساب	ڈاکٹر وزیر آغا	جدید ناشرین سرگودھا	1968ء
تنقیدی اصول اور نظریے	حامد اللہ افسر	عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور	
تنقیدی مسائل	ریاض احمد	اردو بکسٹال لوہاری گیٹ لاہور	1961ء
جامع القواعد حصہ صرف	ڈاکٹر ابواللیث صدیقی	مرکزی اردو بورڈ لاہور	
خاکہ نگاری فن و تنقید	ڈاکٹر بشیر سیفی	نذیر سنز لاہور	1973ء
دریائے لطافت	انشاء اللہ خان انشا	انجمن ترقی اردو بیورو دہلی	
ڈرامے کا تاریخی و تنقیدی پس منظر	ڈاکٹر محمد اسلم	مجلس ترقی ادب لاہور	1971ء
زبان اور قواعد زبان	ڈاکٹر رشید حسن خان	ترقی اردو بورڈ نئی دہلی	1976ء
طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ	خواجہ عبدالغفور	ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی	1983ء
صحت الفاظ	سید خالد حسنین	فیروز سنز لاہور	1978ء

کتاب	مصنف	ناشر	سن
عروض وبدیع	ڈاکٹر صابر کلوروی	علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور	1984ء
علمی اردو لغت	وارث سرہندی	علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور	1990ء
فرہنگ آصفیہ	خان صاحب مولوی سید احمد دہلوی	ترقی اردو بیورو نئی دہلی	1990ء
فن اور فنکار	وقار عظیم	اردو مرکز لاہور	1966ء
فن تحریر کی تاریخ	محمد اسحاق صدیقی	انجمن ترقی اردو علی گڑھ	1962ء
فنون ادب	صغیر احمد جان		1954ء
قواعد اردو	عبدالحق	انجمن ترقی اردو ہند نئی دہلی	1986ء
کشاف تنقیدی اصطلاحات	ابوالاعجاز حفیظ صدیقی	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	1985ء
کیفیہ	برج موہن دتاتریہ کیفی	انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی	1950ء
مباحث	ڈاکٹر سید عبداللہ	مجلس ترقی ادب لاہور	1965ء
مقدمہ شعر وشاعری	خواجہ الطاف حسین حالی	مکتبہ جدید لاہور	1953ء
موازنہ انیس ودبیر	شبلی نعمانی	شیخ مبارک علی لاہور	
میں ادیب کیسے بنا	میکسم گورکی ترجمہ حسن عسکری	الجدید چابک سواراں لاہور	
نکات سخن	حسرت موہانی	الکتاب آرام باغ کراچی	
نئی اردو قواعد	عصمت جاوید	ترقی اردو بیورو نئی دہلی	1986ء
نئی قدریں	ممتاز حسین	استقلال پریس لاہور	1953ء

وضع اصطلاحات	سید وحید الدین سلیم	ترقی اردو بیورو نئی دہلی	1986ء
ہماری شاعری	سید مسعود حسن رضوی ادیب	نول کشور پریس لکھنو	1953ء

مزید تحقیق

ا۔ مقالات کتب میں

ادارىہ نگاری	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	''فن صحافت'' مکتبہ کاروان لاہور	151تا157
اداریہ نگاری	سید اقبال قادری	''رہبر اخبار نویسی'' ترقی اردو بیورو نئی دہلی 1989ء	293تا313
انشائیہ نگاری	ڈاکٹر سلیم اختر	''نگاہ اور نقطے'' مکتبہ عالیہ لاہور 1987ء	129تا141
افسانہ نگاری (اردو میں)	آل احمد سرور	''تنقیدی اشارے'' ادارہ فروغ اردو لکھنو 1964ء	31تا39
افسانہ نگاری پر ایک نظر	عبادت بریلوی	''تنقیدی زاویے'' اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1951ء	309تا372
تبصرہ نگاری	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	''فن صحافت'' مکتبہ کاروان لاہور س ن	184تا191
تبصرہ نگاری یا جزوقتی مشغلہ	محمد عالم	''چند نئے ادبی مسائل'' پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈ لاہور 1991ء	107تا111

موضوع	مصنف	کتاب	صفحات
تبصرہ نگاری کا فن	حفیظ الرحمٰن	"خیال و نظر" کاروان ادب لاہور 1989ء	63 تا 65
تذکرہ نگاری	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	"اردو نثر کا فنی ارتقا" اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1989ء	176 تا 194
ترجمہ نگاری کا فن	محمد عالم خان	"چند نئے ادبی مُسائل پاکستان" بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈ لاہور 1991ء	81 تا 86
تنقید نگاری	ڈاکٹر عبادت بریلوی	"تنقیدی زاویے" اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1951ء	57 تا 82
حقیقت نگاری اور نئی حقیقت نگاری	انیس ناگی	"مشاہدات" جمالیات گنگا رام منشن لاہور 1993ء	36 تا 40
خاکہ نگاری (اردو میں)	یحییٰ امجد	"فن اور فیصلے" ولید میر کتاب گھر لاہور 1969ء	13 تا 60
خطوط نگاری	ڈاکٹر خورشید الاسلام	"اردو نثر کا فنی ارتقا" مرتبہ فرمان فتح پوری اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1989ء	224 تا 248
خطوط نگاری کا حقیقی تصور	محمد عالم خان	"چند نئے ادبی مسائل" پاکستان بکس 1991ء	116 تا 119
دیباچہ نگاری میں افراد پسندی	ایضاً		101 تا 107

موضوع	مصنف	کتاب / ناشر	صفحات
رمزیہ نگاری، مفہوم اور روایت	ڈاکٹر سید حامد حسین	''نثر اور انداز نثر'' نسیم بک ڈپو لکھنؤ 1952ء	36 تا 53
ظرافت نگاری	بہادر مرزا جعفر علی خان اثر	''اثر کے تنقیدی مضامین'' نظامی پریس بدایوں، س ن	
علامت نگاری	مشتاق قمر	''پاکستان کا بہترین ادب 1970ء'' سرگودھا اکیڈمی 1071ء	87 تا 102
فیچر نگاری	عبدالسلام خورشید	''فن صحافت'' مکتبہ کاروان لاہور، س ن	162 تا 167
فلیپ نگاری اور نظریہ ضرورت	محمد عالم خان	''چند نئے ادبی مسائل'' پاکستان بکس لاہور 1991ء	112 تا 115
کالم نگاری	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	''فن صحافت'' مکتبہ کاروان لاہور، س ن	117 تا 183
کالم نگاری	سید اقبال قادری	''رہبر اخبار نویسی'' ترقی اردو بیورو دہلی 1989ء	315 تا 325
لغت نگاری	شمس الرحمٰن فاروقی	''تنقیدی افکار'' اردو رائٹر گلڈ الہ آباد 1984ء	218 تا 299
لغت نویسی (اردو) کے بعض مسائل	مسعود حسن	''مقالات مسعود حسن'' ترقی اردو بیورو نئی دہلی 1989ء	
مرثیہ نگاری (اردو میں)	شاہد احمد دہلوی		53 تا 68
مزاح نگاری (اردو میں)	صدیق کلیم	''فکر سخن'' اسلامی پبلی کیشنز لاہور 1973ء	102 تا 128

نامہ نگاری	سید اقبال قادری	''رہبر اخبار نویسی'' ترقی اردو بیورو دہلی 1989ء	143 تا 265

رسائل میں مضامین

اردو افعال	غلام ربانی	''اردو ادب'' علی گڑھ	دسمبر 1960ء
اردو الفاظ	عین الحق فرید کوٹی	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 25
اردو املا کے اصول	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 50
اردو املا کے مسائل کا حل	غلام رسول	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 6
اردو املا کے مسائل	خلیق نقوی	''اردو نامہ'' کراچی	اگست 1960ء
اردو شاعری میں تشبیہیں اور استعارے	غلام ربانی	''اردو نامہ'' کراچی	جولائی 1956ء
اردو غزل کا ارتقا	شہرت بخاری	''صحیفہ'' لاہور	مارچ 1985ء
اردو کا اعرابی نظام اور اردو صوتوں کی صفات	ڈاکٹر شوکت سبزواری	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 27
اردو کی آوازیں	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 16
اردو کی آوازیں	ڈاکٹر گیان چند جین	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 25
اردو کی آوازیں	شاہد نسیم صدیقی	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 26
اردو کی بنیادی اور ذیلی آوازیں	گوپی چند نارنگ	''اردو نامہ'' کراچی	شمارہ 14

اردو یعنی زبان کے متعلق نئی تحقیق	محمد اکرم چغتائی	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 26
امالہ، لغوی تشریح اور قواعد	جوش ملیح آبادی	''اردونامہ'' کراچی	جولائی 1961ء
املا کا اختلاف اور لغت	رشید حسن خان	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 29
املا و تلفظ	عبدالستار	''اردونامہ'' کراچی	جولائی 1961ء
تحقیق الفاظ	قدرت اللہ نقوی	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 26
تحقیق الفاظ	مولانا حامد حسن قادری	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 24
جدید لسانی رجحانات	عین الحق فرید کوٹی	''ماہ نو'' کراچی	ستمبر 1964ء
حروف کا تبادلہ اور سکون اول کا مسئلہ	ڈاکٹر سہیل بخاری	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 12
خدا۔ایک لسانی تحقیقی جائزہ	قدرت اللہ نقوی	''نگار'' کراچی	اکتوبر 1961ء
خدا۔مفرد یا مرکب	قدرت اللہ نقوی	''ماہ نو'' کراچی	شمارہ 49
دوہے کی روایت	الیاس عشقی	''سیپ'' کراچی	شمارہ 49
روزمرہ ومحاورہ	شبیر علی کاظمی	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 50
قواعد زبان	نیر اقبال	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 29
قواعد واملا کی بحث	وارث سرہندی	''اردونامہ'' کراچی	شمارہ 20

بچوں کے لیے اسلامی بنیادی معلومات پر مبنی ایک اہم انگریزی کتاب "The World of Islam" by Elma Ruth Harder کا اردو ترجمہ ''اسلام کی دنیا'' کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں اسلام سے متعلق بنیادی معلومات بڑے خوبصورت اور جاذبِ نظر طریقے سے بچوں کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے شامل کی گئی ہیں۔ ہر موضوع کے آخر میں مشقی سوالات دیئے گئے ہیں، بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے الفاظ کو دو کالموں میں آمنے سامنے لکھا گیا ہے تاکہ بچہ پنسل کی مدد سے صحیح جواب کو خط کشید کر کے واضح کر سکے۔ مزید یہ کہ اس میں ذہنی مشقیں اور تصاویر بھی شامل ہیں۔ اس کتاب کو نہ صرف نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے بلکہ بچوں کو تحفے میں دینے کے لیے بھی یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مشہور کلاسک شعراء کے کلام پر مشتمل ایک عمدہ انتخاب ''انتخابِ سخن'' کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے، جس کا ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب ہے۔ اس کی اہم بات یہ کہ خاص مواقع کی نسبت سے اس میں مختلف قسم کے سٹکرز (مثلاً

Happy Birth Day, Best Wishes, Wedding Anniversary etc.

اور ایک خالی سٹکر، تاکہ اپنی مرضی سے آپ جو بھی لکھنا چاہیں لکھ کر گفٹ کر دیں) کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ تاکہ مختلف تقاریب میں طلبہ و طالبات کو انعام کے طور پر یہ کتاب دی جا سکے۔ مزید یہ کہ مختلف اہم مواقع پر دوستوں عزیزوں کو تحفہ کے طور پر پیش کرنے کے لیے بھی ایک خوبصورت کتاب ہے۔

دیوانِ غالب (مع فرہنگ)

شہنشاہِ غزل مرزا اسد اللہ خان غالب کا دیوان دیدہ زیب اور خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ اس میں فرہنگ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ فرہنگ کو بڑی محنت اور توجہ سے اس انداز میں تیار کیا گیا ہے کہ ہر غزل کے بعد اس کے مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں، جس سے عوام و خواص یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً طلبا و طالبات کے لیے نہایت مفید ہے۔ نیز اس سے کلامِ غالب کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ مختلف مواقع اور تقاریب میں طلبہ و طالبات کو انعام کے طور پر دینے کے لیے بھی یہ ایک خوبصورت تحفہ ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال کے اردو کلام پر مبنی یہ کتاب خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ اس کا فرہنگ انتہائی محنت سے تیار کیا گیا ہے، فرہنگ کی خاص بات یہ ہے کہ ہر غزل کے بعد اس کے مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔ تاکہ قارئین بغیر کسی دقت کے بآسانی اقبال فہمی سے مستفید ہو سکیں۔ طلبہ و طالبات کے لیے نہایت مفید کتاب ہے۔ ہر طبقہ فکر کے لوگ اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آج استحکامِ پاکستان کے لیے اقبال شناسی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے، تاکہ فکرِ اقبال کی روشنی میں حال اور مستقبل کو تابناک بنایا جا سکے۔ طلبہ و طالبات کو انعام کے طور پر دینے کے لیے بھی یہ ایک خوبصورت تحفہ ہے۔

منصف خان سحاب